قدیم اُردو نظم

حصہ اوّل

مُرتّب

ڈاکٹر فہمیدہ بیگم

ترقّی اُردو بیورو، نئی دہلی

QADEEM-urdu-NAZM Part I
Compiler:- DR FAHMIDA BEGUM.

© ترقی اُردو بیورو، نئی دہلی

سنہ اشاعت : جنوری تا مارچ 1995 شک 17 — 1916

پہلا ایڈیشن : 1000

سلسلۂ مطبوعات نمبر : 752
کتابت : وکیل الرحمٰن بیگ
مصحح (پروف ریڈر) ممتاز آرا
قیمت : -/40 روپے

مصنف کے خیالات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے
کتاب چھپی ہوئی قیمت پر ہی خریدی جائے۔

ناشر : ڈائرکٹر ترقی اُردو بیورو، ویسٹ بلاک 1 آر۔ کے پورم نئی دہلی 110066
ٹیلی فون نمبر : 6103938, 6103381, 6109746
طابع : سپر پرنٹرس ساؤتھ انارکلی دہلی-51

فہرست

1۔ تمہید — ڈاکٹر فہمیدہ بیگم — 7 تا 16

2۔ حضرت شاہ برہان الدین جانم :۔ — تا 26

مرثیہ : ـــــ مثنوی ارشاد نامہ درمدح حضرت شاہ میراں جی

3۔ شاہ داول :۔ — 27 تا 31

کشف الوجود ـــــ

4۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ :۔ — 32 تا 54

نظمیں : ـــــ عید رمضان ـــ بکہ اور سکا ـــ بسنت ـــ

ٹھنڈ کالا ـــ پرم کہانی ـــ حیدر محل ـــ بارہ پیاریاں

مشتری ـ لالن ـ چھبیلی ـــ غزلیات ـ رباعیات ـــ

قصیدہ ـــ

5۔ احمد :۔ — 55 تا 58

غزلیات ـــ

6۔ عبدل بیجاپوری :۔ — 59 تا 73

مثنوی ابراہیم نامہ ۔ نعت، در تعریف حضرت استاد

عالم پناہ ابراہیم عادل شاہ خلد اللہ ملکہ وسلطانہ، در تعریف

شب، حسن مجلس شاہ عالم پناہ ـــ در تعریف کرشب گذشت۔

درتعریف جُوڑہ درتعریف پیشانی وٹیلہ جُرّت ــــ درتعریف
ٹیلا خنک ــــ درتعریف کمر بینی ــــ درتعریف دُودہ چشم ــــ
درتعریف لب ولعلی برگ ــــ درتعریف رنگ سیاہ دنداں ــــ

7۔ نوری :۔ 74
مرثیہ ــــ

8۔ وجہی :۔ 75 تا 87
مثنوی قطب مشتری ــــ حمد ــــ صفت میزبانی ــــ
بخشش کردن ابراہیم قطب شاہ ــــ صفت خباب شہزادہ ــــ صفت مجلس طرب
مشورہ مادر وپدر شہزادہ ــــ

9۔ غواصی :۔ 88 تا 102
مثنوی سیف الملوک وبدیع الجمال ــــ مثنوی مینا
ستونتی ــــ رباعیاں ــــ

10۔ حسن شوقی :۔ 103 تا 105
غزلیات ــــ

11۔ ابن نشاطی :۔ 106 تا 115
مثنوی پھول بن ــــ

12۔ رستمی :۔ 116 تا 125
مثنوی خاورنامہ ــــ

13۔ سلطان علی عادل شاہ ثانی شاہی 126 تا 143
بربہی ــــ غزلیات ــــ مرثیہ ــــ مثنوی (غروب)

پہیلی ناریل ــــ دوہے ــــ مثنوی شفق ــــ
رباعی ــــ

14- صنعتی :- 144 تا 152
مثنوی قصۂ بے نظیر (مقام نہم)

15- ہاشمی :- 153 تا 163
غزلیات ــــ مرثیہ

16- نصرتی :- 164 تا 176
قصیدہ نصرتی در مدح سلطان علی عادل شاہ ثانی ــــ
مثنوی علی نامہ ــــ

تمہید

قدیم اُردو کا مطالعہ ہندستانی اور بیرونی ممالک کی اکثر وبیشتر یونیورسٹیوں میں مختلف سطحوں پر جیسے ڈگری کورس، اعلا ڈگری کورس وغیرہ میں شامل ہے۔ مگر نصاب میں قدیم اُردو زبان وادب کی اہمیت کے پیش نظر جس قدر حصّہ شامل ہونا چاہیے اتنی مقدار میں نہیں ہوتا بلکہ نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔ اس کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں (۱) صحت مند ایسا متن جو درس اور تدریس کی مکمل ضرورتوں کو پورا کر سکے، اس کی اور امدادی کتب کی شدید کمی (۲) قدیم اردو سے دلچسپی اور ذوق رکھنے والوں کی کمی (۳) قدیم اُردو کی لغات اور قواعد کی کمی اور عدم دستیابی۔

قدیم اردو کے کئی نثر اور نظم پاروں کے متون کی تدوین ہوئی اور وہ شایع ہو کر منظر عام پر آئے ہیں۔ اکثر کتابوں کے متون کی تدوین جس ڈھنگ سے ہوئی ہے وہ استاد اور طالب علم کو قواعد اور لغت سے بے نیاز نہیں کرتے اس کے سبب قاری جدید اُردو اور قدیم اُردو کے مابین جو لسانی، صوتی، صرفی، نحوی فرق موجود ہے اس کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش میں بے شمار الجھنوں اور رکاوٹوں کا شکار ہو کر رہ جاتا ہے۔ زبان کے اس فرق کے ساتھ ساتھ تہذیبی، فکری، معاشرتی، تمدنی اور علاقائی فرق بھی درمیان میں حائل ہو جاتا ہے ان تمام اور ایسے دیگر اسباب کی وجہ طالب علم اور قاری اپنے بہترین قدیم ادبی ورثہ اور روایات سے بے بہرہ ہوتے جا رہے ہیں جو سراسر نقصان کا باعث ہے۔ جلد سے جلد اس فاصلہ کو کم کرنا بے حد ضروری ہے اس مقصد سے ایک سہ روزہ سیمینار قدیم اُردو کی درس وتدریس اور تحقیق کے مسائل پر میں نے تجویز کیا تھا۔ الحمد اللہ ترقی اُردو بیورو نے دلّی یونیورسٹی کے شعبۂ اُردو میں ۱۹۸۷ء اکتوبر میں سیمینار منعقد کر لیا تھا، جس میں ملک

بھر کی دانش گاہوں سے نمایندہ استادوں، اسکالروں اور دلّی یونیورسٹی کے طالب علموں اور دیگر شائقین طلبہ نے بھی اساتذہ کے ساتھ شرکت کی یہ سیمینار غیر معمولی طور پر کامیاب رہا اس میں پڑھے گئے مقالے فکر و تحقیق کے پہلے شمارہ نمبر ۱۹۸۹ء میں شایع کیے جا چکے ہیں۔ اس سیمینار میں دانش گاہوں کے استادوں نے جس ذوق و شوق سے حصّہ لیا یہ ان کے احساس لطیف اور اس جذبۂ شوق کا ثبوت ہے جو وہ قدیم اردو کے تعلق سے رکھتے ہیں۔

سیمینار میں کئی سفارشیں پیش کی گئی جس میں سے ایک سفارش یہ بھی تھی کہ قدیم اردو کا منتخب کلام دانش گاہوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے شائع کیا جائے اور حصہ نظم کی ذمہ داری مجھ خاکسار کے کندھوں پر ڈالی گئی۔ اس ذمہ داری کو جلد سے جلد نبھانے کی میں نے کوشش کی لیکن دفتری مصروفیات آڑے آئیں۔ بہر حال یہ انتخاب کسی حد تک بھی درس و تدریس کی ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے تو میں سمجھوں گی کہ محنت رائگاں نہیں گئی۔ اس انتخاب میں کوشش کی ہے درس و تدریس کے دوران کوئی الجھن یا پریشانی نہ ہو اور یہ انتخاب قدیم اُردو سے دلچسپی کا پہلا زینہ ثابت ہو۔ انتخاب کے دو حصّے ہیں حصّہ اول میں ابتدا سے لے کر تقریباً ۱۲۰۰ھ تک کے شاعروں کا منتخب کلام پیش کیا ہے اور حصّہ دوم تقریباً ۱۳۰۰ھ تک کے شاعروں کا کلام پیش کیا ہے۔ ان انتخابات میں کوشش کی ہے کہ اُردو شاعری کے تقریباً تمام اصناف کی نمایندگی ہو جیسے مثنوی، غزل، قصیدہ، مرثیہ رباعی، مدح، مسدس، سلام، حمد، نعت، منقبت، مناجات، درسین گیت، فرد، چکری۔ وغیرہ۔

قدیم اُردو ادب کا اپنا ایک خاص مزاج ہے ایک خاص انداز بیان اور انداز فکر بھی۔ اس میں حقیقت نگاری کا عنصر غالب ہے اپنے دور کی تہذیبی معاشرتی اور مذہبی رجحانات اور تحریکات کی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔ اس کے موضوعات بھی لا محدود ہیں۔ ان فن پاروں کے مطالعہ کا لطف اس وقت اٹھایا جا سکتا ہے جب کہ اس کے متن کی قرأت میں کوئی غلطی نہ ہو۔ شاعروں اور ادیبوں کے اسلوب بیان کے محاسن سے واقفیت ہو اور اس کے سماجی اور تہذیبی پس منظر سے شناسائی ہو۔ اس انتخاب میں کوشش کی ہے کہ مختلف اصناف کے ساتھ ہی ساتھ

رزمیہ، بزمیہ، بیانیہ، متصوفانہ، مدحیہ، غرض ہر رنگ کا کلام شامل رہے۔ چونکہ انتخاب مختصر ہے اس لیے انتخاب شدہ حصہ چھوٹا ہے۔ کلام کی ترتیب موٹے موٹے طور پر تاریخی اعتبار سے کی گئی ہے۔ چند شعرا کی تاریخ وفات، ولادت اور تاریخ تصنیف کا سراغ تو لگ جاتا ہے۔ مگر کئی اہم شعرا کے حالات دستیاب نہیں ہیں تاریخیں بھی نہیں ملتیں۔ جس کی وجہ زمانہ کا تعین بھی ایک بڑا مسئلہ بن کر رہ جاتا ہے جن شعرا کے زمانہ کا تعین کسی طرح سے بھی نہیں ہو سکتا وہاں اندرونی شہادتوں اور ادب پارہ کی زبان سے مدد لی گئی ہے۔ اندرونی شہادتوں سے مطلب یہ ہے کہ کئی شعرا نے اپنے دور کے سلاطین ادبا، اصفیا اور ہم عصر شعرا حاکم وقت یا کسی ایسی شخصیت یا واقعات کا ذکر کیا ہے۔ جس سے تھوڑی سی روشنی مل جاتی ہے اور زبان کی لسانی خصوصیات زمانہ کے تعین میں مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

حصہ اول میں ابتدائے اُردو ادب سے لے کر ملا نصرتی کے دور تک کا احاطہ کیا گیا ہے۔ مطالعہ کی دلچسپی کو قایم رکھنے کے لیے فٹ نوٹ میں نامانوس اور مشکل الفاظ کے معنی وضاحت کے ساتھ دے دیے گئے ہیں۔

انتخاب کلام کو سمجھنے کی خاطر قدیم اُردو کی چند اہم صرفی نحوی اور لسانی خصوصیات پر روشنی ڈالی ہے۔ منتخب متن کے زیادہ مشکل اور نامانوس الفاظ کے معنی فٹ نوٹ میں اس لیے دیے ہیں کہ مطالعہ کے دوران تسلسل معنی کی تلاش میں ٹوٹنے نہ پائے اس فٹ نوٹ سے پتہ چلے گا کہ ایک لفظ کی کئی املائی شکلیں ملتی ہیں۔ جو زبان کی ارتقائی دور کی خصوصیت ہے۔

دکن میں ابتدائی دور میں شاعری نے کئی اصناف سخن کا احاطہ کر لیا ہمیں اس دور میں قصیدہ، مثنوی، مرثیہ، گیت، دوسینی، چکری، رباعی، غزل، حمد، نعت اور منقبت وغیرہ کے نمونے ملتے ہیں۔ بعض اصناف کا باضابطہ آغاز ہوا ہے تو بعض کے نقش ملتے ہیں جو بعد کے دور میں معیاری روپ میں نکھرے۔ چکری، دوہرہ، دوسینی اور گیت وغیرہ سے قطع نظر باقی تمام اصناف شاعری، فارسی، عربی سے ماخذ ہیں۔ مگر مضامین، موضوعات

فکری رجحانات، خیالات کے اعتبار سے ہندوستانی رنگ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ خواہ وہ مثنوی ہو یا غزل، قصیدہ ہو یا رباعی، ۔اُردو زبان کے تشکیلی دور میں اولیا اور صوفیا کی تعلیمات کے ذریعہ عوام کے ذہنوں اور دلوں کو روشنی، خوشی و مسرت، ملتی رہی اور زندگی گزارنے کا سلیقہ، دنیاوی مصائب کا سامنا کرنے کی ہمت عطا ہوتی رہی۔ ان کی صلح کل کی پالیسی نے ہر مذہب و ملت کے عوام کو انسانیت کے رشتہ میں جوڑ رکھا تھا۔ یہی اردو کا ابتدائی سرمایہ ہے۔ جو ادب برائے ادب نہیں بلکہ خالصتاً ادب برائے انسانیت، ادب برائے زندگی کا نمونہ ہے، عوام و خواص کے دلوں کی دھڑکنوں سے بھرپور ان کے سبھی دکھ، سکھ، خوشیاں و کلفتیں اپنے اندر سموئے ہوئے سماجی فلاح و بہبود کے عظیم مقصد کو سینہ سے لگائے ہوئے ہیں وہ اُردو کا ابتدائی سرمایہ ہے۔ جو نظم و نثر کے روپ میں موجود ہے۔

اس کتاب میں صرف اصناف نظم کا انتخاب پیش کیا گیا ہے۔ دکن کے شعرا نے ہر صنف شاعری غزل، قصیدہ، مثنوی، رباعی، حمد، نعت، منقبت، مرثیہ، چکری اور دکھنی گیتوں میں طبع آزمائی کی خصوصاً مثنوی کو بام عروج پر پہنچا دیا۔ دس بارہ اشعار سے لے کر ہزاروں اشعار پر مشتمل مثنویاں لکھیں، موضوعات کے اعتبار سے دکن کی شاعری خصوصاً مثنوی میں جو تنوع جدت اور انوکھاپن ہے وہ لکھنؤ، دہلی یا ہندوستان کے کسی بھی حصہ کی مثنوی میں نہیں ملتا۔ یہ افتخار صرف جنوبی ہندوستان کی مثنویوں کو حاصل ہے یہ اور بات ہے کہ اس سرمایہ کا تقابلی مطالعہ اور تجزیہ ابھی تک نہیں ہوا ہے مرثیہ نگاری کی ابتدا شاہ برہان الدین جانم سے ہوئی انھوں نے اپنے والد کا مرثیہ لکھا تھا۔ رفتہ رفتہ واقعات کربلا اس صنف پر حاوی ہوگئے۔ اشرف کی مثنوی نوسرہار مرثیہ نما مثنوی ہے۔ جو ۹۰۹ھ میں لکھی گئی اس سے پہلے بھی چند چھوٹے چھوٹے مرثیے لکھے گئے مگر اشرف کی نوسرہار سے مرثیہ نگاری کا باقاعدہ تسلسل قائم ہوگیا۔ جنوبی ہند کی بہمنی سلطنت اور بعد کی پانچوں مسلمان سلطنتوں کے بادشاہوں میں۔ شیعہ اور سنی دونوں عقیدوں کے ماننے والے سلاطین موجود تھے۔ ان کے

عقائد نے عوام اور اس عہد کے ادب پر کیا اثر ڈالا۔ یہ موضوع بہت دلچسپ ہے۔ شیعہ عقائد کے پیرو کار بڑی دھوم دھام سے ماتم، نوحہ خوانی، عزاداری اور سینہ کوبی کی مجلسیں سجاتے تھے۔ اسی روایت نے مرثیہ نگاری کو فروغ دیا۔ خصوصاً خاندان گولکنڈہ نے محرم اور عزاداری کو بہت اہمیت دی تھی۔ بادشاہوں نے بھی مرثیہ نگاری سے دلچسپی لی ہے۔ مقابلتاً عادل شاہوں اور باقی سلاطین کے ہاں مرثیہ کا کم رواج رہا۔

رباعی اہل عجم کی ایجاد ہے اور اُردو کو رباعی ایران کی دین ہے۔ سنسکرت کی چار چرنی رباعی سے مشابہت رکھتی ہے۔ فارسی میں رودکی نہ صرف رباعی کا پہلا شاعر بلکہ موجد بھی مانا جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ برابر جاری رہا۔ مشہور ریاضی داں عمر خیام کی فارسی رباعیوں کو بین الاقوامی شہرت حاصل ہوئی۔

رباعی میں چار مصرے ہوتے ہیں اس کے سبب اس کا نام رباعی پڑا۔ عربی میں ربع کا مطلب چار ہے۔ رباعی اسی لفظ سے مشتق ہے۔ رباعی کے چار مصرعوں کے اندر شاعر کو اپنے خیال یا ایک مضمون کو مکمل طور پر ادا کرنا ہوتا ہے۔ پہلا دوسرا اور چوتھا مصرعہ ہم قافیہ ہوتا ہے۔ تیسرے مصرعے کے ساتھ پابندی نہیں۔ کبھی کبھی وہ بھی ہم قافیہ ہوتا ہے۔ رباعی بحر ہزج میں کہی جاتی ہے۔ اُردو میں رباعی کی ابتدا اور اصناف شاعری کی طرح جنوبی ہندستان سے ہی ہوتی ہے۔ قلی قطب شاہ کے کلیات میں کئی رباعیات ملتی ہیں۔ امجد حیدرآبادی کی رباعیوں نے بہت شہرت پائی بعد میں میرانیس، حالیؔ، اکبر الہ آبادی، اور جوشؔ ملیح آبادی، تلوک چند محرومؔ، فراقؔ اور اقبال کی رباعیوں نے بھی مقبولیت حاصل کی۔ ان سب نے اُردو رباعی کو ایک معیار و مرتبہ عطا کیا۔ اس انتخاب میں جنوبی ہند کے بعض شعرا کی رباعیاں شامل کی گئی ہیں۔ یہ رباعیاں ہندستانی تہذیب و تمدن کی رنگا رنگی سے مزین ہیں صاف ستھرے شعری مزاج کی آئینہ دار ہیں۔ گیت نے بھی دکن کی شاعری میں بلند مرتبہ پایا۔ گیت نگار شاعروں میں بہت زیادہ شہرت ابراہیم عادل شاہ ثانی ۹۸۸ھ/۱۵۸۰ء – ۱۰۳۷ھ/۱۶۲۷ء کو ہوئی۔ جو جگت گرو کے نام سے مشہور ہوئے انھوں نے اپنی گیتوں والی تصنیف "کتاب نورس" کو راگ راگنیوں کے مطابق گیتوں کو ترتیب دیا ہے۔ اس میں کل سترہ راگوں کے ذیل میں ۹۵ گیت شامل ہیں۔

گولکنڈہ اور بیجاپوری اور بیدری مصنفین و شعرا اور ادب کے بارے میں پھر بھی کچھ نہ کچھ ضرور لکھا گیا ہے۔ اس کے مقابلہ میں خطۂ گجرات اور اردو کے بارے میں کم معلومات ملتی ہیں۔ ڈاکٹر ظہیر الدین مدنی، ڈاکٹر شیخ فرید وغیرہ نے ضرور اپنے تحقیقی و تالیفی کارنامے شائع کیے ہیں مگر ان کتابوں کا دائرۂ مطالعہ محدود رہا ہے۔ اس لیے گجرات اور وہاں کے شعرا و مصنفین کے بارے میں یہاں مختصر سا ذکر کیا جا رہا ہے۔ خصوصاً مجھے صنف "چکری" سے دلچسپی رہی۔ جیسا کہ چار بیتی اور بارہ ماسہ شمالی ہند کی مخصوص صنف شاعری رہی ہے اسی طرح چکری صرف گجرات سے مخصوص ہے۔ اس کی دریافت بہت بعد میں ہوئی، اسے بھی اردو شاعری کی اصناف میں باقاعدگی سے شامل کرنا چاہیے اور مزید معلومات حاصل کرنے سے اس کی ابتدا اور ماخذ کا بھی پتہ چل جائے گا۔ ویسے ڈاکٹر شیخ فرید نے اس صنف شاعری کو متعارف کرانے کی کوشش کی ہے۔

علاقہ گجرات کے ابتدائی مصنفین میں شاہ بہاء الدین باجن (۔۷۹۰ھ – ۹۱۲ھ برہان پور)، قاضی محمود دریائی، دیوان شاہ علی جی گام دھنی اور خوب محمد چشتی کے نام لیے جا سکتے ہیں۔

شاہ بہاء الدین باجن کے والد کا نام شیخ معز الدین تھا۔ یہ ایک صوفی منش شاعر تھے۔ ان کی فارسی تصنیف خزائن رحمت نے بہت شہرت پائی اور اردو میں صنف چکری کو مقبولیت عطا ہوئی۔ چکری کے بارے میں جمیل جالبی کا بیان ہے:۔

" چکری (چکری، ذکری کی گجری شکل ہے) میں بنیادی طور پر ذکر خدا، ذکر رسول، ذکر پیر و مرشد، ذکر تجربات باطنی و واردات روحانی کو اس طور پر ایسے اوزان اور ایسے عام فہم الفاظ میں لکھا جاتا تھا کہ اسے گایا بھی جا سکے اور سازوں پر بجایا بھی جا سکے۔ ۔ چکری کی حیثیت مختصر گیت یا راگ راگنیوں کے ان بولوں کی تھی جنھیں گا بجا کر لوگوں کے اندر عالم وجد و سرور پیدا کیا جا سکے۔ اس میں عشق و محبت کے جذبات بھی ہوتے تھے اور ایسے ناصحانہ مضامین بھی جن سے مریدوں اور طالبوں کی ہدایت ہو سکے۔

ہیئت کے اعتبار سے چکری بھجن اور گیت ہی کی ایک شکل ہے جس میں دوہوں کا استعمال بھی کیا گیا ہے۔ باجن کے ہاں اس کی عام ہیئت یہ ہے کہ ابتدائی اشعار،

جو ہم قافیہ ہوتے ہیں، "عقدہ" کہلاتے ہیں۔ اس کے بعد تین تین چار چار مصرعوں کے بند آتے ہیں جنھیں "بین" کہا جاتا ہے آخری بند جو عام طور پر تین مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے، "تخلص" کہلاتا ہے۔ پہلے دو مصرعے ہم قافیہ اور تیسرا الگ، لیکن ہم وزن ہوتا ہے۔ ہر گیت سے پہلے یہ واضح کر دیا جاتا ہے کہ اسے کس راگ کے مطابق لکھا گیا ہے۔ مثلاً عقدہ در پردۂ صباحی"۔ "عقدہ در پردۂ بلاول" عقدہ در پردۂ کدار، عقدہ در پردۂ للت" وغیرہ

اسی طرح قاضی محمود ۸۴۹ھ تا ۹۴۱ھ گجرات کے مشہور شاعر گزرے ہیں۔ یہ قاضی حمید عرف چاپلندہ کے فرزند اور خلیفہ ہیں۔ شاہ صاحب کی کرامت بھی مشہور ہیں آپ کو شاہ عالم سے محبت اور لگاؤ تھا۔ آپ کے دیوان کا مخطوطہ انجمن ترقی اُردو پاکستان میں موجود ہے۔ انھیں موسیقی سے خاص لگاؤ تھا۔ کلام کے عنوانات تک انھوں نے راگ راگنیوں اور لروں کے مطابق ترتیب دیے ہیں جیسے درد اہار، درد ہناسری، در بھاکرہ وغیرہ۔ وہ عشق محمدی سے سرشار تھے اور موسیقی کے ذریعہ عشق کی آگ کو ٹھنڈک پہنچاتے تھے۔ بہ قول جمیل جالبی:—

"عشق کی اس شدت کا قاضی محمود پر یہ اثر تھا کہ ان کے سارے کلام سے اس جذبے کی گرمی کا احساس ہوتا ہے۔ اس عشق کا اظہار اللہ، رسولؐ اور مرشد کے ساتھ بھی ہے اور دین و دنیا کے سارے امور بھی اسی محور میں گھومتے ہیں۔ عشق کی اس آگ کو وہ موسیقی کی نرمی اور پھوار سے ٹھنڈا کرتے ہیں۔ ان کا بیشتر کلام شبخ باجن کی طرح، گانے کے لیے لکھا گیا ہے۔ موسیقی سے ان کی دل بستگی کا یہ عالم تھا کہ جب وقت مرگ قریب آیا تو محفل سماع منعقد کی۔ وجد و حال کی کیفیت رقص کی کیفیت میں بدل گئی۔ اسی حالت میں سجدے میں گر پڑے اور جاں بحق کر دی۔" (ص۱۱۲)

آپ کا مزار بیرپور میں موجود ہے۔

شاہ علی محمد جیو گام دھنی متوفی ۹۷۳ھ فرزند شاہ ابراہیم گجرات کے سلسلہ

کی ایک مستند اور مشہور کڑی ہیں۔ ان کا کلام بھی صوفیانہ ہے۔ دیوان جواہر اسرار اللہ کے نام سے مرتب ہوا۔ ان کے کلام پر ہندستانی رنگ غالب ہے۔ عربی، فارسی روایات کے اثرات زبان اور رجحانات پر بہت ہی کم ہیں۔ اس عہد کی عوام کی بول چال کی زبان میں شاعری کی ہے جیسے ؎

دوئی وجود کوں موجود ہونا یہ تو بات محال ہے لوگا
ایک حقیقت ہے گی آپے جان نمانوں کا ہے بھوگا

اپس کوں توں پیو پچھانے پیو کوں توں کوں کیوں دور جانیں
تو کیوں پاوے یوں من آنے

شاہ علی جیو پیو پچھانوں علی محمد دوئی نہ جانوں
ایک وجود ہے من یوں آنوں

جنوبی ہند میں مغلوں کے حملوں نے ہر جگہ انتشار پیدا کر دیا تھا۔ مصنف وشعراء کی تخلیقی صلاحیتیں بھی بری طرح متاثر ہونے لگی تھیں اور یہ لوگ مختلف مقامات پر بکھرنے لگے، قطب شاہی، عادل شاہی اور دوبری حکومتیں بھی ختم ہوگئیں۔

قدیم اردو شاعروں اور ادیبوں پر عام طور سے اعتراضات عائد کیے گئے ہیں کہ انھوں نے اپنی تحریروں میں۔

۱۔ صرفی نحوی اصولوں کی پابندی سختی سے نہیں کی ہے۔
۲۔ عروضی اعتبار سے بھی بعض مصرعے چھوٹے بڑے ہوئے ہیں۔
۳۔ ضرورت شعری کے پیش نظر بعض الفاظ کی صرفی ہیئت بدل دی ہے اور چند ساکن حروف کو متحرک اور متحرک کو ساکن کر دیا گیا ہے۔
۴۔ مشدد الفاظ کو غیر مشدد اور غیر مشدد الفاظ کو مشدد کر دیا ہے۔
۵۔ عربی فارسی الفاظ کے اصل املا کو بدل دیا ہے اور بعض الفاظ اپنی مروجہ تحریری شکل کی بجائے تلفظ کے مطابق لکھے گئے ہیں جیسے
نفع ۔ نفا ۔ جمع ۔ جما ۔ عقل ۔ اقل ۔
۶۔ کوزی آوازوں کی ادائیگی کے لیے حرف تہجی کی تلاش میں کبھی چار نکتے، کبھی تین نکتے اوپر یا نیچے لگا دیے ہیں اور کبھی دو چھوٹی چھوٹی لکیریں حرف

کے نیچے یا اوپر ط یا چار کے بدلے میں لگا دیے گئے ہیں۔

۷- حروف ربط حذف کر دیے گئے ہیں۔

۸- جملوں کی بناوٹ یا ساخت آج کے مصنفین و شعرا کے جملوں کی ساخت سے مختلف ہے۔

۹- علاقائی سنسکرت یا دیگر زبانوں کے الفاظ کثرت سے استعمال کیے گئے ہیں۔

۱۰- چند الفاظ کے بہ یک وقت کئی روپ استعمال کر لیے گئے ہیں جیسے تک۔ تلک۔ لگ، لگن۔ یا سے ستیں۔ سوں۔ توں وغیرہ۔

۱۱- شعرا نے کہیں ہندی بحروں میں شعر کہے ہیں تو کہیں عربی فارسی بحروں میں۔

۱۲- مذکر الفاظ کو مؤنث اور مؤنث الفاظ کو مذکر کر دیا ہے۔

۱۳- علامت جمع میں " ا ں " کا کثرت سے استعمال کیا ہے وغیر وغیرہ۔

بہر حال یہ اور ایسے کئی اعتراضات اُردو کے ابتدائی مصنفین پر لگے ہیں۔ اردو ادبی تواریخ کے مورخوں، نقادوں۔ قواعد نویسوں، محققوں اور مبصروں کے یہ اعتراضات یا مشاہدات کا واحد جواب میری نظر میں یہ ہے کہ

اردو زبان و ادب کے فروغ و ارتقا کا ابتدائی دور دکن اور گجرات کے علاقوں میں اپنی منزلیں طے کرتا ہوا شمالی ہند اور ہندستان کے دوسرے علاقوں تک پھیلتا چلا گیا اور تشکیلی دور میں زبان کو جن مراحل و منازل سے گزرنا تھا۔ وہ سب کے سب انھیں خطوں میں طے ہوئیں۔ اس لیے زبان کے تشکیلی دور کے پورے کے پورے تجربے انھیں ابتدائی مصنفین و شعرا کے ہاتھوں ہونے تھے یہ تمام اعتراضات و مشاہدات، ابتدائی شعرا و مصنفین کی کم علمی، ناواقفیت کوتاہ نظری، کچی یا ادھوری زبان دانی، عدم قابلیت کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ اگر اس دور میں ان مصنفین نے اس نوزائیدہ زبان کو نہ برتا ہوتا مجھو نہ لگایا ہوتا، یہ زبان نہ اپنے ارتقا کی منازل طے کرتی اور نہ ایک مکمل زبان کا مرتبہ حاصل کرتی اور نہ عالمی سطح پر اپنا وجود منواتی۔ مطلب یہ کہ ان اعتراضات کو اعتراضات ماننا غلط ہے زبان کے فطری ارتقا کی یہ اہم ترین کڑیاں ہیں۔

جن کا سائینٹفک طریقہ سے مطالعہ ضروری ہے۔ زبان کے مزاج و منہاج کو سمجھنے کے سلسلہ میں یہی مواد ہے جو بنیادی مرتبہ حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ کوئی بھی زبان جب اپنے ارتقا کی مدارج طے کررہی ہوتی ہے تو ان تمام تجرباتی منزلوں سے گزر کر صدیوں کے بعد معیاری زبان کا مرتبہ حاصل کرتی ہے اُردو زبان و ادب کے ابتدائی دو تین سو سال اسی ابتدائی تجربوں کا دور ہے۔ شاعری ہو کہ نثر ہر تصنیف میں یہ خصوصیات نمایاں ہیں۔ عروض بحر، وغیرہ جو صرف شاعری سے مخصوص ہیں اُن کو چھوڑ کر باقی تمام خصوصیات نثر و نظم کی ایک ہی ہیں جیسے بناوٹ یا تشکیل الفاظ تلفظ، املا اور معنی وغیرہ۔

اس انتخاب میں مندرجہ ذیل اصناف اُردو شاعری کا انتخاب کیا گیا ہے۔

نظم۔ گیت۔ رباعی۔ مرثیہ۔ غزل۔ مثنوی۔ چکری۔ فرد۔ قصیدہ۔ حمد۔ نعت۔ منقبت۔ پہیلی۔ قطعہ مستزاد۔ مسدس۔ برہتی۔ دوہے۔ مناجات۔ ریختی۔ منظوم خط (خط بنام) وغیرہ۔

ان تمام اصناف میں مثنوی اور غزل کو بہت اہمیت اور مقبولیت حاصل ہوئی اردو شاعری کا بیشتر سرمایہ انھیں دو اصناف پر مشتمل ہے اُردو غزل نے عالمی سطح پر اپنا خاص مقام منوالیا ہے۔ خصوصاً مشاعروں اور کیسٹ نے غزل کو بلند مرتبہ عطا کر دیا ہے۔ جنوبی ہند کے ادب کی ایک اور نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہندستانی یعنی اپنے مقام و ملک کی تہذیب و تمدن، رسم و رواج کھانے پینے کی لوازمات، لباس و زیورات، پھل پھول جیسے ہارسنگھار، صدابہار چنپا اور چنبیلی کا تذکرہ ہے۔ پہاڑ و چرند ہاتھی و اونٹ ندی نالے یعنی کاویری اور تنگ بھدرا، گوداوری و کرشنا، کا بیان ملتا ہے۔ عاشقوں میں شیریں فرہاد، لیلیٰ مجنوں کی داستانوں کے ساتھ ہیر رانجھا، چندر بدن ماہیار اور قطب و مشتری وغیرہ کی کہانیاں لکھی گئی ہیں۔ اور یہ ہیروئنیں اور ہیرو ہندستانی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہندستانی کرداروں کے ساتھ ہندستانی خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں۔ قدیم اُردو شاعری کا یہ انتخاب میری ایک حقیر کوشش ہے۔ قدیم اردو ادب کے شائقین اور طالب علموں کی خدمت میں حصہ دوم گلدستۂ شاعری بھی پیش کرنے کی امید ہے۔

فہمیدہ بیگم

فہمیدہ بیگم

۱۱ جون ۱۹۹۴ء

حضرت شاہ بُرہان الدین

حضرت شاہ برہان الدین نام اور جانم تخلص ہے. آپ حضرت شاہ میراں جی شمس العشاق کے فرزند اور خلیفہ تھے آپ کی تاریخ وفات اور پیدائش کے بارے میں اختلاف رائے ہے، جانم کو نثر اور نظم دونوں پر قدرت حاصل تھی ارشاد نامہ جو آپ کی طویل ترین مثنوی ہے ۹۹۰ھ مطابق ۱۵۸۲ء میں لکھی گئی. بعض مورخین کا خیال ہے کہ آپ کی وفات ۱۰۰۷ھ میں ہوئی. بعض نے ۹۹۰ھ تاریخ وفات مانی ہے، بیجاپور میں روضۂ مبارک موجود ہے، والد محترم میراں جی کے مقبرہ میں دفن کیے گئے، آپ کی تصانیف میں کلمتہ الحقائق ایک ایسی کتاب ہے جس نے دبستان بیجاپور کو دبستان گولکنڈہ پر نثر نگاری میں فوقیت عطا کر دی اور اولیت کا سہرا حاصل کر لیا کیونکہ وجہی کی سب رس سے تقریباً ۵۰ سال قبل یہ کتاب لکھی گئی ہے اردو نثر کا قدیم ترین مستند نمونہ ہونے کا شرف کلمتہ الحقائق کو حاصل ہے۔

آپ کی دوسری تصانیف میں ارشاد نامہ بہت مشہور و معروف ہے اس میں تقریباً ڈھائی ہزار اشعار موجود ہیں. یہ مثنوی سوال و جواب کی شکل میں تحریر ہوئی ہے، متصوفانہ نکات کے بارے میں مرید سوال کرتا ہے اور اس کے مرشد جواب دیتے ہیں. اتنی تفصیل اور وضاحت سے کہ سارے نکات بڑی آسانی سے سمجھ میں آجائیں. یہی انداز سوال و جواب کا ان کے نثری رسالہ کلمتہ الحقائق میں بھی ملتا ہے، ان کے والد میراں جی شمس العشاق کے ہاں بھی خوش نامہ خوش نغز میں یہی انداز اپنایا گیا تھا گویا کہ اردو ڈرامے کے نقوش اس ابتدائی دور سے نظر آتے ہیں غواصی کی مثنوی مینا ستونتی کا قصہ کرداروں کے درمیان مکالموں کی شکل میں آگے بڑھتا ہے، کئی اعتبار سے ان قدیم شعرا کا کلام قطب نما کی حیثیت رکھتا ہے. یہ اور بات ہے کہ اس نقطۂ نظر سے اس

قدرہ سرمایہ کا مطالعہ نہیں کیا گیا چشم بینا کے لیے اس کے اندر جواہر پاروں کی کمی نہیں ہے،

جانم کی زیادہ تر نظمیں اور مثنویاں ہندی بحریں لکھی گئی ہیں۔ ان کی زبان پر قدیم ہندی برج بھاشا اور کھڑی بولی کا اثر زیادہ ہے، متصوفانہ خیالات کے اظہار کے لیے عربی فارسی اصطلاحوں کے ساتھ ہندوستانی زبان کے الفاظ سے تخلیق پائے جملے سادگی اور دلکشی کا عجیب مرقعہ بن گئے ہیں اور خیالات کے اظہار میں روانی کی چاشنی موجود ہے اُردو زبان وادب کی تمہید کی حیثیت رکھتی ہیں، انداز بیان اور فکر و نظر کے معیار کی بنیاد انھیں صوفیا کے ہاتھوں رکھی گئی۔ شاید اسی کی برکت ہے کہ اُردو زبان کہیں کمزور پڑتی نظر آتی ہے تو دوسری طرف سے بل کھاتی نئے رنگ وروپ سے ابھر جاتی ہے اور اپنے وجود کو برابر منواتی، ترقی کرتی چلی جارہی ہے۔

جانم کی اب تک دستیاب شدہ تصانیف میں وصیت الہادی، حجت البقا، منفعت الایمان، بشارت الذکر، سکھ سہیلا مشہور ہوئی ہیں۔ جانم کی علمی ادبی خدمات کا اعتراف ڈاکٹر جمیل جالبی نے ان الفاظ میں کیا ہے۔

" جانم کی دو خدمات قابل ذکر ہیں! ایک تو یہ کہ انھوں نے تصوف کے فلسفۂ وجود کو مرتب کر کے اسے ایک باقاعدہ شکل دی اور آب و آتش، خاک و باد کے تعلق سے وجود کا مطالعہ کر کے اس کے چار مدارج واجب الوجود، ممکن الوجود، ممتنع الوجود اور عارف الوجود مقرر کیے۔ دوسری یہ کہ تصوف واخلاق اور شریعت وطریقت کو اپنی تصانیفِ نظم ونثر کے ذریعے پیش کیا ان دوہری خدمات نے برہان الدین جانم کی شخصیت کو اہم بنا دیا"

اس خاندان کی علمی ادبی خدمات کا سلسلہ صدیوں تک جاری رہا۔

حضرت شاہ میراں جی شمس العشاق پہلے شاعر ہیں پھر جانم اور اُن کے بیٹے شاہ امین الدین اعلیٰ نے یہ سلسلہ جاری رکھا ان کے فرزند بابا شاہ امین کے پوتے شاہ علی پیر پاشا حسینی کے بعد پاشا حسینی کے بعد تراب علی شاہ نے اعلیٰ پایہ کی شاعری کی۔ شاہ تراب کا دیوان شائع ہوچکا ان کی مثنویاں بھی خوب مشہور ہوئیں۔ شاہ برہان الدین جانم کی مثنوی ارشاد نامہ بھی شائع ہو چکی ہے۔ کلمۃ الحقائق اور ارشاد نامہ دونوں کو محمد اکبر الدین صدیقی نے مرتب کیا ہے۔ اب یہ دونوں کتابیں دستیاب نہیں ہوتیں۔

ارشاد نامہ کے دیباچہ میں اکبر الدین صدیقی نے لکھا ہے کہ جانم کو موسیقی سے خاص لگاؤ تھا اس لیے اس میدان میں بھی انھوں نے طبع آزمائی کی ہے:۔

"حضرت جانم چشتیہ تھے اس لیے انھیں موسیقی سے بھی بہت زیادہ لگاؤ تھا، چنانچہ متعدد راگنیوں میں آپ نے نظمیں لکھی ہیں۔ مثلاً مقام ملار۔ بلاور۔ دھناسری۔ اساوری نٹ۔ رام کلی۔ بھاکرا۔ توڈی۔ بھیردیں۔ بسنت۔ گوری۔ سہیلا" (صفحہ ۶۴)

اور نمونے کے طور پر ان کا موسیقی والا کلام بھی شامل کیا ہے۔ یہاں صرف اس کا ایک نمونہ "حقیقت" آگے پیش کیا گیا ہے،

مثنوی ارشاد نامہ سے انتخاب پیش کیا گیا ہے کہ ابتدائی اشعار میں بیٹے نے اپنے والد ماجد میراں جی کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

مرثیہ

محرم کا چندر پھر گہن[1] پہ لے ماتم ہوا پیدا
محباں[2] کے دلاں[3] میں سب شہاں[4] کا غم ہوا پیدا

دوکھی ہووا جب میانی کل وحدت میں آنے
علم اس جگ کوں دیکھلانے صفی آدم ہوا پیدا

الست بربکم سن سب سوں[5] روحانی ملک بولے
سو[6] قالو بلی کا جوش کرشمہ جم ہوا پیدا

مکاں ست[7] گنج مخفی کا لیا ہے بھیس سفلی کا
بھراکر[8] رسم علوی کا یو عالم سب ہوا پیدا

ہو ظاہر روح کے جسماں[9] ہوتے قدرت کیے سب آسماں
سو اس تل اسم کے اُساں پکڑ محکم ہوا پیدا

ہوا ہو باد مل پانی ہوا ور خاک جسمانی
ولی اس نور نورانی نبی پیارا ہوا پیدا

لیا ناسوت حیوانی سو ملکوت نور کا بانی
ہوا جبروت روحانی سو لاہوت دم ہوا پیدا

احد وحدت میں احمد ہو ہوا ظاہر محمد ہو
حسین سرور او ظاہر اسم اعظم ہوا پیدا

مطیع العلم جوں سرور علی تھے باب جو رہبر
سو معنی علم کا ظاہر شہہ اکرم ہوا پیدا

۱ گرہن ۲ محب کی جمع ۳ دل کی جمع ۴ شہ کی جمع ۵ سے
۶ وہ ۷ انند ۸ پھینک۔ نکال ۹ جسم کی جمع

کہو کیا حال عالم کا کلیمہ[1] بول خاتم کا
ولی اس اسم اعظم نہ کوئی محرم ہوا پیدا

ربیا[2] طاقت نہ طاعت کو[3] کیں[4] دیے سب چھوڑ راحت کوں
سو اس غم کے جراحت کوں نہ کیں مرہم ہوا پیدا

جناور[5] وحش[6] ہور طیراں[7] سو دریا کے ہو موجاں
شمر جب کفر کے فوجاں[8] شہ کے سم ہوا پیدا

شہاں کے تئیں سراٹنے[9] کوں نہایت غم کے پانے کوں
یو دوکھ شہ کے بجھانے[10] کوں سو جام جم ہوا پیدا

ہوا ماتم رسول اوپر علی ہور فاطمہ او پر
نین نرگس کے پھولاں[11] پر انجو[12] شبنم ہوا پیدا

جلی قلبی یں غم بستا سو روحی عبادستا[13]
یو ہے سری سو وابستا خفی جا تم ہوا پیدا

1 کلمہ 2 رہا 3 کو 4 کہیں 5 جانور 6 وحشی یعنی جانور۔
7 پرندے۔ طیور کی جمع 8 فوج کی جمع 9 سر اٹھنے 10 کم کرنے 11 پھول کی جمع
12 آنسو 13 نظر آتا

انتخاب

مثنوی ارشاد نامہ

در مدح

حضرت شاہ میرانجی

صفت کروں تجھ اپنا پیر — جس تھے روشن ہوئے ضمیر
دھنوں جگ میں منجہ نیت دہی — سمروں لے من نیت وہی
تس کوں سمریں تن من شاد — جس کا آچھے منجہ پر یاد
جگ میں آہے توں ہیں رتن — ہردے میں لے کروں جتن
راکھیا ندن کر اس ٹھانوں — پل پل سمروں لے اس ناؤں
پیر میرانجی شمس عشاق — دھول جگ رب تجہ کیا کشاف
آہے تیری یہ بنیاد — چشتیاں کیرا ہے خانزاد
پیر وہی منجہ ہے مرشید — نت بکھانے اُن توحید
تن لیں کھولیں دل کے باٹ — روشن ہوئے حقیقت باٹ
شریعت میں تو وہ رہ راس — راہِ حقیقت اس کے پاس
اس گھر آچھے گیتا دیوا — وہ کیوں لہے باج سیوا
اس کے پاس کا گیان انجن — بھاگوں کوئی یک پاوے دھن
سیوک دھر لے کیتا دان — گیان سخاوت اس پرمان

---

۱ سے ۲ تاریک، دھندلے ۳ دنیا ۴ مجھے ۵ یادوں ۶ قرار، چین ۷ جسے (جس کی) ۸ شمع کی ۹ یاد ۱۰ ہے ۱۱ فیض ۱۲ مانند ۱۳ دل ۱۴ حفاظت ۱۵ رکھا ۱۶ قید کرنا، بند کرلینا (کندن بھی ممکن ہے) ۱۷ جگہ ۱۸ ہر لمحہ، پل پل ۱۹ نام ۲۰ دھندلا، تاریک ۲۱ تم پر ۲۲ ظاہر کیا، انکشاف کیا ۲۳ کا ۲۴ مجھے ۲۵ ہمیشہ ۲۶ تعریف کرے، حمد و ثنا کرے ۲۷ وہ ۲۸ کر ۲۹ کھل جائیں ۳۰ کواڑ، پٹ (دل کے دروازے کے پٹ) ۳۱ راستہ، طریقہ ۳۲ راستہ ۳۳ سردار، رہنما ۳۴ ہے ۳۵ گیان، عرفان ۳۶ چراغ، روشنی ۳۷ دے ۳۸ بوجھ ۳۹ خدمت ۴۰ سرمایہ، قسمت (سے) ۴۱ کوئی، ایک ۴۲ پائے ۴۳ یہ دولت گیان یا علم عرفان ۴۴ خدمت گار ۴۵ حاصل کرلے ۴۶ کتنا، جتنا چاہے)

اور تجے مانگے اس کے وار   اس تیں کھولیں گیان بھنڈار
جیسے سمندر کیر کی کھان   کیا کچھ آہے موتیوں ڈان
کچھ تے میرے اونچے بھاگ   سیوک ہوکر رہیا لاگ
اتنا مانگوں میری آس   جی جم رہنے تیرے پاس
سگ اصحاب جوں کے بھاگ   تیوں منجہ اس چرنوں لاگ
درشٹ نیجے منجہ کرپا   آدھیر راکھیں آپ ستا
منجہ میں ناہیں ایسا کار   جے کچھ خالق کے دربار
جے کچھ میں تجھی ہوں قبول   غفلت ساری جاوے بھول

اب میں آکھوں کچھ بیان   روشن جے ہوے آے عیان
آپس میں لیہ دیکہ بچار   ابھوں کیرا گھڑیا سار
تب یہ موزوں کیا بحق   لو، ٹے دیکھیا جے مطلق
یو بول میرے اُن کوں شاد   جن کوں شکر ہے پرساد
یہ سب بولوں ہندی بول   پر توں ابھو سیتی گھول
عیب نہ راکھیں ہندی بول   معنی تو چک دیکھیں کھول
جوں کے موتی سمندر سات   ڈبے میں تجے لاگے ہاتھ
کیوں نا ہووے اس بھی کوئے   سہانا چتور جے کوئی ہوئے

---

۱ جو ۲ در ۳ کو، پرکھ ۴ کے ۵ کان ۶ وہاں ۷ رہا ۸ لگا ہوا، صحبت میں ۹ مانند۔
۱۰ کی مانند، طرح ۱۱ مجھے ۱۲ قدموں ۱۳ لگاؤ، ہوا (قدموں تلے) ۱۴ جلوہ (دکھائیے) دیدار ہوں
۱۵ مہربانی ۱۶ میری طرف ادھر ۱۷ طاقت (توجہ) ۱۸ آنسوں ۱۹ تبرک فیض، پرساد ۲۰ پڑھ۔
۲۱ تو ۲۲ آنسو ۲۳ سے ۲۴ ذائقہ چکھنا۔ ۲۵ دیکھو ۲۶ جیسے ۲۷ ڈوبے۔ غوطہ لگاتے۔
۲۸ جو ۲۹ تجے ۳۰ ہاتھ ۳۱ کوئی ۳۲ سیانا۔ عقل مند ۳۳ ہوشیار ۳۴ کوئی۔

گھڑیا تو ہی مشقت سوں   جتن راکھیں شفقت سوں
سامٹ سوں لے کیا بندھان   سو ہے سامت صدق ایمان
جیوں کے من کے جاگے سوں   محبت کیشرے دھاگے سوں
موتیوں کیرا ستھا انبار   پوڑو کیتا ہاڑیں ہار
گوہر جے کوئی ہوئے شناس   سو ہے جتن جتن لیوے خاص
نام کتاب اس کھیا ہوئے   خاطر لیا اس راکھیا ہوئے
ارشادنامہ اس کا نام   لوڑے فکر اسے مُدام
ہندی بولوں کیا بکھان   جے گرو پرشاد تھا منجہ گیان
جے کوئی پڑکر کریں سواد   راہِ حقیقت پر ہویں شاد
رین گڑ تونا ہوے نبار   بن غفلت کرے کھولیں کواڑ
اس میں کیتا گرسک لاب   لیا یارچ رنچ سوال جواب
شریعت طریقت حقیقت سوں   جمع لیا یا معرفت سوں
جے کچھ اس میں کیتا سوال   جواب انپڑیا ہے درحال
جیا مشکل ہووے حل   جے کوئی سودے ہویک دل
اوّل کیوں تھا ذات صفات   بعد از کیتا مخلوقات
ابتدا انتہا باقی کیوں   باقی فانی مانی کیوں

---

۱ لکھا (نظم لکھی) ۲ موتی ۳ سے ۴ بندھا، نظم کیا ۵ بیداری یعنی (تن من کی طلب سے) ۶ کے ۷ کاٹ ۸ گوندھ ۹ کیا ۱۰ لڑی بنادی ہار بنادیا یعنی مثنوی کے روپ میں نظم کردیا۔ ۱۱ لے ۱۲ خصوصیات صفات ۱۳ کیا ۱۴ چاہیے ۱۵ زبان ۱۶ بیان ۱۷ جو ۱۸ گرو یعنی مرشد ۱۹ فیض ۲۰ فائدہ، لطف ۲۱ انجام کو پہنچے ۲۲ بیینے کہ بہلو، مرشد کے بغیر کوئی بھی اپنے آپ کو مکمل نہیں کرسکتا سوائے غفلت کے پہلوؤں سے دامن گیر ہونے کے ۲۳ کرتا ہے ۲۴ مرشد ۲۵ خوشی ۲۶ فائدہ ۲۷ رچایا۔ آراستہ کیا (سوال وجواب کے انداز میں) ۲۸ سے ۲۹ سے ۳۰ کرنا ۳۱ حاصل ہوا ۳۲ سوجھے تلاش کرے ۳۳ تخلیق کیا
۳۴ مٹی یعنی فنا ہوجانا۔ مٹی ہوجانا۔

قدیم جدید کا کہو نشان — سب سوں سُن سب کرو بیان
تفرید آکھیں، اور تجرید — کرو خلاصہ ہے توحید
اصل قدرت کیا اس شمار — جس تے یہ سب کیتا باز
یہ سب میرا تو رکھ مان — خاطر کریوں رکھ نشان

توں[1] اول پہلا اتنا جاں — کوئی سب پر کرنا قادر[2] ماں
پہلیں[3] اس پر لیاؤ ایمان — اللہ کرے سو ہوے جان
قدیم القدیم آپچھے[4] وہ — بعد از رچنا[5] رچے[6] وہ
قدیم جدید ہے اس تے[7] سب — ایسا قدرت کیرا[8] رب
جد[9] کچھ نہ تھا تھا وہی — شریک نا اس دوجا[10] کوئی
ایسا حال جے ہے کوئے[11] — جس پر کرم خدا کا ہوئے
یہ سب گجری کیا بیاں — دیکھ[12] خلاصہ ہوئے عیاں
اس کاتوں بھی تے[13] توں جواب — اپڑیا[14] توڑے[15] در ہر باب
ایسی نظر کس ادراک — جے کوئی اس کا ہوئے ساک[16]
اس کی ذات قدیمی پر — چلے اس کی کون نظر
جے اس قدیمی بوجھیا[17] ہوئے — تو شریک دوجا[18] اوجھا[19] ہوئے
اس کا ادراک سبھی شمار[20] — کچھ[21] نالو پیا نظر نہار
پرگٹ[22] گپت[23] کیرا[24] اشاد — کچھ نا چھپیا اس کی یاد

---

[1] تو [2] قدرت والا [3] پہلے [4] ہے [5] مخلوق یا دنیا [6] تخلیق کرے [7] سے
[8] کا [9] جب [10] دوسرا [11] دیکھ [12] حاصل کرنا [13] چاہے ۔ طلب کرے
[14] ساکھ [15] سمجھا [16] دوسرا [17] غیرموجود [18] جگہ [19] کچھ [20] ظاہر ہوتا ۔
[21] پوشیدہ [22] کا ۔

فکر کیجے کچھ صفات — نا کی فکر انپڑنے ذات
ولیکن جس کوں آپیں خواہ — کہیا یہدی من یشاء
امید دکھلایا اور مُردَت — پوچھنے کیری ہے نسبت
کہ یہ بندا فعل مختار — شرجن ہارا سرجن ہار
تو یوں آہے قول علیؓ — کہیا اپنے مکہ دلی

سوال طالب

پوچھے تو اس قدرۃ میں — کیا فرق اس حضرت میں
دونوں مل کر کہنا ایک — یا کچھ تفاوت اس میں دیک
جواب آکھے اس کا یوں — تعلق قدرت فعلوں سوں
کہ فعلوں پر وہ دیکھن ہار — ہے منزہ بااخبار
میں پن اس کا زور قوی — اس پردا نا آپ وہی
او آپ خودی تے زاہد ہے — تیں پن پر بھی شاہد ہے
ایسا مخفی ہے اوہ گنج — ناکیں بانجز اس پہ ہے رنج
جس کوں ددست کرمانیا ہوئے — اس کوں گنج جتنایا ہوئے
پوچھیا کیوں ہوے گنج شناس — لوڑے کہیا منجہ رہ راس

جواب مرشد

کہنوں بندا فعل مختار — بارے دینا کچھ اختیار
قدرۃ حال جتایا اس — کون سکے کر اس کی ریس
اس تے لوڑے کیا شناس — جس تے دل کا آئینہ صاف
توجہ سرشیا دیکھ ربی — سب جگہ پیدا نور نبیؐ
کہ تھا مخفی گنج قدیم — نا اس بن دوجا اور مقیم

۱؎ حاصل کر لیجئے ۲؎ خالق۔ پیدا کرنے والا۔ ۳؎ بابت ۴؎ مان لے۔ تسلیم کرے۔
۵؎ راہِ راست ۶؎ سمجھے۔ جان لے ۷؎ مقابلہ ۸؎ پیدا کیا۔

شاہ داول

سید داول یا شاہ داول حضرت برہان الدین جانم کے خلفاء میں شمار ہوتے ہیں سنہ ۱۰۰۰ھ سے قبل ان کا انتقال ہوگیا بہ قول محمد اکبر الدین صدیقی۔

"زیر بحث شخصیت سید داول یا شاہ داول کی ہے بعض کاغذات میں انھیں شیخ داول بھی لکھا ہے ممکن ہے کہ یہ ان کی بزرگی کی بناء پر ہو کتب خانہ درگاہ حضرت امین الدین اعلیٰ میں ایک کاغذ پر حضرت برہان الدین جانم کے ۱۴ خلفاء کے اسمائے گرامی ہیں اور دوسرے کاغذ پر نو پہلی فہرست میں پہلا نام شاہ داول کا ہے اسی فہرست میں شیخ اسحٰق شیخ محمود عین الحق (خوش دہاں) خداوند شاہ اور خان محمد نام بھی ہیں " (ص ــــ ۲۸۶ قدیم اُردو) میں ان کی تین تصانیف کا پتہ چلا ہے۔

(۱) کشف الوجود (۲) کشف الانوار (۳) چار تن

یہ تینوں مختصر مثنویاں ہیں جو متصوفانہ خیالات کی حامل ہیں۔

کشف الوجود مرتبہ اکبر الدین صدیقی میں کل ۲۶۹ اشعار ہیں جس میں تصوف کی باتیں تدریس اور تفہیم کے انداز میں بیان کی گئی ہیں۔

مثنوی میں اس عہد کی روایات کے مطابق پہلے حمد اور نعت پیش کی گئی ہے۔ اس کے بعد تخلیق نور، تخلیق آدم اور حضرت آدم کی تخلیق کے اسباب تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ اور حکم سجدہ کے بعد ابلیس کے انکار کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد تصوف کی باتیں تحریر ہیں۔ بہ قول اکبر الدین صدیقی :ــ

"کہتے ہیں کہ عالم دو ہیں، جسمانی اور روحانی، ان دونوں سے پرے نور کا عالم ہے جس تک انسان کامل ہی رسائی حاصل کر سکتا ہے بشرطیکہ خدا اس کو توفیق اور عرفان عطا کرے۔ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ انسان میں اپنے نفس کو پہچاننے کی صلاحیت پیدا ہو۔ خدا اس کے دل میں رہ کر اس کو اپنا دیدار دکھاتا ہے۔ اس کا جلوہ ہر چیز میں موجود ہے۔ اس کا عرفان فرشتوں حتیٰ کہ جبرئیل کو بھی نہیں ہوتا لیکن ان کی رسائی اس نور تک ہو جاتی ہے خواہ وہ کہیں ہو۔ انسان جب جلوہ دیکھ پاتا ہے تو وہ اپنی خودی کو بھول جاتا ہے۔"

روح کا مرتبہ متعین کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"روح کا مرتبہ جسم کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ ہے جسم فانی اور روح باقی ہے۔ روح ایک خوشبو ہے۔ خوشبو کیوڑے میں ہوتی ہے، کانٹے میں بھی اور پتوں میں بھی۔ پتے سے کانٹا علاحدہ کر دیا جائے تب بھی خوشبو کسی سے علاحدہ نہ ہوگی۔ جس طرح خوشبو کے اظہار کے لیے کیوڑا ضروری ہے اس طرح جسم کے بغیر روح کا عمل دخل بھی ممکن نہیں۔"

(ص ۲۹۷ مقدمہ کشف الوجود)

قدیم اُردو ۔ ۱۹۶۵ ۔ حصہ اول

کشف الوجود

حمد

اللہ واحد سرجن ہار — جوں جگ عالم جس تھیں بار
دایم قایم آپیں آپ — جو نا پکڑی ناما باپ
کہن نا آوے کچھ مثال — جائے طرف نا وہم خیال
فہم نظر سو وہم گماں — کیسا اس کا نادر گیان
ذات منزہ سب تھے پاک — کوی نا کرے اس ادراک
آب ہور آتش باد ہور خاک — سب تھے نرمل ہے او پاک
نینو بن وہ دیکھے سب — کانو بن وہ سنتا رب
ناسک بن وہ لیوے باس — وجود نہیں بن بھوگ بلاس
جبھوا بن وہ بولن ہار — حاضر ناظر ہے کرتار
جان پنا دے اپنا نور — راکھیا اپنی نظر حضور
شاہد کر اس کیا جدا — توان لذت لیا خدا
جان پنا نا دیتا اس — معبود کر کون کہتا تس
عابد تن جن کیا قبول — طاعت بندگی سوں مشغول
رحمت بخشا اس کی ٹھار — اپنا دکھلایا دیدار

نعت

جسے کچھ رب کا ہے فرمان — نبی دل جاں یا احسان
سے مرچ نبی کا فرمان — نبی دل جاں یا احسان

---

[1] پیدا کرنے والا [2] سے [3] باہر (وجود میں آنا) [4] بچے یعنی اولاد [5] ماں [6] کہنے [7] سمجھنے
[8] دیکھنے [9] [illegible] [10] سے [11] اور [12] سے [13] و [14] آنکھیں ۔ نین [15] کان کی جمع [16] ناک [17] سونگھنا ۔
[18] زبان [19] جیب [20] بولنے والا [21] ظاہر کرنا [22] رکھا [23] آ سے [24] جو [25] ([illegible]) کر ۔

تسلیم ہو کر لیتا سیر　　　تو اس کیتا جگ میں میر
اونچا درجا دیتا مان　　　پنہان نا کھیا با ایمان
جیتا تجے کچھ مخلوقات　　　کل تے عالم ہر ہر دھات
سب جگ پیدا جس کے نور　　　عرش ہور کرسی چندر سور
بہشت ہور دوزخ تجیں اسمان　　　لوح، قلم، جن ہور حیوان
سات سمندر ڈونگر پہاڑ　　　بن کھنڈ باجے جناں جھاڑ
حوراں، طیراں، بجلیاں مور　　　ایسے بھی کئی لاک کروڑ
ظاہر باطن دیک بہار　　　نور نبی تے سب اظہار
پرگٹ نور کوں دیا فضل　　　جوں جگ عالم اس کے تل
اب ہور آتش خاک ہور باد　　　سرجا نور نبی کے چاد
جس کوں کرتا توں اختیار　　　اس میں کرسوں تجہ اظہار
ایسا حق تھیں ہوا امر　　　نور نبی سے ، سر ، بھیں دھر
چاروں کا دھیان ہوا مہان　　　مانے نور قبولیا جان
چار عناصر کیتا تن　　　نور نبی تھے کر روشن
خاکی آدم کیا صفی　　　پایا قطرہ نور نبی
ہوا فرشتوں پریوں فرمان　　　سجدا کرنا با دل جان
پر تو دیکھے حق کا نور　　　سکلے سجدے کیے حضور
ابلیس کافر کیا گمان　　　راندیا گیا ، ہوا شیطان
حق تے ہوا لعنت بار　　　ساتوں دوزخ بھیتر بار
ابلیس لایا دھندے دھند　　　حق تے آدم پایا پند
دایم در پہ سہے شیطان　　　ہے گنہ دریا انسان
دل میں بٹھا کے وسواس　　　غفلت پایا از رہ راس

کہلوانا ، رکھا ، جتنا ، جو ، زمین ، جوری ، طیور ، لاکھ ، کروڑ ، ظاہر ، کو ، سے ۔
پیدا کیا ، کو ، تو ، فتح ، قبول کیا ، کرتا ، سے ، دل سے ، سبھی ، نکال
دیا گیا ، باہر ، اندر ، دشمنی ، راہ راست ۔

وہاں کا عالم ہے کچھ ہور   وہاں کوئی قادر ہے در زور
سب تے کامل ہے انسان   گیان ہدایت دے عرفان
انسان بہتر ہوا ظہور   پردا تھا سو کیتا[1] دور
کہ الانسان سری انا سرہ   من عرف روحہ فقد عرف ربہ
کیسا اس کا گیان کمال   دیکھیا اس کا نور جمال
اس کوں انکھیاں دیتا چار   تو ان دیکھیا وہ دیدار
کیسا اس کا دیک قلوب   بیٹھا دل میں ہو محبوب
مانس کیرا دل کے ٹھار   اپنا یا دکھلایا دیدار
اے جسے کچھ عالم بار   اس کے دل میں ہے اظہار
حق کا او تو ہے انسان[2]   اس میں اس کا سب نشان
عرش ہور کرسی حور ملک   بہشت ہور دوزخ، ارض فلک
جیتا عالم ہے کل شے   اس کے دل میں پرتو ہے
اس کے جان پتے کی چھانوں   مانس کیری[3] دل کے ٹھانوں[4]
تو یہ آپس میں اس جوے   پوجا اپنا معبود ہوے
سب سوں ہے سب پوجا رب   عشقوں آپس کھویا سب
کون مراتب کون فضل   جبرئیل کا نہیں دخل
جہاں دیک جبرئیل کا ٹھیں بھیر   واں دیک[5] انسان کیرا سیر
انسان مقصود حاصل کر   حق میں آپس واصل کر
درجا پایا قرب مقام   آپس کھویا دیک تمام

---

[1] کرتا [2] انسان [3] کا [4] (مقام) میں - جگہ [5] دیکھ

سُلطان مُحمّد قلی قطب شاہ

سلطان محمد قلی قطب شاہ ولیؔ گولکنڈہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کا فرزند ہے۔ جس کی پیدائش ۱۵۶۵ء مطابق ۹۷۳ھ گولکنڈہ میں ہوئی۔ محمد قلی قطب شاہ کی والدہ کا نام بھاگ وتی بتایا گیا ہے۔ قلی قطب شاہ کے عہد حکومت میں سیاسی بدامنی اور جنگیں نہ ہونے کے برابر تھیں اس لیے اس کی سلطنت میں امن وامان قایم رہا اور اسے اپنے ادبی جوہر کی جلوہ گری کا بھرپور موقع ملا۔ اس کی خانگی زندگی بھی پرسکون تھی بعض مورخین کا خیال ہے کہ محمد قلی قطب شاہ بہت زیادہ عیش پرست تھا۔ رقص وسرود کی محفلوں کا دلدادہ تھا۔ محمد قلی فنون سپہ گری کا ماہر تھا۔ اس کی بہادری کے چرچے دور دور تک مشہور تھے۔ میدان جنگ میں اس کی شرکت اس کی گواہ ہے۔ سلطان کو اپنی رعایا اور سلطنت سے بہت لگاؤ اور دلچسپی تھی۔ وہ فنون لطیفہ کا بھی قدردان تھا۔ فن خوشنویسی کے فروغ کے لیے ایران اور عراق سے کاتب، وخوشنویس بلائے تھے۔ ان کی وہ سرپرستی کرتا رہتا تھا۔ سلطان نے تقریباً ہر صنف شاعری میں طبع آزمائی کی ہے۔ اس نے بڑی تعداد میں غزلیں نظمیں لکھی ہیں۔ اس کی شاعری کے موضوعات ہندستانی رسم ورواج، رہن سہن ومعاشرت کی ترجمانی کرتے ہیں۔ اس نے ہندستانی تیوہار موسم۔ کھیل راگ راگنیوں اور عمارتوں کو بھی موضوع سخن بنایا ہے۔ ہندستان کی ملی جلی تہذیب کی رنگینیاں اور دلکشیاں اس کے کلام میں موجود ہیں وہ ایک طرف نوروز، بسنت پر شاعری کرتا ہے تو دوسری طرف اس نے عید رمضان، تہنیات جشن میلادالنبی وغیرہ پر اشعار سنائے ہیں اس کے کلیات میں نظم، غزل، رباعی،

مرثیہ قصیدہ، مثنوی قطعہ، ریختی تقریباً ہر صنف نظم موجود ہے۔ اسے اپنی اس پہلو دار ادبی حیثیت کا احساس ہے اور اپنی شاعری پر ناز بھی جس کا جگہ جگہ اظہار ملتا ہے۔

(۱) قصیدہ ہور غزل لایا تمہارے پیش کش تائیں (کے لیے)
بھر و منج دو دریا نے موتیاں ہم عید و ہم نوروز
اپنے آپ کو فارسی کے شاعر خاقانی کے ہم پلہ سمجھتا ہے۔

(۲) انوں کے دشمناں او پر ازل تھے لعن واجب ہے
اگر ہوئے سمرقندی بخارائی و ملتانی

(۳) نزاکت شعر کے فن میں خدا بخشا ہے توں تج کوں
معانی شعر تیرا ہے کیا ہے شعر خاقانی

محمود اور فیروز بیدر کے مشہور شاعر گزرے ہیں۔ جن کا ذکر قدیم اردو کے دوسرے شاعروں نے بڑی عقیدت و احترام سے کیا ہے ان کے بارے میں قطب شاہ کے بیان کے مطابق اس کی شاعری سے وہ بھی بہت زیادہ مرغوب و متاثر ہو جاتے فارسی کے شعرا ظہیر اور انوری بھی اس کا کلام سن کر بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

اگر محمود ہور فیروز بے ہوش ہوئیں عجب کیا ہے
ہوئے تج وصف تا کر ملک ظہیر ہور انوری بے ہوش
نبی صدقے قطب کوں دیا یوں اچھے ثریا سے
فلک پر لیو غزل سن سن کے ہو وسے مشتری بے ہوش

قلی قطب شاہ اردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر مانا جاتا ہے۔ اس نے ہندوستانی مزاج کو اپنی شاعری میں سمو دیا ہے ایرانی اثرات سے بھی متاثر تھا۔ شیعہ عقیدہ کا حامل تھا۔ عاشورہ کا خاص اہتمام کرتا تھا۔ دس ماہ دنیاداری، عیش و عشرت، مے نوشی کی نذر رہتے مگر دو ماہ حضرت امام حسینؑ اور دوسرے شہدائے کربلا کے ماتم میں گزرتے۔ اس کے عہد میں محرم کی تقریبات کا اہتمام اس قدر اہم ہو گیا تھا کہ بلا تفریق مذہب و ملت

تقریباً ہر گھر میں اس کا احترام کیا جاتا اور عوام بڑھ چڑھ کر ان تقریبات میں حصہ لیتے اپنی اس عقیدت واحترام کا ذکر اس نے اپنے کلام میں بھی کیا ہے۔ اس کے کلام کے مطالعہ سے انداز ہوتا ہے کہ قطب شاہ کو علم نجوم سے دلچسپی و گہرا لگاؤ تھا۔ نادر تشبیہات واستعارات کا اس نے جا بجا استعمال کیا ہے۔ منظر نگاری اور کردار تراشی میں اسے مہارت حاصل تھی اس کی عمدہ مضامین بارہ پیار یاں میں ملتی ہے۔

نظمیں

عید رمضان

نس[1] عید جلوہ گر ہو گئے دن صیام ساقی
نو چند[2] تھے[3] ساغراں[4] میں بھرے مدام ساقی
زاہد ریا[5] تھے[6] بھوت[7] دن بدنام ہو رہیا[8] ہوں
پیالے پلا پرم[9] کے، کر نیک نام ساقی
مستی تھے اپس[10] صراحی کرتی تھی سرکشی نت[11]
کرتی ہے جام کوں[12] اب، ہر دم سلام ساقی
تیس[13] دن کی خماری توڑن[14] کے تائیں[15] مج[16] کوں
کم کم نہ کر توں[17] دم دم، بھر بھر دے جام ساقی
صدقے نبی قطب کوں، اپڑیا[18] ہے مے طہورا[19]
کوثر تھے ساغر اپڑیا صدقے امام ساقی

---

1 رات 2 نیا چاند 3 سے 4 ساغر کی جمع 5 زاہد کی ریاکاری 6 سے 7 بہت 8 رہا 9 پریم 10 اپنی 11 ہمیشہ، ہر دن (روزوں کی وجہ سے) 12 کو 13 تلفظ تس بمعنی تیس دن (روزوں کے) 14 توڑنے 15 لیے 16 مجھ 17 تو 18 حاصل ہوا، پہنچا 19 طہور ۔ پاکی

مکھ اور مکا

سکی کا مکھ مکا، ہور کیس کسوت جوں بنائے ہیں
دِسے یوں مانگ موتیاں کی، کر حاجی حج کوں آئے ہیں
سینے تل حجر الاسود، ہور ذقن جو چاہ زمزم ہے
سو مکڑا ڈول، جوں پانی سے بند موتی چوائے ہیں
سکی کے زلف حلقے ہیں، سو جوں کعبے کے درمیانی
پون ہت قطب کے داعی، دعا کر کر ہلائے ہیں
چنچل کی نین تھے، حج کوں نشانیاں خوں کیاں دستیاں
منحر قربان کرنے جیو حاجیاں کے دن آئے ہیں
منا عرفات دھن جوبن، ترے ہور عاشقاں حج کے
کیتے قربان کر کر جیو نشانیاں لہو کی لائے ہیں
دِسے جوں جانکے موتیوں کے، نِرمل جوبن پہ چنچل کے
کہ جوں طنبور دو تھانبے کا پون سوں بھر کے لائے ہیں

---

1 چہرہ 2 مکہ شریف 3 سکھی، محبوب 4 اور 5 گیسو، بال 6 لباس، چادر 7 نظر آئے
8 سر کا چیر 9 موتی کی جمع 10 کو 11 خوشگوار 12 مکھڑا 13 بناوٹ 14 بوند 15 ٹپکائے
پانی کا ٹپکنا 16 سکھی 17 ہوا کے ہاتھ 18 شوخ 19 آنکھ 20 سے 21 کی ہوئی 22 نظر آتی ہیں
23 شاید 24 جان 25 حاجیوں 26 عورت، محبوبہ 27 شباب 28 اور 29 عاشق کی جمع
30 تلفظ: کیتے بمعنی کتنے ہی 31 جان، دل 32 لہو 33 نظر آئیں 34 لڑیاں 35 شفاف
36 شباب، سینہ 37 شوخ 38 تھن 39 ہوا 40 سے

بسنت

بسنت کھیلیں عشق کا آ پیارا
تمیں ہیں چاند میں ہوں جوں تارا
نِھپل کندن کے تاراں انگ جھونا
بندی ہوں چھند بند سوں کر سنگارا
بسنت کھیلیں ہمن ہور ساجنا یوں
کر اسماں رنگ شفق پایا ہے سارا
شفق رنگ چھپنے میں تارے تگٹ جوں
سورج کرناں کرن زر تار تارا
پیا پگ پڑ، بلا کر لیائی پیاری
بسنت کھیلی ہور رنگ رنگ سنگارا
جوبن کے حوض خانے رنگ مدن بھر
پسو روتا رام چرکیاں لائے دھارا
بھیگی چولی میں بھیتن نس نشانی
عجب سورج ہے کیوں کر نس کوں ٹھارا
نبیؐ صدقے بسنت کھیلیا قطب شہ
رنگیلا ہو رہیا ترلوک سارا

---

۱ تمہیں ۲ بلاکھوٹ ۳ سونے کی عمدہ ترین قسم ۴ تار کی جمع ۵ باریک لباس ۶ باندھی ۷ ناز و ادا۔
۸ سے ۹ سنگار؛ آرائش ۱۰ ہم ۱۱ اور ۱۲ ساجن ۱۳ آسمان ۱۴ لباس ۱۵ ٹنگے ہوئے۔
۱۶ سورج ۱۷ کرن کی جمع؛ شعاعیں ۱۸ مانند ۱۹ سونے کی تار ۲۰ محبوب۔ ۲۱ پاؤں
۲۲ رنگارنگ۔ ۲۳ سنگار۔ ۲۴ شباب۔ ۲۵ عشق۔ ۲۶ روئیں روئیں ۲۷ پچکاریاں
۲۸ دھار ڈالی ۲۹ تلفظ بھیگی۔ ۳۰ ۔ ۳۱ رات ۳۲ رُکا ہوا؛ جما ہوا۔
۳۳ تینوں عالم۔

ٹھنڈ کالا [1]

ہوا آئی ہے لے کے سبھی ٹھنڈ کالا
پیا بن ستاتا مدن بالے بالا
رہن نہ سکے من پیا باج دیکھے
ہوے تن کوں سکھ جب ملے پیو بالا
اے عشق تپیتل ہوا منج سکے نہ پیا بن
مگر پیو گنٹھ لا کرے منج نہالا
سجن مکھ مشعے باج اودجالا نہ بھاوے
بھلایا ہے منج جیو کوں او اُودجالا
جو رات آوے چندنی کی منج کوں ستاوے
کر چندنا منجے نین سور بالا
مرے من کا بھاتا ہے لالن سوں ملنا
منجے بھاتے ہیں پیو ہست کنٹھ مالا
نبی صدقے قطبا انندال سوں مل کر
اپس سائیں سوں پیوے جم مدپیالا

---

۱ ٹھنڈکالا = سردی کا موسم ۲ محبوب ۳ بغیر ۴ جذب عشق ۵ رہ ۶ دل ۷ بغیر ۸ جسم ۹ جسم ۱۰ کو ۱۱ محبوب ۱۲ کم سن ۱۳ یہ ٹھنڈی ہوا ۱۴ مجھے ۱۵ گزرے ۱۶ گلے ۱۷ لگا ۱۸ سرشار ۱۹ محبوب کا چہرہ ۲۰ شمع ۲۱ بغیر ۲۲ روشنی ۲۳ موافق آئے ۲۴ دل ۲۵ وہ بمعنی اس ۲۶ اجالا ۲۷ چاندنی ۲۸ چاند ۲۹ نہیں ۳۰ آنکھ ۳۱ سورج ۳۲ اوپر آسمان پر ۳۳ محبوب ۳۴ سے ۳۵ محبوب کے ہاتھوں کا ۳۶ گلے کا ہار ۳۷ آنند کی جمع، خوشیاں ۳۸ اپنے ۳۹ مالک ۴۰ پیے ۴۱ ہمیشہ ۴۲ شراب

پِرَم کی کہانی

سنو لوگ میری پِرَم کی کہانی
کر پیلا ہے رنگ عاشق کی نشانی
تمن عشق نچھیدیا ہے منج بارے بالا
کر ہوئی ہوں تمن پیم میں ہموں دیوانی
محبت کی لذت فرشتاں کوں نیں ہے
بہت سعی سوں ییں سو لذت پچھانی
پرت میں جنے اپنا دل کیتا دریا
عشق پینڈ میں اس کوں تا چا گرمانی
جلوئی عمر کھویا ہے ساجن ہوس میں
جیون پھل وہی پائیا کر ہوں میں جانی
اوسی کا ہے دو جگ میں جیونا انند سوں
جن نے نیہہ بوجھیا سن اے ایانی
نبی صدقے قطبا جگت مول پایا
سو او عشق ہے اس تھے نیں خوش کہانی

---

١ پریم، عشق ٢ تمھارے ٣ جکڑا ٤ میرا ٥ بال بال ٦ ہوئی ٧ پریم ٨ فرشتہ کی جمع، فرشتوں ٩ کو ١٠ نہیں ١١ وہ ١٢ پہچانی ١٣ پریت ١٤ جس نے ١٥ کیے ١٦ راہ ١٧ سچا گرو ١٨ مانو ١٩ جس کسی نے ٢٠ ثمر حیات ٢١ پاتا ہے ٢٢ جانتا ہوں ٢٣ تلفظ۔ اسی ٢٤ دو عالم ٢٥ جینا ٢٦ خوشی سے ٢٧ جنھوں ٢٨ پیار ٢٩ راز جان لیا ٣٠ نادان، دیوانی ٣١ اصل حیات ٣٢ وہ ٣٣ سے ٣٤ بہتر

حیدر محل

حیدر محل میں دایم حیدر کا جلوا لگاؤ
عرش، آسمان، دھرت پر، نصرت طبل بجاؤ
لیا نسیم ساق ساقی، منج بزم میں صراحی
پیالے کی جوت دیانے، سچائیں صورت دکھاؤ
سورج طبق تھے گالاں میں، مے نقل دھرو تم
پیاری پیرت کے ہاراں، پیاری کے گل میں باؤ
نیہہ کے نہالاں میانے سنہکلے کے باد کے دیو
زہرہ و مشتری شوق، پاتر رنبھا نچاؤ
منتہا گھڑیاں سوں باد یس سینے اوپر کھویں
نابات زود سیتی، امرت گھڑیاں بھراؤ
پدمنیاں جیتیاں مل شہ رو پر بھلیاں میں
ان ہات قول بیڑا دے کر سکیاں اچاؤ

ل سلطان محمد قلی قطب شاہ نے اپنے نئے دارالخلافہ بھاگ نگر معروف بہ حیدر نگر حالیہ حیدر آباد میں بہت سی خوبصورت اور عالی شان عمارتیں تعمیر کروائی تھیں ان میں سے ایک کا نام حیدر محل تھا جس میں یاقوتیوں کا فرش بچھا ہوا تھا۔ [2] زوجہ تھی ہے سلطان محمد قلی قطب شاہ کی ایک پیاری کا نام بھی ہے اور حضرت علیؑ کا لقب حیدر کرار کی مناسبت بھی ہے۔ [3] دھرتی [4] زمین [5] نصرت کے تازیانے [6] لے کر آ [7] نور جام میں [8] مالک [9] رخسار [10] رکھو [11] ہمیشہ پیارے [12] ہار کی جیسے [13] گلے [14] ہاتھیں [15] پیار [16] نہال کی جیسے [17] دیبان [18] چپل [19] جھاؤ [20] قصر کی [21] تال [22] رو [23] سے [24] کر دو [25] ہنر [26] دیتا کے دربار کی ایک رقاصہ [27] تلفظ جبھات کہانی ایسی مبارک [28] گھڑی کی جیسے [29] سے [30] ہار کی جیسے ہوا میں [31] بستان [32] شہد بھیا [33] دھوتے [34] سے [35] آب حیات [36] کوڑے کی تائید [37] پدمنی کی جیسے [38] جیتی [39] شاہ حسن [40] بجلی کی جیسے خود فراموشی [41] ہاتھ [42] سکھی کی جیسے [43] سکھیاں [44] اٹھاؤ۔

بارہ پیاریاں

پیاری

پیاری نہ کر توں[1] سجن[2] سوں[3] منم[4]
جو جاگی[5] جوانی تو پھر ہوگی خم
یقین جان جگ[6] میں ایہہ[7] بات ہے
کر گوہر نچھٹے[8] پر ہوتا ہے مول کم
جوانی و جوبن[9] ہے سب پاؤنا
کر تج[10] تھے ہووے عیش سائیں کوں جم[11]
میا[12] اپ سائیں[13] کا رکھ اپنے دل
کر تج تھے ہووے عیش سائیں کوں جم
چھنداں[14] سیتی[15] سنگار[16] کر آئی دھن[17]
سٹے[18] مکھ[19] اپر[20] خوئی[21] کہ جوں پھل[22] پہ نم
ہو آتے[23] ہیں سکیاں[24] میں اپ حسن کوں
اوچائے[25] ہیں خوباں میں اپنا علم
نبیؐ صدقے قطبا ہے تج[26] نیہہ[27] تھے[28] مست
سٹے[29] سب بتاں میں، توں[30] اس کا صنم

---

۱ تو ۲ یار ۳ سے ۴ احتراز ۵ چلے جائے گی ۶ دنیا ۷ یہ ۸ چھوٹے ۹ شباب ۱۰ تجھ سے ۱۱ ہمیشہ ۱۲ مہربان ۱۳ مالک ۱۴ ناز ۱۵ سے ۱۶ آرائش ۱۷ محبوبہ ۱۸ پیارا لگے ۱۹ چہرے ۲۰ اوپر ۲۱ پسینہ ۲۲ پھول ۲۳ مقابلہ کرانا ۔ ۲۴ سکھیاں ۲۵ اٹھائے ۲۶ تیرے ۲۷ پیار ۲۸ سے ۲۹ پیارا لگے ۳۰ تو

مشتری

نین پتلی ہم سوں کری ایک بات
نین بن میں دعوے کے پھولاں کھلات
عشق کسوتاں تے مجھے مشتری
عشق انت ادھر میوہ تج کوں سہات
عشق تورے جوبن کی سیراں کرے
ادھر تیرے، کوثر کا پیالا پلات
ادھر پر ترے ہے پرم کا نشان
ادھر چومنے تجھے سو لاجے نبات
اچھت چاند سہتے ترے دو دو دل
ترا مکھڑا پرم کہانی سنات
چتر ناریاں میں چترپن تجھے
کر آپس کے من میانے منگوں منات
بج صدقے ماوے چتر قطب، سیس
کر رایاں سے قطب، تاراجتات

---

1 آنکھوں کی پتلی مراد محبوب 2 سے 3 گلزار چشم 4 دعوا کی جمع 5 پھول کی جمع 6 کھلاتی ہے 7 مجھے 8 انجام کار 9 ہونٹ 10 تجھ کو 11 زیب دینا 12 تیرے 13 شباب 14 سیر کی جمع 15 ہونٹ 16 پلاتا ہے 17 پریم، پیار 18 سے 19 شرمائے 20 ناقابلِ مسخ 21 زیب دیتے 22 تلفظ: موکھڑا بمعنی چہرہ 23 پریم 24 سناتا ہے 25 ہوشیار 26 ناری کی جمع عورتیں 27 تجھے 28 دل 29 میں 30 مانگوں 31 منتیں 32 مانا، حقدار ہونا 33 چھتر، تاج 34 سر 35 رائے کی جمع، راجے 36 میں 37 جتنا

لالن

مرا لالن[1] ہے لیلیٰ میں ہوں مجنوں
کروں تل تل[2] زیادہ نیہہ[3] پیو[4] سوں[5]
اپس[6] سر پر بندیا[7] ہوں نیہہ[8] سہرا
کہ میں عاشق ہوں تج[9] پر ہور مضموں[10]
مہیا[11] تیتی[12] کرو تجک[13] سے چار میری
کہ پھیندیا[14] ہے تمارا[15] عشق روں روں
تجے[16] دیکھن[17] تھے[18] پاوے سکھ مو[19] تن[20] میں
کہ جھمکیا[21] ہے مرے دو نین[22] میں توں
محبت ترا مج[23] سب تن[24] میں پھیندیا[25]
نہ کر چھالنگے[26]، چتر[27] چھنداں[28] کے فن سوں
دوتن[29] سہنا[30] سوں[31] کرتی اڑیاں[32] باتاں
او[33] موں لگہ[34] کی سو[35] باتاں کیا کر[36] بولوں
نبی[37] صدقے کروں آپ[38] دل سوں[39] سیوا
قطب[40] شہ کا ہے شاہاں میں موزوں

---

۱ محبوب ۲ لحظہ بہ لحظہ ۳ پیار ۴ پیارے ۵ سے ۶ اپنے ۷ باندھا ۸ پیار ۹ تجھ ۱۰ دوسرے ڈھنگ سے ۱۱ مہربانی ۱۲ سے ۱۳ چار آنکھیں: آنکھیں ملانا ۱۴ چھلنی کیا ۱۵ تمہارا ۱۶ تجھے ۱۷ دیکھنے ۱۸ سے ۱۹ میرا ۲۰ جسم ۲۱ آب وتاب سے سمانا ۲۲ آنکھوں ۲۳ میرے ۲۴ جسم ۲۵ چھلنی ۲۶ چالبازی ۲۷ چالاک ۲۸ ناز ۲۹ رقیب ۳۰ ہم ۳۱ سے ۳۲ ٹیڑھی ۳۳ وہ ۳۴ لیے ۳۵ وقوتی ۳۶ سنو ۳۷ کیا ۳۸ اپنے ۳۹ سے ۴۰ ذکر ہوتا ہے' موضوع بنا ہوا ہے۔

چھبیلی

چھبیلی سوں لگیا ہے من ہمارا
کہ اس بن نیں ہمن یک تل قرارا
صبوری کوں نیں ہے ٹھارا دل میں
صبوری کیوں کرے سو کر نہارا
الک پھانسی سوں پنکھی جیو پکڑنے
دکھائی گال اوپر تل کا چارا
بسے من میں سو اُس کے خیال نس دن
نیں اس خیال بن منج من میں ٹھارا
نین بہری چھوڑی، سو نگے دوڑی سوں
کرے چنچل پنکھی دل کوں شکارا
تیا کرنا کرے معشوق اپنے ہو
کہونا، کیا کرے عاشق بچارا
نبی صدقے قطب عاشق ہے تیرا
سدا دل اُجھ، نہ ہو یک تل بنا تج نیارا

---

۱ سے ۲ لگا ۳ دل ۴ بغیر ۵ نہیں ۶ ہم کو ۷ ایک لمحہ ۸ کو ۹ نہیں ۱۰ جگہ ۱۱ کلفت، کڑوا ۱۲ بے بسی کرے ۱۳ کرنے والا ۱۴ زلف ۱۵ سے ۱۶ دل کا پرندہ ۱۷ رخسار ۱۸ پرندے کو پھنسانے کے لیے جال کے نیچے رکھے جانے والے دانے ۱۹ راز ۲۰ دن ۲۱ رات ۲۲ نہیں ۲۳ بغیر ۲۴ میرے ۲۵ جگر ۲۶ بحری باز کی نسل کا ایک پرندہ جسے دوسرے پرندوں کا شکار کرنے کیلئے چھوڑا جاتا ہے ۲۷ کاجل مراد سرمہ کی تیر سے مشابہ دھار ۲۸ بھی ۲۹ پرندہ ۳۰ کو ۳۱ تمام ہر جانب ۳۲ محبت ۳۳ اپنے ۳۴ بیچارہ ۳۵ بھی ۳۶ جدا۔

غزلیات

یاد مج[1] اُس[2]، رات دیوانہ کیتا[3]
وو[4] ننھنا[5]، مج خواب میں افسانہ[6] کرتا

رات میرے نین[7] مج[8] سونے نہ دیویں
او[9] ہمن[10] گھر میں نت[11] ویرانہ کیتا

شمع جہاں جیوں[12] کرے پروانہ کوں[13]، اب
مرغِ بسمل بھون کر پروانہ کیتا

جیو[14] میرا، اُس پری کے نیہہ[15] سوں[16] مل
عقل و ہوش سُد[17] مرا بیگانہ کیتا

اب پچھے[18] گا قطب معانی حال کیوں
قبلہ کوں[19] اس کام میں ے خانہ کیتا۔

---

۱ مجھے ۲ اس کی ۳ کیا ۴ وہ ۵ کم سن ۶ گفتگو ۷ آنکھیں ۸ مجھے ۹ وہ ۱۰ ہمارے ۱۱ بالکل، ہمیشہ ۱۲ جوں ۱۳ کو ۱۴ دل ۱۵ عشق ۱۶ سے ۱۷ شدہ، حواس ۱۸ پوچھے گا۔ ۱۹ کو۔

۲

سب اختیار میرا تج ہات ہے پیارا
جس حال سوں رکھے گا ہے او خوشی ہمارا

نیناں خوشی سوں دھوؤں پگ آپ پلک سوں جھاڑوں
بیجے کوئی خبر سو لیا دسے مکھ پھول کا تمارا

تج عاشقاں میں ہوتا جنگ و جدل سو سب دن
ہے شرح احمدی تج انصاف کر خدارا

اس پتلیاں کی صورت کی خواب میں جو دیکھے
رشک آئے تج کرے مت کوئی سجدہ اس دوارا

جب توں لکھیا قطب شہ ہر جم آپ دل
ہے شش جہت میں تج کوں حیدر کہ تو ادھارا

---

۱ ہاتھ ۲ وہی ۳ پاؤں ۴ اپنی ۵ جو ۶ اگر ۷ لائے ۸ گل رو ۹ کوئی ۱۰ در
دروازہ ۱۱ محبت ۱۲ اپنے ۱۳ آدھار، سہارا

۳

یک چمک[1] ناز کا دیکھیا[2] ہوں رات
جن[3] سٹنے[4] دین کا گنوائے بات

قدِ رعنا، وُہ[5] ہور لٹکتا چال
پایا ہُو وضع تھے دو[6] جگ لمعات

نین[7] دریا میں اُبلے ہیں موتی[8]
عشق گدڑی[9] بکاوے ہاتے ہات[10]

حسن کے دعوے ہور[11] کی[12] کرتے
اس[13] دیے ہیں ازل تھے[14] حسن برات

شعر تیرا معانی صدقے ہیں
لکھ لیے ہاتے ہات، گاتے پلات[16]

---

۱ شعلۂ ناز ۲ دیکھا ۳ جس کو ۴ سن کر ۵ 'وُ' اور 'ہور' دونوں کے معنی 'اور' ہیں یعنی مزید براں۔ ۶ دو جہاں ۷ دریائے چشم ۸ (مراد) اشک ۹ محاورہ گدڑی کا لعل ہے۔ شاعر نے اسے "گدڑی کا موتی" میں تبدیل کر دیا ہے ۱۰ ہاتھوں ہاتھ ۱۱ اور ۱۲ کیا، کیوں ۱۳ اس کو ۱۵ سے ۱۶ زبان کا گل (مراد) زباں زباں

۴

اَندھارے[1] شہر پر خورشید تاباں مُک[2] منوّر کر
اُبھالاں[3] آہ کے ڈالے ہیں، مُنج[4] سینے منے[5] دَر[6] کر

کہیا[7] عرضہ[8] سُنو میں، ناز سوں[9] کہی کام ہے مُنج کوں[10]
غروری، آہ کرتے ہیں کِتّا[11]، اب حسن کے زرگر

ہماری آہ کے شعلیاں[12] تھے، پایا ہے شفق لالی
اُساساں[13] دُود میرے تھے[14] اَبر چھایا ہے منظر کر

تُمارے عکس تھے[15]، روشن ہُوا ہے چاند سب جگ[16] میں
وگرنہ رنگ کا ٹھکرا[17] ہے تج بِن[18] خاک بر سر کر

رقیباں کہنیاں[19] سُن کر ہماری، ہوتے ہیں حیراں
معانی اَپنے[20] دل میں علی کا مُہر[21] منظر کر

---

[1] اندھیرے [2] ذرا [3] بادل [4] میرے [5] میں [6] قیام کرکے (محاورہ) در آنا۔ [7] (میں نے) کہا [8] عرض [9] سے (اس نے) کہا [10] مجھ کو [11] کتنا [12] شعلہ کی جمع [13] اُساس (آہ) کی جمع [14] سے [15] سے [16] دنیا [17] ٹوٹے ہوئے گھڑے کا پیندہ جو چاند سے مشابہ ہوتا ہے [18] تیرے بغیر [19] کہانیاں [20] اپنے [21] محبت

۷

ترا حُسن مُحسناں میں بھایا دِسے
مدن پیالہ رنگ انگ سُہایا دِسے

جیوں پیاری چھنداں سوں چھند ناچتی
پلک تال سیتی رِجھایا دِسے

ہندو زلف کے میانے الجیا نجھوں میں
نین پنگ میانے ہنگایا دِسے

عشق نیند تج نین میانے دسے
صُراحی پیالا بھرایا دِسے

نبی صدقے قطبا کے سر پر سدا
گگن رنگ کا چھتر چھایا دِسے

---

۱ حسن کی جمع ۲ نظر آئے ۳ عشق کا دیوتا ۴ خوش گوار، سہانا ۵ جوں ۶ چھند
[ک]ی جمع، ناز و ادا ۷ پلکوں کی تال ۸ سے ۹ درمیان ۱۰ پھنسنا، الجھنا ۱۱ آنکھوں کی
[پ]ینگ بھنڈولا ۱۲ ہلارا، جھولا جھلانا ۱۳ تیری آنکھوں میں ۱۴ بھلی لگے، سہانا لگے ۱۵ آسمانی
[ر]نگ، قطب شاہوں کا مخصوص رنگ ۱۶ چھتر

۸

جا سُوس کہہ مُنج یار کوں مو چھوڑ کر کسی سات ہے
اُس شہر کا دے نشاں، او بات کہہ کسی دھات ہے

تج کوں دعا کر نہ سکوں، ہر مو اگر صد جیب ہوئے
یک چھن نظر میں نا آسکوں اس نور کا لمعات ہے

میں پیو کا دیوانہ ہوں، تمکو مصحف آیت منج دیکھا
کس تھے پڑیا نہ جائے او، اس میں بہت صیغات ہے

وقتِ صبوحی ہے کروں یاراں صبوحی سب تمیں
میری صبوحی تجھو کی، اس وصف کا ابیات ہے

ڈرتیں معانی کے تیئں، بازِ سموم دو تیاں
او تام سب دن ورد کر، اس نام میں درجات ہے

---

۱ میرا ۲ کو ۳ مجھے ۴ ساتھ ۵ وہ ۶ راستہ ۷ ہر طرح کا ۸ صدقہ جان قربان ہوا۔
۹ ہو جائے ۱۰ لمحہ ۱۱ پیارے ۱۲ چہرہ ۱۳ مجھے ۱۴ کسی سے ۱۵ پڑھا ۱۶ وہ
۱۷ یار کی جمع ۱۸ زندگی ۱۹ نہیں ۲۰ دوستی دشمنی کی جمع ۲۱ وہ

رباعیات

(۱)

ہے پھول کا ہنگام، مد[1] سوں[2] باراں حاضر
پھولاں[3] کے رنگن[4] سارے ہیں یاراں[5] حاضر
اس وقت میں کیوں توبہ کیا جائے منجے[6]
توبہ شکناں[7] ہور نگاراں حاضر

(۲)

مستی کے مُلک میں ہے جہاں بانی منجے[8]
خوباں کوں[9] دیکھن[10] میں ہے مسلمانی منجے
خمار کا خمخانہ آہے[11] ٹھاؤں[12] مرا
ہر مد[13] کا سو بند[14] نگیں سلیمانی منجے

(۳)

تج[15] مکھ انگے[16] عافیت افسانہ رہیا
تج نین[17] انگے عقل سو دیوانہ رہیا
تج فتنے تھے روزگار کنج[18] میں بیٹھا
ہور[19] سور[20] ترے چھانوں تج فسانہ رہیا

---

۱ شراب ۲ مانند ۳ پھول کی جمع ۴ مانند ۵ یار کی جمع ۶ میرے لیے ۷ توبہ توڑنے والے ۸ مجھے ۹ کو ۱۰ دیکھنے ۱۱ ہے ۱۲ ٹھکانا ۱۳ شراب ۱۴ بوند ۱۵ تیرے ۱۶ آگے ۱۷ آنکھ ۱۸ گوشے ۱۹ اور ۲۰ سورج

(۴)

تج[1] روپ بنا میری نظر میں سپنو[2] نہ آوے
تج کوچے میں دن[3] مج کوں گذر کرنے نہ آوے
تج دور میں نیند سب کوں خوش آوے ولے
مج نین منے[4] نیند سو یک پل نہ سماوے

(۵)

تج[4] سات[5] وصال مج کوں دیتا ہے زر
زر منے[6] نئیں[7] ہے اس جہاں میں خوش تر
زر دور کرے ہجر ہلا وے دلبر
رحمت ہے خدا کی سدا زر کے اوپر

(۶)

تج حسن تھے تازا ہے سدا حسن و جمال
تج یاد کی مستی اچھے[8] عشق کوں حال
توں ایک ہے تج بیا[9] نئیں دوجا کہیں
کیوں پاوے جگت صفحے[10] میں کوئی تیرا مثال

---

[1] تیرے [2] خواب [3] میں [4] تیرے [5] ساتھ [6] مانند [7] نہیں [8] ہے
[9] تجھ [10] لوحِ جہاں

قصیدہ

(تشبیب کے چند اشعار)

نِس کے سمندر شیام میں سُنتے کے زورق ڈبیا
ڈبنے میں ترنے لگے بڑبڑے کئے لکھ ہزار

غرب کے چہ میں پڑیا یوسف، اَنبر کا سُور
جگ سبھیں یعقوب کے نین رہن اندکار

آگ براہیم کا جیو کے ہوا پھول بن
رین سو نس آگ کا ہے دُھنوئے کا دُھندکار

چند، ہو سکندر چلیا، رین کے ظلمات میں
شمع، دیپک، مشعلاں روشن ہوئے ہیں اپار

چرخ کے خم خانے سُور پیا جانو مَدَ
مست ہو، جا کر پڑیا، غرب کے چشمے منجھار

کفن کے لگن شمع، چاندا تارے پتنگ کے رہن
اُڑتے ہیں اُس اِس پاس عشق تھے بے اختیار

کفن کے سو حوض خانے میں رین بھرا، نیر جوں
چاند پھوّارا رہن، تارے بُنداں نیر سار

کفن کے مدرسے کنے، چاند مدرس کئے
بحث کرن تارے آئے، طالب علماں کے سار

---

1 رات 2 سمندر 3 سیاہ 4 سونے 5 سنہری 6 ورق کی 7 ڈوبنے 8 تیرنے 9 بلبلے 10 کئی 11 لاکھ 12 چاہ 13 آسمان 14 سورج 15 دنیا 16 سبھی 17 آنکھ 18 مانند 19 اندھ کار 20 ابراہیم 21 بجھ 22 رات 23 اس 24 ڈھوئیں 25 سیاہی 26 چاند 27 چلا 28 رات 29 چراغ 30 بے شمار 31 سورج 32 شراب 33 منجدار، بھنور 34 آسمان 35 محبت 36 مانند 37 سے 38 اس 39 رات 40 پانی 41 فوارہ 42 بوندیں 43 پانی جیسی 44 قریب 45 کرنے 46 طرح

احمد

شیخ احمد شریف گجراتی کی دکنی مثنوی "یوسف زلیخا" دبستان گولکنڈہ کی ایک اہم مثنوی ہے۔ یوسف زلیخا کا یہ قصہ جسے "احسن القصص" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں بار بار نظم ہوتا رہا ہے۔ دکنی شاعروں نے بھی اس معروف قصے سے دلچسپی لی اور اسے اپنی مثنویوں کا موضوع بنایا۔ اگرچہ دکنی شعرا میں ہاشمی، امین، معتبر خاں، عمر اور فگار وغیرہم نے بھی اس داستان کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا تھا۔ لیکن شیخ احمد شریف گجراتی کو ان سب پر تقدم حاصل ہے جنھوں نے دکنی میں سب سے پہلے اس قصے کو مثنوی میں پیش کیا۔ لسانی نقطۂ نظر سے بھی اس کی اہمیت مسلمہ ہے۔ تاحال اس مثنوی کا ایک ہی قلمی نسخہ دریافت ہوا ہے جس کو ڈاکٹر سیدہ جعفر نے مرتب کر کے ایک مبسوط مقدمے کے ساتھ جولائی ۱۹۸۳ء میں شائع کیا ہے۔

یوسف زلیخا جسے احمد نے ۱۵۸۰ء اور ۱۵۸۵ء کے درمیان تصنیف کیا تھا تین ہزار نو سو سات اشعار پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ خود شاعر نے بتایا ہے اس مثنوی کا ماخذ جامی کی فارسی مثنوی "یوسف زلیخا" ہے۔ اصل قصے کے شروع میں اپنے زمانے کے دستور کے مطابق احمد نے حمد، نعت، منقبت اور شاہِ وقت محمد قلی شاہ کی تعریف وغیرہ درج کی ہے۔ ان اشعار کی مجموعی تعداد چھ سو بیالیس ہے۔ اس طرح قصے کے اشعار کی تعداد ۳۲۶۵ ٹھہرتی ہے جن کی اکاون عنوانات کے تحت تقسیم کی گئی ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے اشعار کی تعداد ۴۲۸۴ بتلائی ہے۔

شیخ احمد شریف گجراتی کا تخلص احمد تھا اور وہ گجرات میں پیدا ہوئے تھے۔ ایک قیاس کے مطابق احمد کا تاریخی نام فضل اللہ تھا۔ جس سے ان کا سنِ ولادت ۹۴۶ھ نکلتا ہے۔ احمد پیشے کے لحاظ سے مدرس تھے اور جیسا کہ انھوں نے خود کہا ہے وہ سلطان محمد قلی قطب شاہ کی دعوت پر دکن گئے تھے اور انھیں علم کلام، صرف و نحو اور معانی و بیان پر قدرت حاصل تھی۔ احمد کی تصانیف دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ واقعی ایک قادر الکلام شاعر تھے۔ "یوسف زلیخا" کے علاوہ ایک دوسری مثنوی

میٹھے بچن ترے سن نابات کر کے سمجھیا
شیریں لباں کوں تیرے جوں سات کر کے سمجھیا
والا ہریا جوبن پر ڈالی سو دیکھ کر میں
امرت پھلاں پہ گویا ہے بات کر کے سمجھیا
بستاں میں ہے مکلل، سر پر ہے زر کا آنچل
جھلکاٹ دیک مکھ کا شب برات کر کے سمجھیا
احمد دکن کے خوباں ہتیاں ہیں پر ملاحت
توں تو دکن کو اپنا گجرات کر کے سمجھیا

۲

گھونگھٹ جب زرزری مکھ پرتے موہن ڈار کر نکلے
مقابل ہو سکے نا ہرگز اگر سور سحر نکلے
عجب کل رات دھن سوں میں نوایک معجزا دیکھا
کہ سارے چاند دو نرمل، سو یک چولی بھتر نکلے
چنچل کی جب صفت لکھنے قلم میں ہاتھ تئیں لیتا
یکایک ہاتھ میں میرے قلم ہو نیشکر نکلے
موہن کے غم سوں گل گل کر نین سوں رات دن میرے
کہ پانی ہو کے نج سارا کلیجہ ہور جگر نکلے

---

۱ لب کی جمع ۲ یہ ۳ ساتھ ۴ دوشالا۔ ۵ شباب دائم بہار۔ ۶ جسم، سینہ ۷ چمک دار پیرہن ۸ زریں۔ ۹ دیکھ۔ ۱۰ چہرہ۔ ۱۱ حسینان۔ ۱۲ ہوتی ہیں۔ ۱۳ تلفظ: گھنگھٹ۔ ۱۴ زریں دمک والا ۱۵ سے ۱۶ محبوب۔ ۱۷ ڈال۔ ۱۸ ہوسکے، تاب لاسکے۔ ۱۹ سور: سورج اور سحر: دن سو یعنی سحر: صبح سویرے کا سورج۔ ۲۰ ہندی فارسی الفاظ کی ترکیب ہے۔ ۲۱ عورت سے۔ ۲۲ نیا۔ ۲۳ ایک۔ ۲۴ پونم کا مکمل چاند ۲۵ صاف۔ ۲۶ بھیتر، اندر۔ ۲۷ ایکا ایک، یکایک۔ ۲۸ تلفظ: موہن یعنی دلبر۔ ۲۹ سے۔ ۳۰ گھل گھل ۳۱ آنکھ۔ ۳۲ سے۔ ۳۳ میرا۔ ۳۴ اور۔

عبدل بیجاپوری

ابراہیم نامہ کے مصنف عبدل کے حالات زندگی دستیاب نہیں ہیں بلکہ اس کا پورا نام بھی ابھی تک معلوم نہیں ہو سکا۔ دکنی مثنویات کے مصنفین عام طور پر انہیں تصانیف میں اپنی زندگی کے بارے میں مختصر اشارے کر دیا کرتے تھے۔ لیکن عبدل نے اس عام روایت کی پیروی نہیں کی۔ اس کی مثنوی سے صرف یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ والیٔ بیجاپور ابراہیم عادل شاہ ثانی (۱۶۲۶ ـــ ۱۵۸۰ء) کا درباری شاعر تھا نیز یہ مثنوی ۱۰۱۲ھ (مطابق ۱۶۰۹-۱۰ء) میں تصنیف کی گئی تھی۔ یہ وہی زمانہ ہے کہ جب گولکنڈہ میں ملا وجہی کی مشہور و معروف مثنوی "قطب مشتری" (۱۶۱۰ء) لکھی گئی۔

ابراہیم نامہ جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے ابراہیم عادل شاہ ثانی کے بارے میں لکھی جانے والی مثنوی ہے۔ اس مثنوی میں شاہ کے جمال و شکوہ کے ساتھ اس کی علمیت، ذہانت، ذکاوت اور تدبر کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس میں ابراہیم عادل شاہ کی معروف تصنیف "نورس" کے علاوہ ایک دوسری تصنیف "بدھ پرکاش" کی نشان دہی کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ابراہیم عادل شاہ ثانی کے دارالحکومت بیجاپور، شاہی قلعہ، لشکر، شکار کے شوق اور بزم آرائیوں کا بھی تفصیلی ذکر کیا گیا ہے اس مثنوی کے بارے میں ابراہیم نامہ کے مرتب پروفیسر مسعود حسین خاں نے اپنی رائے کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے۔

"در اصل ابراہیم نامہ شاہ استاد کی شان میں ایک طویل قصیدہ ہے

جو بہ شکل مثنوی لکھا گیا ہے اس کا موضوع خود شاہ دکن کی ذات گرامی ہے۔ اس کا شہر، اس کا قلعہ، اس کا لشکر، اس کا عدل، اس کی سخاوت، اس کی ادب نوازی اور اس کی بزم آرائی۔ یہ کوئی تاریخی مثنوی نہیں ہے۔ لیکن اس میں ابراہیم کی شخصیت کا نقش ابھرتا ہے اس میں تاریخی صداقتیں جلوہ گر ہیں (ص۔ ۱۵)

عبدل محسوس کرتا ہے کہ اس نے اپنے شاہ کی صفت بیان کرنے کی کوشش تو کی ہے مگر اس کا شاہ ایک ایسا بلند مرتبہ پہاڑ ہے کہ اس کی چوٹی تک پہنچنا اس کے بس کی بات نہیں ہے! (ص۔ ۱۱۵)۔

عبدل کی یہ مثنوی ۲۶ فصلوں پر مشتمل ہے۔ پہلی پانچ فصلیں حمد، نعت، رسول اللہؐ کے یاران کی مدح، خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی ستائش اور شاہ ابراہیم کی ستائش پر مشتمل ہیں۔ چھٹی اور ساتویں فصلیں شعر اور قلم و کاغذ کی تعریف میں ہیں۔ آٹھویں فصل میں کتاب لکھنے کی وجہ اور نویں فصل میں شاہ کے اوصاف حمیدہ قلمبند کئے گئے ہیں۔

دسویں، گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں فصلیں بالترتیب شہر بیجاپور، حصار، محلات، بازار اور دربار کی تعریف پر مشتمل ہیں دیگر شب مجلس، رزرویشن، شکار، ہاتھی شاہی گھوڑے، درخت، ہنگام بہار، خلعت و انعام و اکرام کی تقسیم شاہ اور رانیوں کے پڑاؤ، شاہ کے جشن سال گرہ وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

آخری فصل میں مثنوی کے ختم ہونے کا اعلان اور اس کے سن تصنیف کا ذکر کیا گیا ہے۔ مثنوی کے جملہ شعروں کی تعداد ۱۳۷ ہے اور اسے ڈاکٹر مسعود حسین صاحب نے ۱۹۶۹ء میں مرتب کر کے شائع کیا ہے۔ یہ مثنوی قدیم اردو شاعری کی تدوین متن کا ایک اچھا نمونہ ہے۔ اسی سے چند اشعار پیش کئے جا رہے ہیں۔

مثنوی ابراہیم نامہ

نعت[۲]

گسائیں ایک[۱] تھانہ ہور[۲] کچھ موجود[۳]
بنایا[۴] محمد سوں لک[۵] جگ وجود
جو تھا گنج مخفی سو پرگٹ[۶] دکھائے
عشق آرسی میں مصقل[۷] پھرائے
احد دور کر میم احمد کیا
حرف چار[۸] مل بھید چارو[۹] دیا
شریعت، طریقت، حقیقت بیان
کیا معرفت عین اس پر عیان
پھرے فلک نوبت[۱۰] ہو اس بار[۱۱] پر
کمر بانده[۱۲] کہکشاں سو اس تھا[۱۳] پر
کھڑا دیں[۱۴]، بوڑھا ہو پہرہ دار[۱۵] بار[۱۶]

---

۱ ایک ۲ اور ۳ موجود، بروزن فعول تلفظ کیجیے۔ اس لفظ کا عوامی تلفظ "میجود" یا "مہجود" اب تک رائج ہے۔ ۴ بنایا: پیدا کرنا ۵ لاکھ ۶ ظاہر ۷ دونوں نسخوں میں املا: مسقل ۸ احمد کے چار حرف ۹ چاروں (غیر لفظی تلفظ) ۱۰ نوبت: باری سے پہرہ دینا ۱۱ دروازہ ۱۲ چوکھٹ ۱۲ کمربستہ، حاضر خدمت ۱۳ جگہ، مقام ۱۴ دن ۱۵ پہرہ دار ۱۶ دروازہ، باہر

بکڑا رات کی سیاہ لکڑی کنار
ہوا صدق کا دیس جگ دل اُپر
رہیا سورج ایمان کا روپ دھر
کیا جگت ظاہر سو اس ذات لگ
سنایا ندا کر سو لولاک جگ
ہوا آپیں عاشق و معشوق کر
دیکھا روپ اپنا سو آپیں نظر
عشق بھید بوجھا اُہی ہے تمام
ہوا خاتم الانبیاء تس[1] نام
نہ تجھ صفت دفتر ورق کو بھرائے
کوتے[2] ساتو درتے[3] جو انگلیا[4] کو لائے
اگر جیبھ ہر بال ہوویں ہزار
نہ "عبدل" صفت کر سکے اک بچار
آپس آل و اصحاب کے[5] ساتھ لے
اہل پنج تن دوڑ مجھ ہاتھ دے

در مدح یاران رسول اللہ صلعم

بنی پریت کے ستھے، سنو چار یار
بلک[6] ور تن چار، چار[7] کنار

---

[1] (نمج - تاس) اس کا۔
[2] کوتاہ، حقیر [3] ساتوں دریا۔ پرانوں کے مطابق سات دریا (سمندر) ہیں جن کے نام کشار، جل، تشکمیر، ودھی، ودھرت، سرا اور مدھو ہیں۔ [4] پھلانگ کر لائے [5] کو۔
[6] بلکہ [7] چاروں

پدک[1] دین مجلس جڑے وُ رتن
کُندن صدق سوں لگ رہے وُ جتن
ہوئے مدہ[2] سو نایک[3] بنی درمیان
سریا[4] ہر دو عالم میں جس جوت آن[5]
اول رتن ملیا ابوبکرؓ جان
کہ جس صدق کا کچھ نہ آوے بیان
دوجا[6] رتن سا نجا بھی عمرؓ خطاب
کہ جس عدل تھوں دین سپڑیا[7] شتاب
تیجا[8] رتن جانوں بھی عثمانؓ عفان
حیا کا کیا حد، سنجیا[9] قرآن
چوتھا رتن جانوں سو مل کر علیؓ
شجاعت، سخاوت، ولایت، ولی
محمدؐ سو جڑ ہے، علی پیڑ جان
ہوے خالوادے چودہ شاخ آن
خلافت جگت کی سو کو[10] پان[11] سب
لگے پھول بیعت، صدق پھل سو تب
جکو[12] پیر اپنے سوں منکر جو ہوئے
کہو مل سو تحقیق مشرک ہوئے

---

[1] قیمتی دھات کا ٹکڑا جس پر جڑاؤ کا کام ہوتا ہے۔ گلے کا ایک زیور [2] مدعیہ، دس، [3] نایک سردار [4] سرنا۔ ختم ہونا [5] اگر [6] دوسرا [7] سپڑنا۔ گرفتار ہونا۔ مشتمل ہونا۔ [8] تیسرا [9] سنجونا۔ جمع کرنا۔ مرتب کرنا۔ [10] جو کوئی۔ [11] پانے۔ [12] جو کوئی۔

ایسا شرگرد دیکھ آجگ سرن[1]
سہاسن[2] بچھا بیٹھ دکھن دھرن[3]

گنی[4] لوگ، لقمان[5] بدھ[6] بے شمار
سرج شاہ استاد کا ایک بچار[7]

رہتے علم عالم اپس بدھ[8] علام[9]
نہ بدھ[10] شاہ استاد کا رنج[11] ہو فام[12]

نظر شاہ استاد جس پر جو ہوئے
ہر ایک روپ پڑیا میں اس سر[13] نہ کوئے

سو شہ جگت گر ہے پرس[14] جیوں نشان
لے توہ[15] ہنسا گر دچو[16] طرف جان

ولیکن پرس مل کچن[17] مول[18] ہوئے
نظر شاہ پڑتیں کندن تول[19] ہوئے

اُنہی شاہ استاد کر سو[20] نظر
بلایا جو "جیدل" کوں سرہاتھ دھر[21]

نوی[22] بات مضمون کر ایک کتاب
نہ کو[23] فکر کند یا ہے تس کا جواب

نہ باقی رہے کچھ تو عالم نشان
اگر کچھ رہے تو بچن شعر، جان

شہرت ہو[23] کا تو سو[24] ہے[25] یادگار
رکھے ناؤں عالم میں جیوتا[26] قرار

---

[1] شرن: جائے پناہ۔ [2] سنگھاسن: تخت۔ [3] زمین، سرزمین۔ [4] اہلِ فن۔ [5] لقمان کی سی عقل رکھنے والے۔ [6] خیال، ارادہ۔ [7] اہلِ عقل۔ [8] بڑے عالم۔ [9] بدھی، عقل۔ [10] خاک، دھول، پھولوں کا زیرہ۔ یہاں پر "ذرہ" مراد ہے۔ [11] فہم۔ فہام۔ [12] جیسا، بھر۔ [13] پارس۔ [14] لوہا۔ [15] چاروں۔ [16] سونا۔ [17] مول، قیمت۔ [18] کے برابر۔ [19] چارسو۔ [20] شفقت کا ہاتھ سر پر رکھ کر۔ [21] نئی۔ [22] کوئی۔ [23] شاہوں۔ [24] تب۔ [25] سے۔ [26] جیتا، زندہ، باقی۔

کرجو تلکوں[1] دنیاں رہے کر منڈان[2]
بھرے شعر تلکوں[3] ہو عالم نشان

سو یو بچن[4] سن شاہ استاد کاں[5]
پوچھیا جگت گرو شعر کہ کس زباں

زبان ہندوی مجھ سو ہور دہلوی
نجانوں عرب[6] ہور عجم[7] مثنوی

---

[1] جب تک [2] کائنات۔ [3] تب تک۔ [4] لفظ، کلام۔ [5] کا دانفی تلفظ۔ [6] عربی زبان ۔
[7] فارسی زبان۔

در تعریف شب احسن مجلس شاہ عالم پناہ
(دیدہ عاشق شدہ، خود را بالائے بام فلک انداختہ)

سو یوں جھانک[ا] تھے روپ ٹک رات آئے
گگن[۱] کے چھجے تھیں[۲] پڑی گھیری[۳] کھائے
پڑے پھول سر[۴] تھیں بکھر ٹھار ٹھار[۵]
اُجل[۶] روپ ہو کر سو دِستے[۷] ستار[۸]
چُوئے[۹] بوند لوہو جو آنکھیوں تھیں ڈھل[۱۰]
وہی جوت[۱۱] دیوے[۱۲] ہو گھر گھر شوجل[۱۳]
عشق شاہ بل[۱۴] رات ہو سیاہ رنگ
دِسے[۱۵] روپ پرگٹ[۱۶] سو مُکھ[۱۷] چاند ڈھک[۱۸]
کریا سُور[۱۹] تھے کیاں[۲۰] ہو کرناں[۲۱] نشان
جلے روپ دیوٹیاں[۲۲] ہو دِستیاں[۲۳] عیاں
دِسے رات دیوٹیاں سوں مل زیب یوں
چُگے[۲۴] لعل بکھرا مشک راس[۲۵] جیوں

---

۱ آسمان ۲ سے ۳ چکرا کر۔ ۴ سَر ۵ جگہ جگہ ۶ روشن ۷ نظر آئے ۸ ستارے ۹ ٹپکنا ۱۰ ڈھلک کر ۱۱ روشنی ۱۲ دیتے ہیں ۱۳ تلفظ "شُبل" بہ معنی نور، خوش آئند ۱۴ وجہ سے ۱۵ نظر آئے ۱۶ ظاہر ۱۷ چہرہ ۱۸ ڈھنگ۔ اردو کی قدیم شاعری میں "گ" اور "ک" کے قوافی باندھنے کا عام دستور تھا۔ ۱۹ سورج ۲۰ "کی" کی جمع ۲۱ کرنیں ۲۲ دیوے، چراغ کی بتیاں ۲۳ نظر آتی ہیں ۲۴ ٹپکنا ۲۵ خوشبو کا انبار، ڈھیر

سُہا[1] دن دِسے[2] سانجھ[3] دیویاں[4] سو آئے
زمیں روپ پھر کر گگن[5] جیوں دکھلائے
دھو[6] رنگ ہو سب زمیں گگن سار[7]
بکھر رات دیویاں لگے جیوں ستار
دھرے[8] شمع مجلس سو ہر ٹھار ٹھار[9]
محل چاند آنگن[10] ستاریوں[11] کے جھاڑ[12]
کریا ناگ[13] سب سیس[14] بن[15] لے سو آؤ
سُٹے رات کے انگ[16] پر وُ[17] جڑاؤ
اسی جرأت درمیان بسے یوں سہائے
کہ جیوں لعل بھو[18] میں ہیرا دکھائے
اسی جنس تو رات مجلس میں آئے
بہے بھول کر دیکھ بہتہ[19] بدھ[20] گنوائے[21]
گیتی[22] شاہ مجلس سو یوں عیش رات
سو اب کہوں کھول کر دیس[23] دھات[24]

---

۱ سُہاونا ۲ نظر آئے ۳ شام ۴ چراغوں میں جلنے والی بتیاں ۵ آسمان ۶ دھواں ۷ یکساں ۸ رکھی ہوئی ۹ جگہ جگہ ۱۰ آنگن، صحن ۱۱ ستاروں ۱۲ فانوس ۱۳ سانپ ۱۴ سر ۱۵ سانپ کے سر کی منی جو چمکا کرتی ہے ۱۶ انگ ۱۷ بجائے الف ہمزہ کا استعمال تلفظ ، ذ بمعنی وہ ۱۸ شاہ ۱۹ بہتوں ۲۰ ہوش و حواس ۲۱ گنوائے ۲۲ تلفظ گتی بمعنی منعقد کی ۲۳ دن ۲۴ طرز، مانند

در تعریف کہ شب گزشت (و روز خود را آراستہ کردہ بہ مجلس شاہ آمد)

اُڑی رات[1] کوئل گگن[2] بن اوپر
نکل دیس[3] کا باز صبح[4] پر
پکڑ سُرج[5] چنگل سُوں نکھ[6] کرن رات
دِسیا[7] لال لوہو[8] شفق گگن دھات[9]
ڈِبی[10] رات میں تھی نکل دن کپور[11]
ڈِبا[12] سُورج[13] دِستا[14] ہے کاپور[15] نور
دیا[16] رُوم شہ نے سو دلیز لال
سُرج روپ کرنا[17] طناباں جو کھال[18]
سو یو رات جا، ہو صبح آشکار
شہنشہ کیا حکم کھلین[19] شکار

در تعریف کہ برائے میزدانی (میزبانی) جمع شدہ
اندیائے کوبان ہریک وضع

کوئی بالوں درمیان یوں مانگ چیر
دے جیوں کسوٹی میں سونے کی کیر[20]
کہ[2] یا تار زر جیوں سُہاون[22] دِکھائے
پڑیا[23] سیاہ ریشم کے درمیان آئے

---

[1] سیاہ رنگ کی مناسبت سے رات کو کوئل سے تشبیہ دی ہے۔ [2] آسمان کو بن یعنی جنگل کہا ہے۔ [3] دن [4] سچ دھج [5] سورج [6] ناخن، پنجہ۔ [7] نظر آیا [8] لہو، خون [9] طرز، مانند [10] ڈبیا [11] کافور [12] ڈبہ [13] سورج [14] نظر آتا [15] کافور [16] چراغ [17] کرن کی جمع کرنیں [18] ڈال کر [19] کھیلنے کے لیے [20] لکیر جو سونا گھساتے ہوئے کسوٹی پر پڑ جاتی ہے [21] گویا [22] سہانا۔ [23] پڑا ہوا۔

در تعریف جُوڑہ

کوئی باندھ جُوڑہ ڈسّے یوں ننّا
بنونے سے سروُ پر بیٹھا مور آئے
کر یا بیٹھ کوئل جو شمشاد پر
پکڑ پھول گل لال مُکھ چونچ کر

در تعریف پیشانی و ٹیلہ جڑت

کوئی جڑت ٹیلا پیشانی میں لائے
کھڑا سورج جیوں صبح میدان آئے
عجب ٹوٹ بجلی پڑی چاند میان
ڈسّے خوٹے بوند مکھ ہو گرمی نشان

---

۱ سر کا جوڑا ۲ نظر آئے ۳ سادہ، معصوم۔ ۴ تلفظ مُنّے ۵ دراز قد ۶ سرو کا پیڑ ۷ بیٹھ ۸ رُخسار ۹ مُنھ ۱۰ چونچ مار کر ۱۱ ویسا ۱۲ ٹیکا ۱۳ پیشانی ۱۴ لگائے ۱۵ سورج ۱۶ تلفظ سُرج۔ ۱۷ نظر آئے۔ ۱۸ چہرہ۔

در تعریف ٹیلا مشک

کوئی مشک[1] ٹیلا[2] پیشانی میں دھر[3]
پڑے چاند بیچ[4] جیوں سیاہی نظر
کیا مشک ٹیلا بھنور[5] روپ جان
رہیا تھرک[6] دو کنول آنکھیوں[7] کے میان

در تعریف مکر بینی

کوئی زیب موتی سو[8] مکرا[9] ہلے
سو[10] نے تھال درمیان جیوں پارا ڈھلکے[11]
کیا نانک[12] دیوا[13] ہے مکھ[14] جوت[15] جان
جھڑے پھول مکرا ہو دستا[16] عیان[17]

در تعریف دودہ[18] چشم

کوئی آنکھ کاجل جو گھوگیاں[19] سوں کر
بھجوک[20] بال میں جیوں کھوے دو پر
کریا آنکھ تیزی دو پتلیاں ہو سوار
پھرا دیں چنچل آنکھ سوگیاں سو مار[21]

---

[1] خوشبو۔ [2] ٹیکا۔ [3] لگا کر۔ [4] بیچ۔ [5] بھنورے کی مانند۔ [6] منڈلانا۔ [7] تلفظ "آکھیاں" آنکھ کی جمع۔ [8] درمیان۔ [9] اس طرح۔ [10] مکھڑا، چہرہ۔ [11] لہرائے۔ [12] تلفظ "سنے"۔ [13] ڈھلکے [14] ملنک (لونگ)، [15] روشن چراغ۔ [16] مکھ۔ [17] جوت (سنسکرت جیوتی کی اپ بھرنش)۔ [18] مکھڑا چہرہ [19] نظر آتا ہے۔ [20] عیاں بہ اعلانِ نون۔ [21] دھواں یعنی کاجل۔ [22] کاجل کی لکیر۔ [23] پھنسا ہوا۔ [24] تازیانہ۔

در تعریف لب و لعلی برگ

کوئی مکھ ادھر پر سو لعلی دھری
رکھے آرسی پنچ کنول پنکھڑی
کریا ادکھلیا پھول جاسوں لیائے
رکھیا خرخش کافور پر آن لائے

در تعریف رنگ سیاہ دندان

کوئی دانت کاٹے دسیں یوں لگار
کنول پھول میں اجیوں بیٹھے بھنور ہار
کریا دانت نیلم جھمک رنگ چڑھے
بھرنگو رتن کے پیالے بھرے

---

۱ چہرہ۔ ۲ ہونٹ۔ ۳ لالی، سرخی۔ ۴ لگاکر۔ ۵ بیچ۔ ۶ ادھ کھلا۔ ۷ یاسمن۔ ۸ سرخ رنگ کا زر۔ ۹ سیاہی آلود۔ ۱۰ نظر آئیں۔ ۱۱ جیوں کی نون اور واؤ مل کر میم کی آواز دیتے ہیں لہٰذا کنول کا تلفظ "کمل" ہوگیا ہے۔ ۱۲ بیٹھنا۔ ۱۳ بھنوروں کی قطار۔ ۱۴ نیلم۔ ۱۵ خوش رنگ۔

نوری

نوری نام کے ایک شاعر نے بھی مرثیے لکھے ہیں۔ اس کے بارے میں ڈاکٹر رشید موسوی نے لکھا ہے کہ وہ ابراہیم عادل شاہ ثانی کے دور کا شاعر ہے "نوری کے تعلق سے بعض مصنفین کو غلط فہمی ہے اور وہ اسے دکن کا پہلا مرثیہ نگار قرار دیتے ہیں۔ جبکہ نوری ابراہیم عادل شاہ (۱۵۸۰ء تا ۱۶۲۷ء) کے دربار کا شاعر تھا۔ لازمی طور پر وہ جانم ہی نہیں بلکہ وجہی کے بعد کا شاعر ہے۔ ذیل میں اس کے ایک مرثیہ کے کچھ شعر نقل کئے جاتے ہیں:" (دکن میں مرثیہ اور عزاداری۔ ص ۵۵)

مرثیہ

کوئی نظم اس میں تو کرتا نہ تھا ولے سب تعصب دیا ہم مٹا
نہ کچھ خوف کھایا نہ جھجکا ذرا ابراہم نے مرثیے سے پہل کر دیا
شروع میں کیا نظم کل واقعات دہم تک احوال پورا ہم نے لکھا
میں جب اسکوں لوگوں کے آگے پڑھا عجب حال عاشور خانہ میں تھا
جن و انس کہتے تھے سب واہ واہ دکھنی میں لکھیا ہے کیا مرثیہ
زباں اپنی میں کس سے ایسا لکھا کبھی اس سے پہلے سنا نے پڑھا
اِماماں سے اس کا ملے گا صلہ کہ نوری ہے موجد اس طرز کا

لہ بنہ ۔ لہ امام کی جمع ۔

وجہی

اسد اللہ وجہی متوفی ۱۰۷۰ھ مطابق ۱۶۵۹ء قطب شاہی عہد کا نامور شاعر و ادیب گزرا ہے۔ وجہی اس کا تخلص ہے۔ اس شاعر نے تقریباً پانچ بادشاہوں کا زمانہ دیکھا۔ ملا وجہی اپنے عہد کا ایک قادر الکلام اور باکمال اور پُرگو شاعر و مصنف ہے۔ جس نے اُردو اور فارسی دونوں زبانوں میں تصانیف چھوڑی ہیں۔ مثنوی قطب مشتری اور نثر میں سب رس نے اُردو میں مقبولیت کے آسمان کو چھو لیا۔ مثنوی قطب مشتری کی مدت تصنیف بارہ دن ہے۔

تمام اس کیا دیس بارا منے　　سنہ ایک ہزار ہور اٹھارا منے

اس کا سنہ تصنیف ۱۰۱۸ھ۔ اس کے کل ۲۷ سال بعد ۱۰۴۵ھ میں اپنی نثری تصنیف سب رس تحریر کی۔ جو اُردو کا اہم نثری شاہ کار ہے اور اس سے ادبی نثر کی داغ بیل پڑی۔ سب سے پہلے سب رس کو مولوی عبدالحق نے اپنے بسیط مقدمے کے ساتھ انجمن ترقی اُردو سے شایع کیا۔ اس کے کئی مخطوطات مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔ سب رس کی تصنیف تک وجہی کہنہ مشق ادیب بن گیا تھا۔ اس نے اپنے سارے تجربوں، مشاہدوں اور فنی و ادبی صلاحیتوں کو اس کتاب کے ذریعہ اجاگر کیا ہے۔ اپنے نظریات کو بڑی چابک دستی سے تمثیلی انداز میں پیش کیا ہے گویا فصاحت و بلاغت کے دریا بہائے ہیں۔ اُردو کی ابتدائی عبارتیں مسجع و مقفیٰ ہوا کرتی تھیں۔ ملا وجہی نے سب رس کی ساری عبارت مسجع مقفیٰ لکھی ہے جس سے اُس کے زورِ بیان پر غیر معمولی قدرت ظاہر ہوتی ہے۔

مثنوی قطب مشتری ایک بہت خوب صورت حمد سے شروع ہوتی ہے۔ مثنوی میں اس نے اپنی غزلوں اور رباعیوں کا بھی خوب استعمال کیا ہے۔ یہ غزلیں عشقیہ شاعری کی عمدہ مثالیں ہیں۔

یہ مثنوی ترقی اُردو بیورو سے شایع ہو چکی ہے۔ اس کا شمار اُردو کی ابتدائی تخلیقی مثنویوں میں ہوتا ہے۔ اس کا قصہ محمد قلی قطب شاہ کی زندگی کے واقعات سے ملتا جلتا ہے بعض مورخین کے مطابق قطب مشتری اور محمد قلی قطب شاہ کے عشق کی داستان ہے۔ اسی مناسبت سے مثنوی کی ہیروئن کا نام قطب مشتری ہے اور ہیرو کا قطب شاہ ہے زیب داستان کے لیے شاعر نے کئی غیر فطری واقعات کو جوڑ دیا ہے۔ ادبی اور لسانی اعتبار سے یہ مثنوی ایک بیش بہا مثالی سرمایہ ہے۔ مثنوی سے چند جستہ جستہ اشعار پیش کیے جا رہے ہیں۔

۱۹۹۲ء میں ترقی اُردو بیورو سے مثنوی قطب مشتری شایع ہوگئی ہے جسے ڈاکٹر حمیرا جلیلی نے ترتیب دیا ہے۔ بہ قول مرتب:۔

"قطب مشتری شروع سے آخر تک پڑھ ڈالیے کہیں کوئی بوجھل یا ثقیل لفظ نہیں ملتے نادر وانوکھی تشبیہات و استعارے، جان دار منظر نگاری، انسانی نفسیات اور تمدنی و اخلاقی اقدار کا ایک ایسا گلدستہ ہے جس کی دلکشی اور مہک وقت کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہے گی۔

قطب مشتری کی ایک بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس مثنوی کے ابتدائی حصے میں ہی وجہی نے ایک باب "در شرح شعر گوید" کے عنوان سے قلمبند کر دیا ہے اور یقیناً یہ اُردو شعریات اور فن تنقید پر ہماری پہلی دستاویزی چیز ہے"۔

آگے مقدمہ میں مثنوی کے قصہ کے تعلق سے تحریر کیا ہے:۔

"عام طور پر اس مثنوی کے قصے کے تعلق سے دو باتیں بیان کی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس میں در پردہ محمد قلی قطب شاہ اور بھاگ متی کا افسانہ پیش کیا گیا ہے لیکن مثنوی کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ دوسرا قیاس یہ ہے کہ یہ مثنوی بھاگ متی اور قلی قطب شاہ کی روداد حسن و عشق کو ذہنوں سے محو کرنے کے لیے قلمبند کی گئی ہے۔ یہ بات کسی حد تک درست ہو سکتی ہے کیونکہ بھاگ متی کا سماجی رتبہ کے لحاظ سے جو مقام بتایا جاتا ہے اسے ملحوظ رکھتے ہوئے قلی قطب شاہ جیسے عظیم المرتبت بادشاہ سے اس کی وابستگی یقیناً بادشاہ وقت کی عظمت و وقار کے منافی تھی۔ غالباً اسی لیے اس مثنوی میں ہیرو کو دکھن دیش کا شہزادہ اور ہیروئن کو بنگالہ نگر کی شہزادی بتایا گیا ہے"۔ ص۱۱

مثنوی

حمد

توں اوّل توں آخر توں قادر اہے
توں مالک توں باطن توں ظاہر اہے

توں محصی توں مُبدی توں واحد سچا
توں توّاب توں رب توں ماجد سچا

توں باقی توں مقسم توں ہادی توں نور
توں وارث توں منعم توں برّ توں صبور

توں ستّار ہور توں سو جبار ہے
توں وہّاب ہور توں سو قہّار ہے

توں رزّاق ہے ہور تونھیں عظیم
توں فتّاح ہے ہور تونھیں علیم

توں قدوس ہے ہور تونھیں سمیع
توں قیّوم ہے ہور تونھیں بدیع

توں رافع اہے ہور تونھیں علی
توں جامع اہے ہور تونھیں ولی

تھیں ہے ملک ہور تونھیں سلام
تھیں ہے مہیمن تونھیں نیک نام

تھیں ہے معز ہور تونھیں بصیر
تھیں ہے مذل ہور تونھیں خبیر

تھیں حافظ ہے ہور تونھیں حبیب
تھیں حق اہے ہور تونھیں منیب

تھیں ہے خلیل ہور تونھیں کریم
تھیں ہے عزیز ہور تونھیں کلیم

تھیں باسط ہے ہور تونھیں قریب
تھیں قابض ہے ہور تونھیں مجیب

تھیں ہے لطیف ہور تونھیں غفور
تھیں ہے حفیظ ہور تونھیں شکور

تھیں ہے حلیم ہور تونھیں شدید
تھیں ہے قوی ہور تونھیں مجید

تھیں حی ہور تونچ ستّار ہے
تھیں محی ہور تونچ غفّار ہے

تھیں واحد ہے ہور تونھیں احد
تھیں مقسط ہے ہور تونھیں صمد

تھیں ہے وکیل ہور تونھیں شہید
تھیں ہے معید ہور تونھیں حمید

رؤف ہور رشید ہور مانع تھیں
ودود ہور غنی ہور نافع تھیں

ئه تو۔ سه نیکوکار سه تو ہی۔ سه تو ہی

کبیر ہور واسع ہے سبحان توں | کریم ہور رحیم ہور رحمان توں
ممیت ہور متین مغنی ہور ضیار توں | مقدم موخر ہے کرتار توں
اہے توں اتھا توں اچھے گا تھیں | رچے[1] توں رچیا توں رچے گا تھیں
ہمیں عین توں اس میں ہے عین نور | توں نزدیک ہمارے ہمیں تجتے دور
گمے[2] رات دن یوں ہمیں سنگ توں | کہ جیوں نیر[3] ملکر اچھے رنگ سوں
توں اچھا[4] اہے[5] جیو جیوں[6] دل بھیتر | ہمیں ڈھونڈتے تج[7] کدھر کا کدھر
پتا[8] توں ہے نزدیک جانے نہ کوئی | قدیم آشنا ہور پچھانے نہ کوئی
تجے فام[9] نے فام کا کام نیں[10] | تیرے کام کچھ فام کوں فام نیں
یہاں عشق دائم پریشان ہے | یہاں خیال ہور وہم حیران ہے
سماسات[11] سدسنگ[12] پریشان ہو | تجے دھونڈتے پھرتے حیران ہو
زمیں سست ہوی یوں جو ہلتی نہیں | ہلوے پانو ماندے[13] جو چلتی نہیں
سورج چاند تارے نہ چک[14] ٹھیرتے | توں کاں ہے تجے ڈھونڈتے پھیرتے
دلے کون جانے کہ توں کاں اہے | تھیں جانتا ہے اپے جاں اہے
تیری قدرت آنگے ہے ذرے تے کم | عرش ہور کرسی و لوح و قلم
اچھے تج سمند[15] بیچ سیپیاں سماں | دھرت سات بلونڈ نو آسماں
بنایا گھراں اس میں بے دھات کے | ستاریاں تے اپے اتم ذات کے
اپے پارکی ہور اپے مشتری | اپے ہے غواص ہور اپے جوہری
اپے شہر آپیچ بازار ہے | اپے بیچے آپے خریدار ہے

---

[1] پیدا کیا [2] گزارے [3] پانی [4] رہتا [5] ہے [6] مانند، جوں [7] تجھے
[8] فہم [9] سمجھنے [10] نہیں [11] سات آسمان [12] گنوا، پھینک [13] تھک گئے
[14] چکر، گردش (سے) [15] سمندر

دہی ایک کرتا ہے بہو دھات بھیس
کدھیں رات ھووے کدھیں ھووے دیس

اپے دین ہے ہور آپیچ رات
اپے جھاڑ ہے ہور آپیچ پات

اپے پھول اپے پھل اپے بن اچھے
اپے چاند اپے سور اپے کھن اچھے

غرض ایک آپیچ سب ٹھار ہے
اسی نور کا سب میں جھلکار ہے

خدایا بڑا توں بڑائی ہے تج
ہمیں سب بندے ہیں خدائی ہے تج

بنایا توں آدم کوں بہو چاو سوں
سو خاک ہور اگن پانی ہور باؤ سوں

ملنہار یک ٹھار ہیں ہے یو چار
ترے ڈرتے ملکر رہے ایک ٹھار

کرے آگ کوں پانی، پانی کوں آگ
کوے کو سوہنس، ہور ہنس کوں ہو کاگ

خدا ہے توں، یو کام تج کوں سہاے
کہ جیوتے کوں مارے موے کوں جلاے

کہ بس دیک نیں مارتا ناگ کوں
رکھیا ہے توں پانی منے آگ کوں

بنایا مشک مرگ کی ناف میں
دیا رزق سمرغ کوں قاف میں

بھونک کوں خورش جب توں بارا کیا
سمندر کے تیں آگ چارا کیا

بھلے ہور برے کوں دیا رزق اپار
کہ جیو نیر برسے بدل ٹھار ٹھار

دلے مہینوں بی کیں پڑے ہے نا پڑے
ترا رزق سب کوں سدا آ نپڑے

بندیاں کوں کسی بات کا غم نہیں
بھریا ہے خزانا ترا کم نہیں

توں جھاڑاں کوں کپڑے دیا سبزیاں
معلق رکھیا ہے زمیں آسماں

دیوا کر چندر شمع کر جہان کوں
دیا یا دو جگ کے شبستان کوں

پتنگ کوں دیے کا پرت لائیا
کمل پر توں بھونرے کو لبدائیا

رکھے نطفے میں کیوں چھپا باڑکوں　　چھپا کر رکھیا بیچ میں جھاڑکوں
ہر یک بن کے ذرجگ کے تئیں جگ اجھار　　خزاں قفل کیتا ہے کیلی بہار
توں آدم کے فرزندکوں کھانے مدام　　دھرت ہور انبر دیا خوش انام
عجب تیری قدرت کیرے کام ہے　　سچے سو قدرت کے خام ہے
تیرا شکر واجب ہے ہر دم اپار　　کیا نعمتاں جگ پہ نازل ہزار
سکے کوں تیرا شکر سارنے　　ہے قدرت کسے یاں جو دم مارنے
بچہ ہے سو تیری چھپی حکمتاں　　سکے (فام سنے عقل سوں کوئی کہاں
اگر جو کرم ہوے تیرا کس اُپر　　چھپی حکمتاں ہوے عیاں اُس اُپر
سکت ہے بجے توں جگت کا دھنی　　کیا جانے تجکو دھنی ہور غنی
نجا دل کی انکھیاں سوں دیکھوں جدھر　　کہ تج بن نہیں کوچ پڑتا نظر
بجے چیز اپنی قدرت تے پرگٹ کیا　　سو رہے اپس ٹھار ہر گھٹ کیا
ترا معرفت جگ میں بھرپور ہے　　ہر یک ٹھار روشن ترا نور ہے
کہ توں نیں سو کوی ٹھار دستا نہیں　　نہ یک ٹھار ہے توا ہے ہر کہیں
بندیاں پر ہے تیرا کرم ایک دھات　　ہے تیری نظر سب پہ ہر ایک سات
کرم سب بندیاں پر کرنہار توں　　میا سب پہ یکرنگ دھرنہار توں
کیا ہے تہیں کر کریما کرم　　بقا کوں بقا ہور عدم کوں عدم
دکھایا بقا کوں عدم میں تے توں　　بنایا ہے شادی کوں غم میں تے توں
توں صاحب حکم سب پہ دھرتا ہے　　جکچ کرنے سکتا سو کرتا اسے
بجے بے نیازی دے دو جگ منے　　مجے سرفرازی دے دو جگ منے

صفتِ میزبانی

خوشیاں سوں جو شہ میزبانی کنئے[1] سو ترلوک[2] کے لوگ مہمان آئے
عجب تحفے قدرت کے آنے لگے کہ دیک اس ملک رشک کھانے لگے
چھپا تھا جکچھ[3] غیب میں آج لگ سو پر گٹ لگیا دیکھنے اب دو جگ
نویاں[4] نعمتاں نو فلک بیچ بھر لے کر آئے ڈھو کر ملک شہ کے گھر
کہ شہ کوں خوشی یو بڑی آج ہے انند پر انند کاج پر کاج ہے
محبت[5] پنج تن کا مدد لیا ہے کر سو توفیق کرتا اتے[6] پائے کر
محل شہ سنگار[7] یوں اس کاج کوں سنوارے تھے جیوں عرش معراج کوں
محل جیوں ہے کعبہ دھرے جوت صاف تو اسمان کرتا ہے نس دن طواف
بجا تب طبق ہے دھرت بان کا کر ڈھانکے ہے سرپوش اسمان کا
تری بزم میں شہ عجب نور ہے کہ کرناں[8] بتیاں[9] شمع سو سور ہے
جو شہ شمع روشن کیے سور کا ملک تیل لیا کر سٹے نور کا
سورج[10] شمع، ہور تھال گگن بھت تنگ دیا چند شبنم کا ستارے پتنگ
کلنک چاند میں ہے سو دستا ہے یوں کر سنے کی پیالی میں ہے مشک جیوں
دنیا میں دو کن ڈھوگ پھرنے لگے صفت شہ کی سب جگ میں کرنے لگے

کہ مہمان اس دھات کی آج کوی
نہ کرسکی دنیاں میں شہ باج کوی

---

[1] کرے [2] تین [3] جو کچھ [4] نئی نئی [5] محبت، نظر عنایت [6] اللہ سے
[7] سجائے (کرنے والا) [8] کرن کی جمع [9] بتی کی جمع [10] سورج [11] ڈابے
[12] اسمان [13] چراغ [14] بچھا بند [15] ہر دم [16] پروانے [17] سونا۔
[18] ہر طرف یعنی ہر طرف [19] مہمان نوازی۔

بخشش کردن ابراہیم قطب شاہ

ملائک جو خدمت کرن[1] آئے تھے تویاں نعمتاں غیب کیاں لیائے تھے
مدن بھوگی شہ مست متوال ہو خوشیاں پر خوشیاں دیکہ خوشحال ہو
یتا کچ دئے شہ فرشتیاں کوں دان کہ باندے[2] سنے[3] کا کوٹ آسمان
انبر دان پایا ہے زر بے شمار تو ڈھنڈتا ہے رکھنے کوں دن رات ٹھار
بھر بدرے شہ جو دئے مال بھر سو دھرتی اچاتے[5] چلی پیٹ پر
یتا کچ شہنشاہ بخشے ہیں دھن زمیں ٹھار منگتی ہے اسمان کن[7]
دئے دان سب جگ کوں دئے مان آنت جواہر سوں کھلے شہنشہ بسنت
کرم کی نظر کر مٹھی بات سوں ہریک آدمی کوں ہریک دھات سوں
کیئے کوٹ بخشش ادک[8] لاک[9] تے تو ارزاں ہوا یوں سنا[10] خاک تے
جگت اب گہرسوں بکھرنے لگیا کہ خشکی میں ہنس آکے چرنے لگیا
بخشنے لگے شاہ یوں ہم ستی تو پہلا ہوا سب سنا غم ستی
خیالاں یو دیک شہ ترے دان کے ہوے لوگ حیران اسمان کے
گھرے گھر خوشی ہور انند کاج ہوا کہ فرزند اس راج کوں آج ہوا
یتی داس ہوا دیس ہور رات کا انند عیش عشرت دیکہ اس دھات
خوشیاں یوں لگے کرنے آکاس پر کہ پاتال کے لوگ پائے خبر
نکو جا نو جھاڑاں کوں ہیں جھاڑکر کہ پاتال لوگ آئے ہیں پھاڑکر
تماشا دکھیں شہ کے گھر آج کا انند عیش عشرت دیکہ اس دھات کا

---

۱ کرتے ۲ تعمیر کیا ۳ سونے ۴ تاب ۵ اٹھاتے ۶ آتا ۷ کے پاس ۸ زیادہ، بے حد ۹ لگاؤ، پیار ۱۰ سونا۔

کیے عیش یوں شہ ہر یک بات میں — کہ دیکھیا نہیں کوئی انجھوں خواب میں
جو پڑنے شہ کوں مکتب منے — ہنر سیک ہنرمند ہوا سب منے
جو استاد دیوے سبق بے تلک — پڑے ذہن سوں شہ اپے تے تلک
یتا زور تھا ذہن شہزاد کوں — کہ تعلیم پھر دیوے استاد کوں
جو اول لیا شہ الف کا سبق — دھرت سات ہوے کشف ہور طبق
سو دو جان سبحان اپس گیان تے — ہوا زیادہ حکمت میں لقمان تے
کہ مکتب میں شہ بیٹ سب دیس جیل — ہوا عالم و شاعر و خوش نویس

صفت شباب شہزادہ

جوانی کے دریا کوں آیا ادھاں — محمد قطب شاہ ہوا اب جواں
یتا زور تھا اس کے یک دست سوں — اچا کر پچھاڑے تھے مست کوں
عجب جان مخصوص ماتا ہے دو — کہ باگاں سوں پنجا ملاتا ہے وو
چلے زور کر ہم سوں جس نیت اُن — زمیں میں گھنسے پانو گڑگیاں لگن
وو نو خیز او تار پنجے بل غرور — مکیاں سوں پہاڑاں کرے چور چور
اگر شاہ خنجر لیوے ہات میں — اُدھیڑے پکڑ باگ کوں بات میں
کرے زور تعلیم خانے منے — وو تنہا چ تھا اس زمانے منے
شہنشاہ کوں زور پر لاف ہے — کہ کھٹی نعل ہور نیل کُہ قاف ہے
جتے لاف دھرتے اچھے بل منے
ہوے عاجز اس کی سنبر ڈگل منے

۱؎ ابھی ۲؎ مکتب ۳؎ میں ۴؎ ہنروالا ۵؎ دن ۶؎ بیٹھ ۷؎ اٹھاکر ۸؎ مست ہاتھی ۹؎ باگ کی جمع ۱۰؎ راستہ ۱۱؎ مخصوص تک ۱۲؎ زور آور —
۱۳؎ مکہ مارنا ۱۴؎ بڑائی ۱۵؎ آسمان ۱۶؎ گلے کے پھندے میں پھنس گئے۔

صفتِ مجلسِ طرب

شہنشہ مجالس کئے ایک رات
وزیراں کے فرزنداں تے سب سنگات

ہر یک خوب صورت ہر ایک خوش لقا
سو ہر ایک دلکش ہر یک دلربا

مہابت کے ساماں میں جم جم ہے جیوں
شجاعت کے کاماں میں رستم ہے جیوں

ہر یک خوش طبع ہور عاقل اچھے
ہر ایک خوش فہم ہور فاضل اچھے

ندیم ہور مطرب سگھر فہم دار
اتھے شہ سوں ملکر یو سب ایکٹھار

صراحی پیالے لے باتاں منے
ندیماں تے مشغول باتاں منے

لگے مطرباں گانے یوں ساز سوں
کہ دھرتی ہلے مست آواز سوں

جو مطرب وو صحرا میں اس دھات گائے
تو پھر ان کوں اس شوق تے حال آئے

کنے تاں سہل یوں لئی خوش ہوتاں
کہ تن کر سماع دیویں نو آسماں

جو گانوں وو شہ کوں گاتے اتھے
سوراں پہ وو راگاں جاتے اتھے

ندیماں لطافت میں جو چکہ آئیں
تو روتیاں کوں خوش کر گھڑی میں ہنسائیں

شراب ہور صراحی نقل ہور جام
ہوئے مست مجلس کے لوگاں تمام

جو ہوی رات آدھی پچھے دو پہر
خبر داریاراں ہوئے بے خبر

بسر گئے ندیماں طرزبات کا
گنوائے خبر مطرباں ذات کا

جو عاقل اتھے وو سب ہیچ ہوئے
وو پیالے چٹا کوچ کا کوچ ہوئے

نہ ملتے نہ خوبی جھگڑتے کہیں
یکسکے اپر ایک بڑتے کہیں

لگے مست ہوشئے مستی سنگات
یکسکے سو پاواں اپر ایک ہات

سو یو کئچ وو یاراں ہوئے بے خبر
کہ پانی پیتے تھے شراب ہے کر

یکسکوں بلا ایک اڑتا نوں سوں
گلے لگتے تھے مست ہیاؤں سوں

لہ بھول گئے ٹہ بے ہوش - پکڑ کا پکڑ

بجا دو جو کین تو انھیں گانے کر — مے مطرباں خوش خوشی پلے کر
صراحی پیالے سوں بدست ہو — کراں لرتے تھے وو دو نو مست ہو
یتا مست ساقی ہوا سُد گنوائے — کہ پیالا منگے تو صراحی کوں لائے
وہ مدہی کے متوال اب سخت ہوا — دیکھے شاہ مجلس ہوی اس وضا
اٹھا سکے چلانے کسیرا وقت ہوا — کسی کوں اچھو گھر کسے دی رضا
گئے شاہ کوشاد اس وقت پر — گئے زیاستی سب رہے مختصر
دسیں چار بالشت میں شاہ یوں — کہ چوتھے برج میں اچھے ماہ جیوں
سو دیسے میں ٹک شاہ کوں نیند آئی — وو نیند آ تماشے عجب کچ دکھائی
دکھے خواب میں شاہ کہ ایک بن اچھے — وو بن نیں زمیں کے اپر گلشن اچھے
پھریں چاندسیاں سندریاں اُس منے — ستارے نین کیاں پریاں اُس منے
ہلادیں جو ٹک لٹ کی زنجیر کوں — دیوانا کریں تل منے شیر کوں
دوانے ہو کر جھاڑ پھرتے اچھے — پٹا پٹ پھلاں مست ہو پڑتے اچھے
اتھا حوض ہور واں اتھیاں سندریاں — کہ پانی کنارے کھڑیاں تھیاں پریاں
کہ غنچے سو کھل پھول جھڑتے اچھے — پنکھی آکے بے سدھ ہو کرتے اچھے
چمن در چمن سرو دو رست ہو — کلیاں سرخوش ہور پھول بدمست تھے
سو جھاڑاں کوں میوا یتا بار تھا — کہ ڈالیاں کوں پیڑاں کنے ٹھار تھا
اتھا محل واں ایک ایسا بلند — پون سار نا ہو سکے ست کمند
عجب پانی اس ٹھار کا صاف تھا — کہ امرت پر بھی اسے لاف تھا
یکا ٹیک اس محل پر ایک نار — کنک چھند سوں آی اپیں سنگار
جو دکھلائی آمکہ کعبہ سو دھن — سرو سرنوائے تھے سجدا کرن
دسے یوں دھن اُس محل کے فرش پر — سورج سار ہوا ہے گر عرش پر
ادو کچ مفرح کے کانسے ہے جیوں — دو زلفاں دو دھر سرک بہاسے ہے جیوں

---

۱ آسمان کے تارے جیسے آنکھ والی ۔ ۲ پھول کی جمع ۔ ۳ دونوں طرف ۔
۴ دو راستوں پر ۔ ۵ پہنچ نہ سکے ۔ ۶ خوب صورت عورت ۔

پڑے جی کوی اس سرک پھانسیاں منے   سٹے ہنٹ مفرح کے کانسیاں منے
پچنچل کا جو لب لعل یا قوت ہے   سو عاشق کے وو جیو کا قوت ہے
رنگا رنگ چمناں منے پھول تھے   نول شہ تماشے میں مشغول تھے
پری او جتی دشت اس نار پر   اخل گم ہوی شہ ہوا بے خبر
سو اس بے سدی ایں بی تھی وو چھن   کہ لبداتی[1] تھی بھوت زوراں سوں من
جو دیکھیا اتھا خواب میں ماہ کوں   ہوا خواب میں خواب اس شہ کوں
جو اس نیند میں تے ہوا ٹک ہشیار   نہ تھی اس صبوری نہ تھا اس قرار
نہ بھیں پردسے وو نہ اسمان میں   اچھیا شہ اسی نار کے دھیان میں
لگیا تلملانے بھوت دھات سوں   کھیاجائے نا بات وو بات سوں
دلو بات ہر ایک کوں غم ہوے   وہی جانے جس پر جو یو کام ہوے
کدھیں چھکہ ہنسے ہور کدھیں چگھڑے   کدھیں سُد پاوے کدھیں سد کھوے
اسی دھات دن رات رہتا اچھے   اپس میں اپے یوں وو کہتا اچھے
پری تل کھلی بن برہ بس ستی   گلا لگے جھڑنے نرگس ستی
بھلائی چنچل دھن وو یوں شاہ کوں   کہ لبدائے جیوں کہربا کاہ کوں
اُٹھے ہور پھر سوے شاہ جائے کر   کہ وو نار بھی خواب میں آئے کر
جو ہر بار یوں خواب میں یار آئے   تو عاشق کوں بن خواب ہی کچھ نہ بھائے

پریشان حیران بے تاب تھا
نہ کچھ اس کوں آرام نا خواب تھا

۱؎ دل بہلاتی تھی۔

مشورہ مادر و پدر شہزادہ

ابراہیم قطب شاہ مجلس سنگار — کئے مستعد ہوئے عشرت اپار
جتیاں خوب خوش شکل تھیاں سندریاں — سو کرتا ٹک ہور گونے گجرات کیاں
جو چین ہور ماچین کے تھے بتاں — سو خوش طبع خوش فہم خوش صورتاں
ہر یک خوب محبوب بت فارسی — بدن جیوں جلتی اچھے آرسی
جو سہلیاں وو جھمکائیں مکھ نور کوں — دلیا تا کریں چاند ہور سور کوں
اگر دیکھتا جوت اُنن نور کا — فرشتا نہ کرتا صفت حور کا
جو آویں چمن میں سکیاں ۱؎ ساج سوں — پھلاں غنچے ہو جائیں پھر لاج سوں
ملیاں آج ناریاں سو سینار کیاں — انکھیاں لال گھنگھیاں ہر یک نار کیاں
مجالس عجب شاہ عالی کئے — کہ حوراں کوں لیا بہشت خالی کئے
پرایاں سندریاں ہور انچل پراں — چندا مکھ ہے چندنا سوتن گو ہراں
اچھنا کیے کام شہ جگ ادھار — پریاں ہور حوراں ملیاں ایک ٹھار
کہیے شاہ کوں لیو بُھلا کر تمیں — ایس میں اپے مل رجھا کر تمیں
قطب شہ کوں جیکوئی ریجھائیگی — بڑا مرتبا سب میں وو پائینگی

بڑی نار وو ہے جو بھاوے اسے
کہے بخت ہیں جو رجھاوے اسے

۱؎ کو رنگ سے سج کر۔

غواصی

عہد وسطیٰ کے بعض دوسرے نامور شاعروں کی طرح غواصی کی زندگی کے تفصیلی حالات بھی ابھی تک پردہ تاریکی میں ہیں۔ اس کا نام، سن ولادت، تعلیم و تربیت، خانگی زندگی، سن وفات وغیرہ کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ قطب شاہی تاریخوں میں کچھ اشاروں اور خود شاعر کے کلام کی داخلی شہادتوں کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ غواصی ملا وجہی اور محمد قلی قطب شاہ کے مقابلہ میں کم عمر تھا۔ قیاس ہے کہ عہد محمد قلی (۱۵۸۰ء تا ۱۶۲۵ء) کے نصف آخر میں اس نے شعر گوئی میں مہارت حاصل کر لی تھی۔ محمد قطب شاہ کے عہد حکومت میں اس نے مثنوی سیف الملوک و بدیع الجمال تصنیف کی۔ ۱۶۲۵ء میں جب عبداللہ قطب شاہ تخت نشین ہوا تو غواصی نے اس کی مدح میں اشعار کہہ کر اس مثنوی کو سلطان کی خدمت میں پیش کیا۔ عبداللہ قطب شاہ نے اس کی سرپرستی کی اور وہ دربار شاہی سے متعلق ہو گیا۔ قیاس ہے کہ اسے "فصاحت آثار" کا خطاب بھی دیا گیا تھا۔

شاہی دربار سے متعلق ہونے کے بعد غواصی کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا۔ سلطان نے اسے جاگیر و مناصب سے بھی سرفراز کیا تھا۔ اس کے بعد سلطان عبداللہ قطب شاہ نے غواصی کو اپنا سفیر مقرر کر کے بیجاپور کے دربار میں بھیجا تھا جہاں اس کو بڑے اعزاز و احترام کے ساتھ رکھا گیا۔ اس زمانے کے بیجاپوری شعرا نصرتی اور مقیمی نے بھی اپنی تصانیف میں اس کا ذکر عزت و احترام کے ساتھ کیا ہے۔

غواصی کی دو مثنویاں "سیف الملوک و بدیع الجمال" اور "طوطی نامہ" مولوی سعادت علی رضوی نے مرتب کر کے ۱۹۳۸ء میں شائع کی تھیں۔ اس کے بعد غواصی کی دو مزید تصانیف دریافت ہوئی ہیں۔ ایک تو اس کا ضخیم کلیات ہے اور دوسری اس کی مثنوی "مینا ستونتی" ہے جسے ڈاکٹر غلام عمر خاں نے مرتب کر کے شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر

غلام عمر خاں نے خیال ظاہر کیا ہے کہ "میناستونتی" کا سن تصنیف "سیف الملوک و بدیع الجمال" سے پانچ سے دس برس پہلے کا ہے۔

"میناستونتی" کے قصّے کے ماخذ پر خود غوّاصی نے ان الفاظ میں روشنی ڈالی ہے۔

سو رسالۂ اتھا فارسی یو اوّل ۔ کیا نظم دکنی ستی بے بدل

میناستونتی کا قصّہ ہندوستانی اصل کی ایک قدیم پریم کتھا پر مبنی ہے جس کے دو حصّے ہیں۔ پہلا حصّہ چودھویں صدی میں مولانا داؤد نے "چندراین" کے نام سے اور دوسرا حصّہ سولھویں صدی کے میاں سادھن نے "مینا ست" کے نام سے تصنیف کیا تھا۔ ان دونوں مثنویوں کے ہندوستان کی کئی بولیوں اور زبانوں میں ترجمے کیے گئے تھے۔ ان دونوں مثنویوں کو بنیاد بنا کر وہ فارسی تصنیف وجود میں آئی جس کو غوّاصی "رسالۂ اتھا فارسی" کہتا ہے اور دکنی میں نظم کرنے کا دعوا کرتا ہے۔

سیف الملوک و بدیع الجمال غوّاصی کی مشہور مثنوی ہے جو ۱۰۳۵ھ میں تصنیف کی گئی تھی۔ اس مثنوی کو میر سعادت علی رضوی نے دستیاب شدہ چار نسخوں کی مدد سے مرتّب کر کے ۱۳۵۷ھ میں اپنے مبسوط مقدمے کے ساتھ شائع کیا تھا۔

سیف الملوک و بدیع الجمال میں ۲۲۸۵ شعر ہیں جن میں سے ۲۲۸ شعر حمد، دعا، نعت، منقبت، مدح سلطان اور تعریف سخن وغیرہ سے متعلق ہیں۔

سیف الملوک و بدیع الجمال ایک عشقیہ داستان ہے جس کی بنیاد قدیم مثنویوں کی اس طرز پر قایم ہے کہ جس میں ایک شہزادہ کسی دوسرے ملک کی شہزادی پر عاشق ہو جاتا ہے اور پھر اس کو حاصل کرنے کے لیے گھر سے نکل پڑتا ہے۔ برسوں تک اسے مشکلات اور مصیبتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے لیکن آخر کار وہ گوہر مراد کو پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

سیف الملوک و بدیع الجمال کے عشقیہ قصّے کی ابتدا یوں ہوتی ہے ؛

شہر مصر کے بادشاہ عاصم نول کے ہاں اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اس نے اہلِ نجوم کے کہنے پر شاہِ یمن کی بیٹی سے شادی کر لی جس سے اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام سیف الملوک رکھا گیا۔ جس دن سیف الملوک کا جنم ہوا عین اسی روز بادشاہ کے

معتبر وزیر کے ہاں بھی ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ساعد رکھا گیا۔ ان دونوں بچوں کی یکساں طور پر تعلیم و تربیت کی گئی اور وہ آپس میں جگری دوست بھی بن گئے۔
جب یہ بڑے ہو گئے تو بادشاہ نے ان کو دربار میں بلایا اور ایک انگشتری اور ایک زرّیں کپڑا سیف الملوک کو دیتے ہوئے کہا کہ اسے یہ تحفے حضرت سلیمان نے دیے تھے۔
جب شہزادہ سیف الملوک اس زرّیں کپڑے کو اپنے محل میں آکر کھولتا ہے تو اس میں سے ایک عورت کی تصویر نکلتی ہے جسے دیکھ کر وہ اس پر عاشق ہو جاتا ہے۔ یہ عورت گلستانِ ارم کے بادشاہ شہپال کی بیٹی بدیع الجمال تھی۔ لطف یہ کہ کسی بھی آدمی کو معلوم نہیں کہ گلستانِ ارم کہاں واقع ہے۔ لہٰذا شہزادہ سیف الملوک اپنے جگری دوست ساعد کو ہمراہ لے کر گلستانِ ارم کی تلاش اور بدیع الجمال کو حاصل کرنے کے لیے رختِ سفر باندھتا ہے۔ سب سے پہلے یہ لوگ چین میں پہنچتے ہیں۔ وہاں جا کر ان کو معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی کسی کو گلستانِ ارم کے بارے میں معلوم نہیں ہے۔ اس کے بعد یہ دونوں ایک جہاز پر سوار ہو کر چلتے ہیں۔ راستے میں زبردست طوفان کی وجہ سے جہاز ٹوٹ جاتا ہے اور دونوں دوست بچھڑ جاتے ہیں۔ ساعد اور سیف الملوک پندرہ برسوں تک مارے مارے پھرتے رہتے ہیں اور بے شمار مصیبتوں کا سامنا کرتے ہیں۔
سیف الملوک انگشتری سلیمان کی مدد سے سراندیپ پہنچنے میں کامیاب ہو جاتا ہے یہیں اس کی ملاقات بازار میں ساعد سے ہوتی ہے۔ اتفاقاً بدیع الجمال سے سیف الملوک کی ملاقات بھی سراندیپ میں ہوتی ہے اور وہاں سے یہ لوگ گلستانِ ارم لوٹتے ہیں۔ بدیع الجمال کا باپ شہپال دریائے قلزم کی فتح کے بعد گلستانِ ارم واپس آتا ہے اور بڑی دھوم دھام سے سیف الملوک کی بدیع الجمال کے ساتھ اور ساعد کی شہزادی سراندیپ سے شادی کر دیتا ہے۔ دونوں جوڑے خوش و خرم مصر واپس آتے ہیں۔ عاصم نول شاہ اپنے بیٹے کو تخت و تاج کا مالک بنا کر خود باقی زندگی عبادت میں گزارنے لگتا ہے۔

انتخاب

سیف الملوک و بدیع الجمال

داستانِ ساعد

کہانی کہن ہار اس دھات کی — چلاتا ہے خوش بات ہر بات کی
کہ یک دیس سیف الملوک شہسوار — نکل آیا بھار کھیلیں شکار
یکایک بازار میں یک جواں — نظر تل پڑے بازار ہور ناتواں
مسلم ہے دلگیر ہور بے قرار — وجاہت منے عین ساعد کے سار
کیا یاد ساعد کوں اُس دیکھ کر — انجھو لایا دُکھ کے نین بھر
آپس میں آپے بھایا سرد اساس — کیا اپنے من میں غم بے قیاس
کہیا اپنے لوگاں کوں جا اس کوں لاؤ — آپے آتے لک گھر لیجا بیٹھلاؤ
اسی دھات جا اُس بُلا لائیے — لیجا اک جاگے یہ بٹھلائیے
کہ جیوں اس مبارک سواری ستوں پھر — جیوں آیا شتابی ستوں اپنے گھر

---

۱ کہنے والا ۲ طرز ۳ اک ۴ دن ۵ قصے کا ہیرو ۶ باہر ۷ کھیلنے
۸ یکایک ۹ بیچ ۱۰ تلفظ۔ پڑے۔ا۔ یعنی پڑا ۱۱ اور ۱۲ میں ۱۳ جیسا
۱۴ کوں ۱۵ اُس ۱۶ آنسو ۱۷ بھرلایا ۱۸ دکھ ۱۹ آنکھ ۲۰ اپنے آپ ہیں۔
۲۲ خود ہی ۲۳ بھری ۲۴ آہ ۲۵ اپنے ۲۶ دل ۲۷ بے اندازہ۔
۲۸ تلفظ۔ کہے۔ا۔ یعنی کہا ۲۹ لوگ کی جمع ۳۰ تک ۳۱ لے جا۔
۳۲ بٹھلاؤ۔ ۳۳ طرز ۳۴ لے جا ۳۵ جگہ ۳۶ بٹھلائیے۔
۳۷ سے ۳۸ جلدی ۳۹ گھر۔

کیا یاد آتیچ اوس جان کوں — بُلایا نزیک اُس پریشان کوں
شفقت جو اس کی غریبی پہ آئی — کہیا کون ہے توں سو مج بول بھائی
سُو وَیں وَو پریشاں جلی آہ نار — او کھیا بول کریوں کر اے کامگار
کہوں گا اگر میں مرے درد کوں — تو طاقت نہ رہسے کسی مرد کوں
بھریا ہے سینا پورا اس دُکھ سنگات — کہوں میں تجے کھول کِس مکھ سنگات
میرا یار اِک شاہزادا اتھا — وو مِلتا تو مِنج دوکھ ہوتا بیتا
میں اس کی جُدائی تے لگے ہوں ہلاک — جلی اس کے بدل میں ہوں تِل تِل کوں راک
نہ جانوں کہ وو نُور کس ٹھار ہے — مج اُس باج عالم سب اندکار ہے
دِگیا دُوک سُوں ہے یا کہ اقبال سُوں — نہ جانوں وہ اچھتا ہے کس حال سُوں
ہے فرزند وو مصر سلطان کا — ہُوں فرزند میں اس کے پردھان کا
نکا نانوں اس کا ہے سیف الملوک — ہُوں میں بے خبر اس کے تئیں بھوک بھوک
میرا نانوں ساعد و لے بخت نئیں — کروں کیا وو یار اِس وقت نئیں
میں اپنا مُلک سٹ ہوئے تیر اسال — نہ کِس کوں مِرے اوڈسے کا ملال
یکیلا ہُوں اس شہر میں ہیں غریب — نہ کوئی مج اقارب نہ کوئی یاں حبیب

---

1 آتے ہی 2 اس 3 تلفظ۔ بُلایا 4 نزدیک 5 ضرورتِ وزن کے لیے تلفظ میں تبدیلی کی گئی ہے 6 کہا 7 ضرورتِ وزن کے لیے کون کی تخفیف کی گئی ہے 8 تو 9 وہیں 10 وہ کی جمع یعنی وہ دونوں 11 آہ 12 آتشیں 13 تلفظ۔ اُٹھا 14 رہے گی 15 تلفظ۔ بھرانا۔ بمعنی بھرا ہوا 16 سینہ 17 معمورہ 18 دُکھ 19 ساتھ 20 تجھے 21 منہ 22 تھا 23 وہ 24 مجھے 25 دُکھ 26 تلفظ۔ ایا بمعنی آنا۔ 27 ہلاک لینا (محاورہ)، مرا جا رہا ہوں 28 ٹلگ ٹلگ کرنا 29 ذرہ ذرہ 30 راکھ 31 وہ 32 سورج 33 جگ 34 بغیر 35 اندھیرا 36 وہ 37 دُکھ 38 رہ رہا۔ 39 وہ 40 وزیرِ اعلا 41 تلفظ۔ نکا بمعنی نیک 42 نام 43 سلطان مصر کا بیٹا، قصے کا ہیرو۔ 44 خاطر 45 (محاورہ)، مارا مارا پھرنا 46 تلفظ۔ ہرا 47 چھوٹے ہوئے 48 اداسی

کہ پھرتا ہوں نت یاں دُوکانے دوکان
نہ پیونے کوں پانی نہ کھانے کوں کھان

جو اپنی غریبی وو بولیا تمام
سو وو شاہزادا اُوتم نیک نام

گلایا دڑونا سو نا تاب لیا
گلے لا اُسے آنکھ میں آب لیا

کہیا یوں کہ اے یار اب چھوڑ دُوک
نیرا یار سو میں ہوں سیف الملوک

ہمارے نصیباں منے جیوں خدا
لکھا تھا انپڑایا دُونوں خدا

ہمیں سر جفا دے پھنکایا سو وو
سلامت سوں پھر لا مِلایا سو وو

پھنکانے کے کام ہور ملانے کے کام
خدا ہاج بھی نیں کسے اور فام

یو جیو اس کی قدرت پہ قربان ہے
کہ صاحب بڑا وہ مہربان ہے

ملے دیک یک جیو کے دُودی یار
ہوا خوش سراندیل کا شہریار

جو ساعد آوارا ہو دُوکھ درد میں
ڈوبیا تھا جو غربت کے گرد میں

سو حمام میں گرم لے جا اُسے
کیے خوش دُھلا انگ ہلکا اُسے

نِہَل خوب کسوت شہانی بنائے
رنگارنگ مجلس نورانی بھرآئے

منگا نقل مَدمست آرام سوں
دُنو یار بیٹھ اپنے فام سوں

پیالے لگے جھیلنے ذوق سوں
قصے کیا کہ میلنے لگے شوق سوں

نول جان، سیف الملوک جگ اُجال
بجد ہو کہ ساعد کوں لاگیا دُنبال

---

۱ ایک دوکان سے دوسری دوکان ۲ پینے ۳ کھانا ۴ مسافرت ۵ اُتم، اعلا ۶ کھل جانا ۷ جذب ۸ دُردں ۹ لانا ۱۰ لگا ۱۱ تلفظ۔ کیسے ۱۲ آ ۱۳ دُکھ ۱۴ تلفظ۔ تیرا ۱۵ وہی ۱۶ نصیب کی جمع ۱۷ میں ۱۸ پہنچایا ۱۹ وہیں ۲۰ سر ۲۱ پھینکایا، دور کیا ۲۲ وہ ۲۳ سے ۲۴ دور کرنے ۲۵ اور ۲۶ بغیر ۲۷ نہیں ۲۸ فہم ۲۹ یہ ۳۰ جان ۳۱ دیکھ ۳۲ ایک جان۔ ۳۳ رد ۳۴ آوارہ پریشان ۳۵ دُکھ ۳۶ تلفظ۔ ڈبیا۔ ڈوبا ۳۷ مسافرت ۳۸ کے ۳۹ نہلا دُھلا ۴۰ (مراد) جسم ۴۱ جہان ۴۲ شاہانہ لباس ۴۳ پہنا ۴۴ منگا کر ۴۵ کھانا ۴۶ مست کردینے والی شراب ۴۷ تلفظ۔ دنو بمعنی دونوں ۴۸ بیٹھ ۴۹ فہم ۵۰ انڈیلنے ۵۱ (مراد) گزشتہ واقعات ۵۲ لاکر۔ ۵۳ درمیان ۵۴ ڈالے (مراد) بیان کیے ۵۵ سلطان مصر کا نام۔ نول کی جان ۵۶ اُجالا ۵۷ بعد ۵۸ وزیر کا بیٹا، سیف الملوک کا دوست ۵۹ اصرار۔

کہ مج تے بچھڑ توں پھر پاکس دشا — کھڑیا تیرے شہر اوپر کہوں قضا
چھپا توں نکو مج تے تقدیر کوں — بکچ ہے سو کہہ کھول مج ڈھیر توں
گنی یار ساعد دیک اس کا خیال — لگیا بھار بھانے کوں دل کا ابال
غریبی کے باتاں لگیا بولنے — کنہتا او تسے کا لگیا کھولنے
کہ اے شاہزادے جدھاتے جو ہیں — جلیا پھانک کر تیری صحبت سوں میں
بچھوٹیا جہاز حکم خدائی ہوا — تداں تے تجے مج جدائی ہوا
سو بے سُد ہو طوفان کے باد سوں — پڑیا یک جزیرے میں جا باد سوں
کتیک بار کوں دیکھتا ہوں جو، واں — سو تو دھیر چھایا ہے زور دھواں
ہوایاں ہو اڑتے ہیں واں ناسب — لگے ہیں جزیرے کوں واں ڈھانپ سب
نہ آسمان دستا نہ کہیں دھرتری — چھپی سیس تے پانو لگ تھر تھری
گگن سار اُدیچے کتیک ڈونگراں — پڑے اس پہ بھنکار تے اجگراں

---

۱ مجھ سے ۲ وضع ۳ تلفظ۔ کھڑے۔ ۴ ستر ۵ تلفظ۔ اُپر ۶ ہرگز ۷ سے ۸ جو کچھ۔ ۹ بے جھجک ۱۰ برا وصاف ۱۱ دیکھ ۱۲ تلفظ۔ لگے۔ ۱۳ باہر ۱۴ نکالنے ۱۵ مسافرت ۱۶ بات کی جمع ۱۷ کہنا، داستان ۱۸ اُداسی ۱۹ تلفظ۔ لگے ۲۰ جہاں سے ۲۱ تلفظ۔ چلے۔ ۲۲ تب سے ۲۳ تلفظ۔ چھٹے۔ ۲۴ بمعنی چھوٹا ۲۵ تلفظ جاز ۲۶ تب سے ۲۷ بیہوش ۲۸ ہوا ۲۹ تلفظ۔ بڑے ۳۰ کاغذ ۳۱ کتنی ہی ۳۲ چاروں طرف ۳۳ زور سے ۳۴ دُھواں ۳۵ ہوائیں ۳۶ یہ ہیں ۳۷ آسمان ۳۸ نظر آتا ۳۹ کہیں ۴۰ زمین ۴۱ سر ۴۲ تک ۴۳ کانپتا ۴۴ آسمان جیسا ۴۵ کتنے ہی ۴۶ پہاڑ ۴۷ پھنکارتے ۴۸ سانپ۔ اژدہے۔

یتا کچ وہاں دیکھیا ہیں عذاب ۔ جو نیں اس عذاباں کوں حد ہور حساب
پڑیا جا بلایاں کے بھنورے منے ۔ پڑیا جا کے کئی جزیرے منے
بہت دن بہت ٹھار فاقے دیکھیا ۔ کہیا جاتے تا ایسے واقے دیکھیا
برس دن ہوا آکہ اس شہر میں ۔ ملے تشکر یارے ہمیں ہور نیں
ولے کچ غنیمت ہے مجے آج ہے ۔ گدا میں ترا توں مرا راج ہے
ولے اس پریزاد کا کھوج کئیں ۔ تو اس حد تلک اجھوں پایا کر نیں
کہیں بی گلستاں ارم کا نشاں ۔ کنا نج کو شہزپا کہ نیں لے جواں
بڑاں دوا تم جان سمرت گنبھیر ۔ کہیا کھول اس دھات ساعد کی دھیر
کیج تج بنایا، تو پروردگار ۔ تج امید کا رکھ سو لیایا ہے بار
نوی کچ خوشی پائی یاں جائے گی ۔ و دو دو دن کوں اس شہر میں آئگی

---

[1] تلفظ۔ اِتا بمعنی اتنا [2] نہیں [3] عذاب کی جمع [4] اور [5] تلفظ۔ پڑے۔ آ۔
[6] بلا کی جمع [7] گرداب [8] جنبش مراد سیاہ [9] تلفظ کہے۔ آ [10] مصیبت [11] تمہیں [12] کچھ [13] راجا
[14] بدیع الجمال۔ سیف الملوک کی محبوبہ [15] کہیں [16] اس کو [17] نہیں [18] بھی [19] کیا وہ [20] پہنچا۔
[21] بعدازاں [22] وہ [23] اعلا [24] سمندر [25] کہا [26] وہی [27] درخت [28] ثمر [29] نئی۔
[30] کچھ [31] بدیع الجمال [32] سراندیل۔

انتخاب

مثنوی مینا ستونتی

کہ یک شہر کا تھا بڑا پادشاہ — جہاں گیر عالم میں تھا شہنشاہ
سچا عادل و مہرباں شہریار — اُتھا ناؤں اُس کا بالا کنوار
اُسے گڑھ، ولایت، بہت شہر تھے — سبھی خلق واں کے دُنیادار تھے
تھا عالم خلق سب اَمن میں تمام — رہتے تھے ٹھنڈی چھاؤں میں خاص و عام
تھی بیٹی اُسے ایک صاحب جمال — اُتھا ناؤں اُس کا سو چندا کمال
جھلک چاند کا جوں اُجالا دِسے — سُگڑ، چنچل نار دل میں بسے
سَرو کے رُمن نار، نازک، اُچھل — کہ پانی اُپر جیوں کھلا ہے کنول
تھا اِس بادشاہی میں گوّال ایک — اُسم اس کا لورک اُتھا ناؤں نیک
گووُ ہانک اک دن او، آتا اُتھا — شہر کی گلی میں سوں جاتا اُتھا
شہنشاہ کی بیٹی چھجے کے اُپر — کھڑی تھی، سو دیکھی اُسے سربسر
کہی من میں، کیا خوب سیدا ہے جان — گووُ دَرا کتّا کر ہُوئی پشیمان
کھڑی ہوا اشارت سو کی اس سنگات — گئی ہوں تجے سرفرازی کی بات
مرا دل لگیا تجھ سوں، تو راج ہے — تجے سرفرازی کا یو ساج ہے
یو سُن بات گوّال تسلیم کر — کیا تجھ پو کرنا کرم کی نظر
میں چاکر ہوں تیرا نظر مجھ اُپر — تیرا مجھ پو سایا ہے، سر تو چھتر
کہی سن کر گوّال! اے جانِ یار — اکی ہوتا ہے لورو منے خوار زار

---

۱ گڑھ ۲ شہر ۳ سبھی ۴ رہتے ۵ ٹھنڈی ۶ سُگڑ یعنی اوصافِ حمیدہ ۷ مانند ۸ یہ ۹ اوپر ۱۰ گوالا ۱۱ گائے ۱۲ ہانکتے ۱۳ سے ۱۴ اکیلا ۱۵ رکھتا ۱۶ ہُوئی ۱۷ کہتا ۱۸ لگا ہے ۱۹ پر ۲۰ کیوں ۲۱ جانوروں کے درمیان

میرے پاس دھن مال ہے کئی متا تجے دیوں گی میں، جِتّا ہے وِتّا
کتی ہوں سدا اشکہ سوں مل کر رہنا میں عاروس پیاری، توں نوشہ بنا
یو سن کر کہیا میرے گھر نار ہے او ستونت ناریاں میں او تار ہے
خدا نے اسے نور ایسا دیا چھتر سار خاصیاں میں اس کوں کیا
اِسم پاک اس کا کہوں میں ٹک ایک پتی ورتا مینا سو ہے ناؤں نیک
اُسے چھوڑ جانا تو واجب نیں میں کس دھات سیتی لے جاؤں تیرے تیں
یو سن بات، چندا کہی اُستوار ابی ہور خدا تج کو کرنا ہے خوار
جو کھاندے پچوالا، چندوٹی ہے سیر لگے پاؤں ہور یک لنگوٹی ہے پھیر
تجے کائی کوں کسوت بھاتا صدر ارے گاودی، کیا تو لا جانے قدر
یو سن بات لورک کہیا شہ پری پکڑ ہات میرا، کرم توں کری
توں چندا، میں لورک ہوں چاکر ترا ٹلا دور، کروں تج اُپر جیو مرا
کئے دونوں دل اختیاری یوگھٹ لئے مال، ہور واں تے نکلے اُوپٹ
لے چندا کوں لورک جو باہر ہوا سو یو غلغلا جگ میں ظاہر ہوا
گئی رات، ہور بھی اُجالا بھیا خبردار لوگاں کوں معلم ہوا
سو راجا وہاں کا بیٹھیا تخت پر خبردار اس کوں دیے یو خبر
تری پاک دامن کوں لورک گوال بڑا دھیٹ ہوئے گیا بدشگال
سنا بات راجا، ہنسا کھل کھلا کہیا میرے دل کا بھیا وسوسا
کہیا اپنے لوکاں کوں، گموں کھول بات گیا چوری کر، چور گوال ذات
سو گھر اس کے مقبول یک نار ہے بہت دن سوں اس پر مرا پیار ہے
اچھوتے بات میرے جو او ماہ تاب نہ نس کوں غروب ہوئے او آفتاب

زیادہ متاع جتنا اتنا عروس نوشہ، دُلھا کہا بیوی
وہ اہل صدق ناری کی جمع چھتر رکھنے والی ملکہ خواص شوہر کی وفادار نہیں
طرح سے ابھی مزید کندھے سر پر باندھنے کا سوتی کپڑا کمر کے اردگرد کس
لیے بستر کیا ہے پر جان پختہ ارادہ جھٹ پٹ دنیا ہوا باخبر
معلوم ڈھیٹ بے حیا ٹوٹنا، جاتا رہا منہ شرم پڑے۔

کیا خبرداراں کوں کٹنی کوں لیاؤ   دھنڈو جا کے یک خوب کٹنی کوں پاؤ
چتے خبرداراں رواناں ہوئے   چلے دھونڈ لینے کوں زمیں کے چوتنے
لے کر آئے ہزاروں میں سوں یک چٹی   او قبہ بڑی یک بُڈی کوٹنی
اکیا یَا کے مینا کوں توں دے مُنجے   بہت مال بخشش کروں گا تجے
او محبوب اَچپل عجب نار ہے   اسی پر مرا لو بڑا پیار ہے
جلی، ہور بولی یو کٹنی جواب   بڑے ٹھگ پھندا ہیں سو میرا ہے داب
پری ڈیو، شیطاں میرے نفر   بنگالے میں ہوتا ہے میرا سحر
فکر، سحر جادو مرے ہات میں   پھرے سب موکل مری بات میں
تھا کام یو نا کروں تو چونڈا   شتوں کی کترت اپنے ہتے مونڈا
یو سن کر آہیں شاہ تشریف دیا   تنک بے بہا بستے بخشش کیا
گیا سن توں یو بات مُنج پاس کا   دیا تج کوں فرصت میں چھے ماس کا
تنک آ کے کٹنی نے کیتی سلام   دی تعظیم اس کوں بلا نیک نام
کہی کٹنی مینا کوں، ماں ہوں تری   پچھی دو برس توں بیٹی ہے مری
نہ بھتا دُدُو کچ بی تری مائی کوں   پلائی تھی میں دود تج جائی کوں
میں ہوں دائی تیری مُنجے پیار کر   تجے جانتی ہوں میں دلدار کر
یو سن بات مینا نے پاؤں پڑی   دلی، بیٹھنے اپنی بیٹک پڑی
کہی، تج تے اے مائی محبت ہوا   تجے دیکھنے دل کو راحت ہوا
گیا چھوڑ ہمنا ہمارا پیا   گما توں کیوں کٹنی تھی یکیلا جیا
نہ ماں بھائی بی کوئی مُنج سات ہے   نہ باندی نہ بردا نہ کٹنی ذات ہے

---

۱ کہا ۲ لے آؤ ۳ چاروں طرف ۴ بوڑھی کٹنی (تجربہ کار عورت) ۵ کہا ۶ مجھے ۷ شوخ
۸ (چھوٹا کام ملنے پر) جل کر بولی ۹ پھندے باز ۱۰ رعب داب ۱۱ نوکر ۱۲ چھوٹا ۱۳ سر کے بال ۱۴ پھینک دوں گی۔
۱۵ فوراً ۱۶ منڈوا ۱۷ کتناری ۱۸ اشیا ۱۹ کہا ۲۰ ماہ ۲۱ پاس ۲۲ کی ۲۳ دودھ ۲۴ دودھ
۲۵ ماں ۲۶ تو لا ۲۷ پاؤں پڑی ۲۸ دی ۲۹ نواڑی چوکی ۳۰ ہم کو ۳۱ وقت گزاروں
۳۲ اکیلی جان ۳۳ بہن ۳۴ خادمہ ۳۵ رشتہ دار۔

یکیلی ہوں میں اس وطن میں غریب ۔۔۔ کرم توں کری تو رہے گنج نصیب
بزاکن دو تی بولی ، اے بیٹی مری ۔۔۔ مرا جیو قربان تج پر کری
میں آتے وقت یو سُنی باٹ میں ۔۔۔ کہیا یک جنا شہر کے ہاٹ میں
مرا آشنا تھا ، کہیا یو خبر ۔۔۔ لے چنداکوں لورک گیا تھاٹ کر
سُنی سو گیا سب سینا پھوٹ کر ۔۔۔ فکر سوں کلیجا پڑیا توٹ کر
کہوں کیا میں لورک دیا تج کو دوکٹ ۔۔۔ اپیں مل کے چنداسوں پاتا ہے سُوکٹ
کیسے بھاگ تیرے ہوئے واہ وا ۔۔۔ پڑیا بخت تیرے او سانڈی گوا
کہی ہور رونے لگی زار زار ۔۔۔ نصیبوں کوں مینا کے جل آہ مار
دیکھی حال مینا سو ناتاب کیا ۔۔۔ اپیں بی ذرا انک میں آب کیا
کہی ، مائی غم چھوڑ دے اب تمام ۔۔۔ اتا پند دے کیچ ، توں نکلا تھام
دُنیا میں بڑی توں جو ہمنا جنی ۔۔۔ دُوجا پیو لورک ہے سر پار دھنی
نکو کہ نول لورک کوں ہرگز اتال ۔۔۔ دُدُونا مرا جل ہُوا پائمال
جدھاں تے گیا چھوڑ او خوش کلام ۔۔۔ تدھاں تے کیا گھر میں برہا مقام
خدا نے کیا ہم کوں عورت مرد ۔۔۔ تو ہوتا ہمیں اس کے پگ کی گرد
جو کچھ ان کیا سو اسے معاف ہے ۔۔۔ الٰہی کے نزدیک انصاف ہے
میں عورت ہوں اس کی وو میرا سجن ۔۔۔ سلامت رہے مرد گلشن چمن
سُنی بات دُوتی ، کہی اے نھنی ۔۔۔ پھل روپ کی توں چھبیلی بنی
تری عمر پندرا برس دیس کے ۔۔۔ کہوں کیا ، ترے دیس کم سین کے
جوانی تری دیک کر بارے بار ۔۔۔ تڑپتا مرا جیو رت بے قرار
یو ہنگام تیرا ہے آنند کا ۔۔۔ جو کھانے پینے ذوق کی چھند کا

---

۱ اکیلی ۲ بعد ازاں ۳ راہ ۴ ایک آدمی ۵ بھگا کر ۶ ٹوٹ ۷ دکھ ۸ آپ
۹ سکھ ۱۰ گوالا ۱۱ بھی ۱۲ آنکھ ۱۳ آنسو ۱۴ سکھلا ۱۵ فہم دار ۱۶ پیدا کیا
۱۷ دوسرا ۱۸ مت ۱۹ اس طرح ۲۰ دل ۲۱ جب ۲۲ تب سے ۲۳ فراق ۲۴ پاؤں ۲۵ کچھ ۲۶ معاف
۲۷ وہ ۲۸ کم سن ۲۹ دلھن ۳۰ دل ۳۱ دن ۳۲ کم سن ۳۳ دیکھ ۳۴ لگاتار ۳۵ خوشی ۳۶ پینے

تجے میں کہتی ہوں نصیحت کی بات — تج ہنگام ملتا ہے دن ہور رات
بھلا توں آنند میں اچھے گی شہنی — ترے گود میں ہے چندر جیوں ابہی
اتا میں رتن یار کھی لیا دوں گی — ترا جوہری روپ دکھلاؤں گی
ملا دیتو گی تج کوں جانی چتور — پچھانے گی نہ توں دیک اپنے حضور
سنی او سلکھنی جو ایسے بچن — تجے تیوں ہوا آگ سب اس کے تن
کہی میں بڑی کر کے سبجی تجے — جو پردیس کی ہے سنگاتی مجے
سو ایسے توں دینے لگی پند ملو — اُٹھے دو جہاں میں بڑی گت ملو
بدی با سخن کتی ہوں تجے میں بچن — ستی اپنے ست کوں جو رکھنا جتن
مٹھا جیب میں ہے تنک بے مثال — گیا حلق میں تو ہوا یا کمال
حرص آدمی کا سنج اس وضا — یو جینا ہے دو دن نہ ہوئی قضا
حرص کوں جلانا اپن ہات ہے — حیا کا کفن جیو کے سات ہے
کتی دیک لورک کوں توں گاودی — ہوئے بال اُجلے نکو کر بدی
نہ ہوئے گاودی، او چتر راج ہے — مرا پیو میرا او سر تاج ہے
بدی سن کر بولی نکو کر یہ بات — ستم ہو کے کرتی توں اپنے پر گھات
کبھی توں سنی نیں اچھے کی بیاں — شکی آپنا جیو تو سارا جہاں
پتا کیوں توں گوال پر من دھری — چتا کیوں ترا جان اُس پر کری
تو آخر ہے گندی جنم کھوئے گی — لڑا کھا برے گود میں سوئے گی
جو سو ویس گی نزدیک اس شاہ کے — دسے سور جیوں گود میں ماہ کے
تجے کاں زری کسوتاں کی جھلک — تجے کاں او صدراں او زربفت لک
تجے کاں او صدراں شنیری محل — جو تختاں مرصع کے ہیں بے بدل
کہاں تج کوں او مملکت مال زر — نہ بھی ہے اجنوں توں اس کا تحذر

---

۱ اتنا ۲ پرکھنے والا ۳ دل والا ۴ نیک سیرت ۵ کبھی ۶ رغبت دلانا ۷ بدبو ۸ اے ٹھیرا ۹ صدق ۱۰ حفاظت سے ۱۱ میٹھا ۱۲ زبان ۱۳ وضع ۱۴ اپنے ۱۵ زندگی ۱۶ سفید ۱۷ پھر دھوکا کھا ۱۸ ظلم ۱۹ شکی ۲۰ اتنا ۲۱ نظر آئے ۲۲ سورج ۲۳ کہاں ۲۴ صدری کچ ۲۵ سنہری ۲۶ لک تک۔

تجے بولتے منج پکیا[1] ہے سینا[2] — تو اپن[3] بھاوتی ہے تجے کیا کہنا[4]
سنگت نیک کا جاہلاں کو بڈھائے — برے کی سنگت تے برا بول آئے
سنی ہوں کہ یک شہر کا شہریار — ملایا تھا درویش کی ایک نار
ہمیشہ منگے بھیک او در بدر — چڑایا[5] اسے پادشاہی صدر
وے بھیک کی اس کوں عادت اچھے — لے کر آکے روٹیاں پو روٹیاں رکھے[6]
رکھے لاکے محراب میں یک سدا — منگے اس کنے[7] ہو ہمیشہ گدا
او کھائی تھی الوان نعمت جتا — منگے باج اس بھیک راحت نہ تھا
وہی خصلتاں تج منے[8] آج ہیں — یو سنت[9] عادتاں، تج جنم[10] راج ہے
سنی بات اس کی جو مینا سندر — دیا جوش لو ہو کوں اٹھی بول کر
اتا سن یو، ناچیز کتنی جھٹی[11] — کتی ہوں اتا سن تو بختاں پھٹی[12]
عجب کو ہے کتنی توں ہے بے دھرم — نہ رکھتی بھرم ہور لیتی شرم
دغا دینے منگتی ہے کتنی چھنال — ستی اپنے سنت[13] کوں جو رکھنا سنبھال
اپس دائی ہو کر سو کرتی مکر — شکر میں زہر، ہور زہر میں شکر
منجے مال ہور بخت سوں کام کیا — منجے شاہ کے تخت سوں کام کیا
نہ بھاوے منجے مال، کسوت چمن — نہ بھاوے منجے دو جلو راج دھن
توکل رکھی ہوں میں رحمان پر — وہی دینہارا[14] ہے سنت کا اجر[15]
کہ کیے قرب ہے مال ہور جان کا — منجے قرب ہے پاک رحمان کا
مرے سر پہ سایہ ہے سبحان کا — منجے پشت[16] ہے اپنے ایمان کا

---

۱ پک گیا ۲ سینہ ۳ خود سمجھ دار ۴ کہنا ۵ سرفراز کرے ۶ چڑھایا ۷ روٹیوں پر روٹیاں رکھے ۸ کے پاس ۹ میں ۱۰ ترک کر ۱۱ زندگی بھر راج کر ۱۲ جھوٹی ۱۳ بدبخت ۱۴ سچائی ۱۵ دینے والا ۱۶ صدق ۱۷ صلہ ۱۸ پشت پناہی۔

رباعیاں

عاشق کو اہانت نہ کر اندیش کوں دیکھ
باطن میں ہے جیوں خیر، نہ اس میش[1] کوں دیکھ
جس ہات پکڑ عشق سرافراز کیا
سلطاں تو اس جان، نہ درویش کوں دیکھ

اے یار اگر ساتھی[2] توں میرا ہے شریک
اد سن لے تج[3] دل پٹی[4] او سبے سیک
توں دور نہ ہو اہل صفا کے در تے
جن دور نئیں اس در تے خدا سوں ہے نزدیک

ہے عشق اگر توں تو نگو[5] ییلی ہو
گر عشق ہوئے پاک تو توں چھیلی ہو
بھر نین کی بدلیاں نے انجواں کا تیل
جا یار کے بازار میں توں تیلی ہو

---

[1] بھیڑ۔ بکری [2] واقفی۔ [3] تج [4] سبق [5] اَن پڑھ۔ جسے ہدایت نہ ہو۔

حسن شوقی

اس شاعر کا نام شیخ حسن اور شوقی تخلص ہے۔ وہ بیک وقت کئی درباروں سے وابستہ رہا۔ مثنوی پھول بن کے شاعر ابن نشاطی نے حسن شوقی کا ذکر اپنی مثنوی میں بڑی عقیدت سے کیا ہے۔ اپنے کلام کی داد حسن شوقی سے حاصل نہ کرنے پر دکھی ہے۔

حسن شوقی اگر ہوتا تو فی الحال
ہزاروں بھیجتا رحمت منج اپرال

پھول بن کا سنہ تصنیف ۱۰۶۶ھ ہے۔ جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس تاریخ سے پہلے حسن شوقی کا انتقال ہوگیا تھا۔ حسن شوقی کی دربار بیجاپور، احمد نگر اور گولکنڈہ میں رسائی کی شہادتیں ملتی ہیں۔ اس نے مثنوی میزبانی نامہ سلطان محمد عادل شاہ بیجاپور لکھی تو دوسری طرف فتح نامہ نظام شاہ احمد نگر بھی قلمبند کی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے محمد عادل شاہ اور سلطان ابراہیم عادل شاہ دونوں کے عہد دیکھے ہیں۔

دیوان حسن شوقی شائع ہو چکا ہے۔ جسے جمیل جالبی نے مرتب کیا اور پاکستان سے شائع کروایا۔ حسن شوقی کی کچھ غزلیں پیش کی جارہی ہیں۔

غزلیات

لئے دن ہوئے سریجن[1] لکھ کر پتر نہ بھیجا
کچھ راز کی نشانی مجھ یاد کر نہ بھیجا

رو رو صبح کیا میں تیری خبر کے آوے
باد صبا کے ہاتوں کچھ کہہ خبر نہ بھیجا

---

[1] بہت ۔ سے محبوب

برہا زہر پیا میں مرنا ہوا ہے میرا
دلبر طبیب اپسیں امرت ادھر[1] نہ بھیجا

خوباں کی انجمن میں لالن[2] ہوا ہے ساقی
نرمل[3] شراب ہم کوں یک جام بھر نہ بھیجا

"شوقی" شکر شعر کی کھنڈیاں سوں باٹتا ہے
طوطی طبع کوں میرے یک من شکر نہ بھیجا

(۲)

تجہ گال کی سرخی انگیں یاقوت رمانی کدھر
تجہ اشک کے لالے انگیں لعل بدخشانی کدھر

تجہ زلف کے زنجیر تل ہے زرہِ داؤدی زبوں
ہور تجہ رتن حلقے کنے مہر سلیمانی کدھر

تل یوسف ثانی تجھے سہوا گیا معذور رکھ
اس ماہِ نورانی کنے دو ماہِ کنعانی کدھر

تیری گلی کی خاک اس ترکیب شمس ہے اے قمر
اکسیر اعظم سامنے نوشادرِ کانی کدھر

"شوقی" ہمارے عشق میں کئی زاہداں مشرک ہوئے
اس مذہب کفار میں تیری مسلمانی کدھر

(۳)

جوبن سو قد سہاوے لگے جو دھن[4] انگن میں
دو پھول ریاں سوں ڈالے[5] ڈلتے[6] ہیں جوں چمن میں

جب مانگ لا سوارے[7] موتی دسیں منارے
یا چاند سوں ستارے جھانکے ہیں شام گگن[8] میں

---

1 ہونٹ۔ 2 محبوب۔ 3 مصفا، خالص۔
4 عورت، محبوبہ 5 ڈالیاں 6 جھومتے 7 سنوارے 8 آسماں

راتے نین سورنگ ہیں دوست جوں مدن ہیں
کرتے اپس میں جنگ ہیں مکہ نور کے صحن میں

سوہناالک سوکالا دستا بھو نگ یسالا
بستا ہے گوڑ بنگالا تج نین کے انجن میں

عشاق آ جوں جھوویں سد کھو دیوانے ہوویں
فرہاد مجنوں رووَیں یہ ناز سن کے ما

دیتا ہے تج الٰہی ناریاں کی بادشاہی
حوراں پریاں میں شاہی تیری ہے ترہوں میں

"شوقی" کی ہے پیاری ہنس ہنس کہے سوناری
مشہور غزل تماری جوں شور ہے گگن میں

(۳)

جاناں تجے جو دیک کر چھو چند سبری کتے ہیں
کوئی حور، کوئی پدمن، کوئی شہ پری کتے ہیں

تج زلف شب قدر میں جھمکیں سورنگ عذارا
کوئی چاند، کوئی زہرا، کوئی مشتری کتے ہیں

تج مین کے انجن کوں ہو ناہداں دیوانے
کوئی گوڑ، کوئی بنگالا، کوئی سامری کتے ہیں

من از فراق رویت رو رو سمند بھر آیا
کوئی گنگ، کوئی جمنا، کوئی ساہ نوری کتے ہیں

جب عارفاں کی صف میں "شوقی" شعر پڑیا ہے
کوئی خسرو ہلالی، کوئی انوری کتے ہیں

---

۱ ڈورے دار مست ۲ خوش رنگ، سرخ، خوبصورت ۳ زیب دیتا۔ ۴ زلف ۵ بھجنگ، سانپ ۶ زہریلا ۷ کاجل۔ ۸ آنسو۔ ۹ بہائیں۔ ۱۰ سورگ (بہشت) مرتبہ (دنیا) پاتال (دوزخ) مراد کائنات ۱۱ سورج ۱۲ آسمان ۱۳ بہت ۱۴ عشوہ طراز

ابن نشاطی

مثنوی پھول بن ابن نشاطی کا کارنامہ ہے۔ جسے اس نے تقریباً ۳ ماہ کی مسلسل محنت سے ماہ رمضان میں مکمل کیا جس کا ذکر اس نے مثنوی میں کیا ہے۔ یہ مثنوی ہندستان اور پاکستان دونوں ممالک سے شائع ہوئی ہے۔ بہ قول اکبر الدین صدیقی :—

"مجلس اشاعت دکنی مخطوطات نے پہلی دفعہ ۱۹۳۷ء میں پھول بن شائع کی۔ اس کی ترتیب وتدوین پروفیسر عبدالقادر سروری مرحوم نے کی تھی۔ اس وقت مصنف کے حالات بالکل تاریکی میں تھے حتیٰ کہ اس کے نام سے بھی ادبی دنیا لاعلم تھی۔ اس لیے پروفیسر موصوف نے اپنے بسیط مقدمہ میں اس کے دور کے حالات اور اس کی شاعری کے تعلق سے اظہار خیال کیا اور مثنوی میں جو مواد اس کے متعلق ملا اس کو پیش کر دیا۔"

بابائے اردو مولوی عبدالحق کی فرمائش پر شیخ چاند ابن حسین نے انڈیا آفس کے نسخہ کو بنیاد بنا کر کتب خانہ انجمن ترقی اردو کراچی کے نسخوں سے مقابلہ کر کے اپنا نسخہ مدون کیا۔ جس کی اشاعت ۱۹۵۵ء میں پاکستان سے ہوئی اس نسخہ کی اشاعت سے ابن نشاطی اور ان کے والد کا پورا نام سامنے آگیا ہے۔ ابن نشاطی کا پورا نام شیخ المشائخ محمد مظہر ہے اور والد کا شیخ فخر الدین ہے۔ پھول بن ۱۰۶۷ھ میں لکھی گئی۔ تاریخ تصنیف کے تعین کی بنیاد مثنوی کا مندرجہ شعر ہے۔

انھا تاریخ تو لایا یہ گلزار اگیارہ سینکڑوں کم تھے بیس پر چار

بعض نسخوں میں بیس کی جگہ تیس لکھا ہے۔ اگر تیس کو صحیح مان لیا جائے تو تاریخ تصنیف ۱۰۶۶ھ ہوگی۔

تیسری بار یہ مثنوی ترقی اردو بیورو سے ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی۔ اس میں کل ۲۰۲۲، اشعار موجود ہیں۔ یہ انتخاب اسی نسخہ سے لیا گیا ہے۔

ابن نشاطی گولکنڈہ کا شاعر ہے۔ اس کی مثنوی میں گولکنڈہ کی تہذیب و تمدن کی عکاسی ملتی ہے۔

مثنوی پھول بن

صفا دار اُس کے دیکھ ہر یک چمن میں　　رکھیا ہوں ناوں اس کا پھول بن میں
اُتھا تاریخ تو لایا یہ گلزار　　اگیارہ سو کوں کم تھے بیس پر چار
خدا کے پاس منگ ہمت بلندی　　نزاکت سوں کیا میں نقش بندی
لے استاداں کنے تے معذرت منگ　　کریا ویں بولنے کا نظم آہنگ
کہاں کرنے سکت مشکل کشائی　　کروں بارے طبیعت آزمائی

صفت کنچن پٹن کی ہے دھری جو گرد بستی دو
سگل روئے زمیں میں کہیں نہ تھا اس شہر کا ثانی:

جو گوئی ہے باغباں اس پھول بن کا　　چمن لایا ہے یوں تازہ سخن کا
کہتے یک شہر مشرق کے کدن تھا　　کہ اس کا ناوں سوں کنچن پٹن تھا
حصار اس کا تھا دریا کے کنارے　　دسے خندق ہو دریا تس بندبارے
کنچن کا خوب اسے چوگرد تھا کوٹ　　کنچن پورہ کو اس کنچن کی تھی گوٹ
کنچن کے تس اوپر تو پاں زنبورے　　کنچن برجاں پو کنچن کے کنگورے
کنچن کے تھے کنگر، کنچن کی تھی پچ　　کنچن کوں گال باندے تھے کنچن بج
کنچن کے تھے محل، کنچن کی دیوار　　کنچن پر پھر کنچن لیپے تھے ہر ٹھار
کنچن کے تس اوپر توپ ضرب زن　　کنچن کے مغربیاں تھے ہور فلاخن
کنچن کی تھی زمین کنچن کے جھاڑاں　　گھراں کنچن کے کنچن کے کواڑاں
جدھر دیکھے بی کنچن تھا کنچن تھا　　اَسی تے ناوں اُس "کنچن پٹن" تھا
بتے اونچے تھے اس گھر کے دیواراں　　النگ نا سک رہے تھے واں ابھالاں
کدھیں بارا جو چڑھنے اس پو جاوے　　ہوا مانند ادم میں آ چڑنے نہ پاوے

---

۱ دیکھ ۲ نام ۳ کے پاس ۴ وہیں ۵ طاقت ۶ سونے کا شہر ۷ چاروں طرف
۸ پورے ۹ کوئی ۱۰ کہتے ۱۱ طرف ۱۲ نظر آئے ۱۳ اس ۱۴ کنارے ۱۵ باڑا
۱۶ سونا ۱۷ کنارے ۱۸ توپ کی جگہ ۱۹ برج کی جگہ ۲۰ کانچ یا چونے کا فرش ۲۱ پھلانگ ۲۲ آہ و نالے
۲۳ ہوا ۲۴ تھک جاوے۔

گگن کے تل کہیں ایسا شہر نادر … نہیں دیکھے تھے انکھاں کے مسافر
زمیں پر شہر بھی ایسا ہے گر کہیں … کسی کاناں کے جاسوساں سنے نیں
عجب تاثیر تھا واں کی ہوا کا … سدا ہنگام تھا نشو و نما کا
سکھی لکڑی اگر کوئی لاکو گاڑے … وو لکڑی سبز ہو شاخاں کو کاڑے
بکھیرے تو زمیں پر واں کے کانٹے … وو پھٹتے تھے ہو کر پھولاں کے پھانٹے
محلاں میں چتر اگر کئی لکھاوے … چتر حرکت میں وو در حال آوے
وہاں چشمے بجز نکلے تھے زمین تے … مٹھائی میں مٹھے تھے انگیں تے
اگر یک قطرہ کئی اس نیر کا لے … جو آزمانے کے تیں دریا میں ڈالے
تو اس تاثیر نے سمدور کھارا … عجب نیں تھا میٹھا ہوے تو سارا
سدا خوش حال تھے سب لوگ واں کے … تھے خاطر جمع، واں کے ساکناں کے
ولاں کے آہواں سب کے سدا کال … جفا کے تیر سوں تھے فارغ البال
جتا یوے بی عشرت کم نہ تھا واں … اتھا سب کچھ وے یک دکھ نہ تھا واں
عجب کچھ فیض تھا واں آسمانی … بڈے پاتے تھے پھر تازہ جوانی
خوشی کا میگ اچھے جم واں برستا … اتھا اس دھات سوں وو شہر بستا

دیکھو اس شہر کے شہ میں اتھے لنس دن دو خاصیت
یکے آداب اسکندر دگر ادراک لقمانی

اتھا اس شہر کا اک نامور شاہ … سلکھن سلطنت کے برج کا ماہ
شہاں میں جگ کے اس کوں سروری تھی … جگت کے سرواں میں برتری تھی
نہ تھا ثانی او سے روے زمین پر … تھے اس کے حکم میں سب بحر و بر
جو کوئی آوے زمانے کے ستم سوں … سینے سوں لاوے دل کے تا داغ کوں
جو گئی ہو خار آوے شاہ کے گھر … تو گل کے نا دامن ہوئے پر زر

---

1 نیچے 2 کہیں 3 آنکھیں 4 کان کی جمع 5 جاسوس کی جمع 6 سوکھی 7 زمین میں لگائے 8 شاخ کی جمع 9 لگائے 10 نئی شاخیں 11 تصویر 12 کوئی 13 پانی 14 آزمانے 15 نمکین 16 ہر موسم میں 17 دکھ 18 بوڑھے 19 رات 20 اچھے گن والا مبارک 21 لگائے 22 مانند

سٹیا تھا ظلم کا شہ کھود بنیاد — دیوے نت دادخواہاں کا اپے[1] داد
جو کٹی ہاتاں کی بیپیاں کوں پسارے[2] — کرے مطلب کے پر موتیاں دو سارے
لیا سو عدل کا نور آپنے ہات — نہ تھی اس دیس میں کیں ظلم کی بات
چرا لیوے کدھیں[3] جو دھرت[4] میں نیر[5] — دھرت کوں کھود کھاڑے[6] نیر کوں پھیر
جگت تھا باغ، شہ جوں باغباں تھا — ہمیشہ تازہ اس سوں سب جہاں تھا
جو کچھ دھرنا سو سب دھرتا اتقاد و — شہی اس دھات سوں کرتا اتقاد و

بیاں اوس ابر روشن کے ہر اوس درویش عارف کے
دیکھیا سپنے میں شہ اوس کوں محبت دل[7] منے آنی

دیوتن ہارا[8] خبر اس نو انبر[9] کا — کتا[10] ہے بات سورج ہور چندر کا
بلندی سٹ[11]، شرج پکڑیا جو پستی — کیا مغرب کے جا معبد میں بستی
مشعل لے چاند کا دیں بھار آیا — مصلا جگ پو چندنی کا بچھایا
جتے مغرب کی نشانیاں مکھ دکھائے — سو عالم نیند کے سجدے میں آئے
گویاں[12] کے کنج پکڑے سب بندے — ہوئے گوشہ نشیں سارے پرندے
ہوا حاصل جو راحت کا فراغت — بچھانے[13] پر کیا شہ استراحت
لگی سو نیند سوں دو نین کھلنے — لگیاں پلکاں[14] سوں پلکاں کھلنے ملنے
نیں کے دو کنول مکھ موند[15] لیتے — بھنور پتلیاں کے تس میں کونڈ[16] لیتے
سو دیکھا خواب میں درویش کوں ایک — دنیا کے عاقبت اندیش کوں ایک
ہے تن پر پیرہن اجلے چھبیلے، — کمر باندیا ہے یک باریک تیلے[17]
بندیا ہے چھوڑ شملا، سر پہ دستار — عصا پکڑیا ہے یک رنگیں طرح دار
لیا ہے ہاتھ میں اپنا مصلا — ریاضت سوں کیا ہے دل مصفا
اگرچہ لہو سوں تھا سب آنگ خالی — وے سجدے کی تھی اس مکھ پہ لالی
کھڑا ہے آگے یوں دربار انگے وو — شہنشہ کے مبارک دارا نگے دو

---

[1] خود [2] پھیلاوے [3] کہیں [4] دھرتی، زمین [5] پان [6] نکالے [7] میں [8] دینے والا [9] آسمان [10] کہتا [11] پھینک [12] گوی کی جمع [13] بستر [14] لگ کی جمع۔ [15] پلک کی جمع [16] بند کر لیتے [17] اندر بند کر لینا، قید کر لینا۔ [18] تہ بند۔

کھڑے اچھتے ہیں جوں ہر یک کئی آ　　رضا کی انتظاری سات گویا

بیان کردن بلبل پیش پادشاہ

بھلا ہے دکھ مرا کئی تا سنے تو　　اگن کے پھول میرے تاپنے تو
کیسے کوئی درد تو دل میں جو ہے بہ　　زمین ہے سخت ہور اسماں ہے دور
وہی جانے یو دکھ جس پر گھڑیا ہو وے　　ہو کئی رشتہ ہے کے پھاندے میں پڑیا ہو سکے
پچھاڑیاں غم سوں کیوں کھاتا ہے دل　　وہی تو بوجھے گھڑیا ہے جس پو مشکل
نہ کئے جاتا نہ تا ہے کئے میں　　نہ کئے میں فائدا نا چپ رہنے میں
ہر یک تلتل ہو کر جیاتا ہوں پیلا　　پکڑتے بین میں مرا چلتا ہے حیلا
اہوں یوں بات کیا میں جیب پر لیا　　کہے تو بات کس سوں فائدا کیا
بین بلبل کے غم سوں شاہ کر غم　　اہیں کے دو کنول تے گالاں شبنم
کیا اے غم کے بن کے درد کے چھانٹا　　ادنگ پر کام اپنا تو ں ہنکو پا گیا
کہ کربن کھائے نیں ہوتا میٹھا کام　　نہیں پڑتا ہے سچ بے مشورت کام
مرے دھر بول اپنے جیو کی بات　　کہ شاید کام تیرا ہوے منج بات

سنایا شہ اگے بلبل جو کچھ مطلب اتھا اپنا

دیکھیا سو عشق کی شدت ہوا سو روپ طرانی

دلاسا شاہ تے بلبل جو پایا　　زباں مطلب کے باتاں سوں اُچایا
لگیا کہنے اول گذرے سو باتاں　　برہ اس نین سوں کیتا سو گھاتاں

مرا تھا باپ سوداگر ختن کا　　نہ تھا پروا سے کچھ مال و دھن کا

۱ے بھتے ۲ے کوئی ۳ے کوئی ۴ے آگے ۵ے ہیوں ۶ے ہے ۷ے جدائی ۸ے کہا ۹ے کہنے ۱۰ے کہنے ۱۱ے پل پل
۱۲ے بیا ۱۳ے زبان ۱۴ے بکال ۱۵ے آنسو ۱۶ے کیا ۱۷ے دیتا ۱۸ے خبر ۱۹ے مت ۲۰ے ڈال ۲۱ے نہیں۔
۲۲ے پاس ۲۳ے کھولا (اٹھایا) ۲۴ے کرتا

بڑا تھا بھوت سب سوداگراں میں   اتھا مشہور سالم بندراں میں
متاں سوں تھا دو یا کھنڈیاں سو سنا   تھے لاکھاں اشرفیاں کروڑاں سوں ہنا
قماشاں کے جدھر دیکھے بی بستے   رکھے تھے دو کاناں پر دو رستے
ہریک کا لک کے ہریک کے اوپر مول   رکھے تھے سب نمونے کے بدل کھول
حریر و بافتے سالو شری صاف   مشجر، تاختہ، دارائے زربافت
مسلبق، نیلک وسقلات و مخمل   قلم کاریاں ڈھچیتاں ہور ململ
پیمبر وار چھینٹاں ہور سوسیاں   تھے شالاں خوب کشمیری و طوسیاں
یوناں ہو کر بی سودے تھے دریائی   ہے جس میں فایدا دیوڑی سوائی
سینے چلتے تھے کشتیاں ہور کٹرے تھے   دریا گری سوں سک کے گد گڑے تھے
سیتے اس قافلاں کے تھے سکیناں   نہ ڈھو سک تنگ آئے تھے زمیناں
ستم دو دن جو گاڑیا تھا گڑاوا   پڑے تھے بندراں سالم پڑاوا
کدھیں سودا نے کر جاوے عرب کا   کدھیں شیشے کر جاوے حلب کا
کدھیں سودا بجاوے روم سوں شام   کدھیں جاتا بنگالے پر تے آسام
کدھیں واسط سوں جاوے سفرائن   کدھیں جاوے صفاہاں تے مداین
کدھیں تبریز تے شروان جاوے   کدھیں ہمدان سوں کاشان جاوے
کدھیں ارمن سوں جا منزل کرے طوس   کدھیں اترے جو یک منزل اچھے اوس
کدھیں اچھتا مقام اس کا سراندیل   کدھیں شیراز اچھتا ہور اردبیل

---

۱ بہت ۲ سبھی ۳ بندرگاہوں ۴ من کی جمع ۵ پیمانہ۔ ۲۰ من کی ایک کھنڈی۔
۶ سونا ۷ ہن کی جمع ۸ بجائے ۹ دوکان کی جمع ۱۰ راستے ۱۱ لکھ کر ۱۲ قیمت
۱۳ ۔ ۱۴-۱۵-۱۶-۱۷-۱۸-۱۹-۲۰-۲۱ قیمتی کپڑوں کے نام ۲۲ بیل بوٹے والے
کپڑے ۲۳ ایک قسم کا دھاریوں والا کپڑا جس سے عورتیں بہت زیادہ گھیرے والا لہنگا بنا کر پہنتی
ہیں ۲۴ شال کی جمع ۲۵ یہ ۲۶ علاوہ ۲۷ سامان خرید و فروخت ۲۸ دریا کے ۲۹ دیڑھ گنا
۳۰ سوا گنا ۳۱ اتنے (زیادہ) ۳۲ سوکھ۔ خشک ۳۳ نیم پانی۔ نیم مٹی ۳۴ سکونت اختیار کرنے
والے ۳۵ بوجھ اٹھا نہ سکتے ۳۶ بندرگاہ کی جمع ۳۷ پڑاؤ ۳۸ کبھی ۳۹ سے۔

وطن کر چند روزا چھتا ختن میں　　کدھیں ڈکان کھولے جایمن میں
کدھیں شیراز سوں جاتا دما وند　　کدھیں جاتا بخارے سوں سمرقند
کدھیں کابل تے یہ لاہور جاتا　　کدھیں مانڈو کدھیں ماہور جاتا
تجارت کے بہت سودا ت سوں وو　　گیا یک مرتبہ گجرات کوں وہ
اتھا ہیں اس سفر میں اس کے سنگات　　انند ہور ذوق عشرت دن رات
مری اس وقت تھی اوّل جوانی　　لوٹی انپڑی تھی جہ کوں شادمانی
جوانی کے برس سو بیس لگ ہے　　بندے میں حد بڑے تا تیس لگ ہے
کہیں با ضرورت تا چہل سال　　بڑیاں کوں ہے سچ پیلاڑ کا حال
اتھی اس تھار پرناہر کوں بیٹی　　بڑی یک خوب گنگی عابد کوں بیٹی
چتر، چنچل، سرگ، کنتل، سہانی　　نہ اس کوں کوئی تھا صورت میں ثانی
بھواں کوں کیوں کہوں محراب تھے کر　　دو کھاں ہے نور محراباں کے اوپر
چندر آدھا کہوں میں پیشانی　　چندر آدھا نہیں ویسا نورانی
کہوں کیوں اس کے میں پلکاں کوں تیراں　　ہوئے نین کوئی تیراں کے اسیراں
نین کوں نرگساں کہنا ہے ناساز　　چمن کے نرگساں میں کاں ہے وو ناز
نین نرگس گنے کا سو ہے زوری　　کہاں ہے نرگساں میں لال ڈوری
کلی چنپے کی کرنا سک کوں بولیا　　دے تشبیہ میں ناسک کوں بولیا
کہوں رخسار کوں کیوں اس کے لالا　　ہریک لالے کے میانی ہے کالا
ادھر کوں لعل تے کر کیوں کہوں میں　　وو نرمی نازکی کس لال میں نیں
دستی کوں کیوں کہوں اتاردانے　　ہتے اس پر دیوانے موکو دانے
تھڈی کے سنڈ جگ میں سیب کاں ہے　　یو اس میں عشق کا آسیب کاں ہے
کہوں جوبن کوں کیوں میں قبۂ نور　　ہے تجے نور کے اس پر، بلا دور

---

۱ سے ۲ سامان ۳ نی۔ ۴ حاصل ہوئی تھی جسے ۵ نمک ۶ بھوں کی جمع ۷ وہ کہاں
۸ محراب کی جمع ۹ تیر کی جمع ۱۰ نہیں ۱۱ قیدی۔ اسیر کی جمع ۱۲ آنکھ ۱۳ ناک ۱۴ طراوت
۱۵ عقل مند۔ دانا کوں ۱۶ ٹھوڑی ۱۷ آنکھ ۱۸ کہاں۔

تجے پھل گیند نچ آتا ہے امتحان ۔۔۔ کروں گا پھول کے گیند اس پو قربان
کہاں ہے کروداں میں اس کے آثار ۔۔۔ سٹوں میں کروداں کوں اس پہ تے وار
کمر کوں کیوں کہوں میں اس کی شرزا ۔۔۔ کمر کے سامنے شرزا ہے، ہرزا
سرو تھا کیوں کہوں میں اس کے قد کوں ۔۔۔ اپنے ڑنے کاں سکت اس قد کی حد کوں
میں سر تے پاؤں لگ اس موہنی کا ۔۔۔ کہتا ہوں، کیا صفت کر سکوں گا
جو کوئی اس چال کو ہنس کر گیا ہے ۔۔۔ ہنسو گرتس پہ ہنس ہنس گر گیا ہے
ہوش اس دیکھنے کا مج کوں آیا ۔۔۔ تماشے کوں مرا دل سر آچایا
جو یاد آتی اتھی وہ چلبلی منج ۔۔۔ تو ہوتی تھی سینے میں گدگلی منج
پیاری کا پرت پیارا لگیا سو ۔۔۔ پرت کا ٹھنڈ ہور بار الگیا سو
اوّل تھا حال یو آخر ہوا ہور ۔۔۔ پرت کی چوٹ پی مجہ کوں لگی زور
لگے چشمے ہو کر نین ال ابلنے ۔۔۔ لگیا جیوں شمع ہو کر جیو جلنے
کلی نمنے ہوا دل تنگ ناشاد ۔۔۔ ہوا ٹکڑے گریباں پھول کے ناد
دھوئیں آہاں کے ہو سر پر بادل چھائے ۔۔۔ گرم بھاپاں سوں ہوتاں پو پھلے آئے
ضعیف ایسا ہوا اس درد سوں میں ۔۔۔ اجل منج پیرہن میں ڈھونڈ سکے نیں
جو اس کوں دیکھنے کا منجہ ہوا ذوق ۔۔۔ جو آیا دل منے میرے ابل شوق
ہر یک نس جاؤں اس دلہن کی گلی کوں ۔۔۔ ہلو چھپ کر دیکھوں اس اچپلی کوں
سینے میں دم کوں اپنے سانڈ لے کر ۔۔۔ کمر کوں اپنی دامن باندھ لے کر
نہ دیکھے کوئی تیوں آہستہ ڈگ ڈگ ۔۔۔ چلوں اس کاندھ تھے اس کاندھ کوں لگ
یکیلا اوس گلی میں گئی نہ دوجا ۔۔۔ چلوں میں چاندنی کی دھوپ میں جا
کرادس چندر بدن کے گھر طرف موں ۔۔۔ ہر یک نس نین کے تارے بکھیروں
ہر یک شب غم سوں دو لہ جو اچھے جاں ۔۔۔ دھوئیں سوں آہ کے باندوں کھلاواں

کہنے ـ گیند کا پھول ـ قیاس، گمان ـ مجھ ـ کروڑوں ـ کو ـ جس طرح تھا ـ کہا ـ اس ـ آرزو، خواہش ـ اٹھایا ـ چنچل ـ ہوا ـ آنکھیں ـ مانند ـ طرح ـ مانند ـ آہ کا دھواں ـ بادل ـ بھاپ ـ ہونٹ ـ آبلے ـ دن ـ محبوب ـ آہستہ ـ روک کر ـ باندھ ـ دیوار ـ وائرے۔

کروں ہر شب نیں سوں تب پاشی ۔ اساسناں سوں کروں ہر دم فراشی
اِکیک دن کے پچھے امید کا سو ۔ مرے بختاں کے نِشاں کوں دیا نور
نصیباں منج سوں جو آخر ہوے یار ۔ مرے طالع کرایا سور گ بار
یکایک جھانک کر دیکھی مجھے نار ۔ مرے ہور اس کے دو دیدے ہوے چار
نظر کا باز اڑیا سو اب نہ رک سک ۔ ہوا میں حسن کی اس کے رہا تھک
گیا سو دشت کا آ ہو نکل کر ۔ پڑیا اس مکھ کے گلشن میں پھسل کر
اسے دیکھ عشق سوں میرا اجھلیا دل ۔ ہمن دونو کے دل رہے ئیک ہو مل
ہوی سو مہرباں آخر پری زاد ۔ کروں جیوں یاد میں دو بی کرے یاد
کدھیں میں سر سوں چلتا جاؤں اس لگ ۔ کدھیں دو بی رکھے مجھ نین پر پگ
کدھیں میں اس کے جاتا تھا قدم کن ۔ کدھیں میرا کرے گھر دو بی روشن
کدھیں انپڑاؤں میں اس گھر لجا کر ۔ کدھیں انپڑاوے دو بی منج گھر آ کر
کدھیں اس دھات سوں نس سب گذرتے ۔ کدھیں جا لڑ رہتے لوگاں کے ڈرتے
کدھیں کئی نا سنے تیوں بات کرتے ۔ ہو باتاں اشارت سات کرتے
کدھیں دیکھ مسکیاں میں دونوں آتے ۔ یکس کوں ایک نظراں میں چراتے
کدھیں دیکھیں یکس کا ایک دیدار ۔ پسار آنکھیاں پلک کوں نا پلک مار
بہر حال اس سند سوں مل ہمیں دو ۔ محبت سوں رہے تھے ایک دل ہو
یکایک یو خبر زاہد کوں انپڑا ۔ ہلوں اس کے دیکھ جا چاڑی کوی کھاے
تہیں کہ خوب چاڑی کا ہے چالا ۔ ہے چاڑی خور کا موں جگ میں کالا
نہیں آتی ہے چاڑی خوش خدا کوں ۔ نہیں بھاتی ہے چاڑی مصطفیٰ کوں
نہیں چاڑی چلی کس تے بھوے ۔ ارنگاں کوی نیں چاڑی پو چھوے
لگیا زاہد خبر سن تلملانے ۔ اپس میں آپ چاڑیاں غم سوں کھانے

۱ـ آہ ۲ـ بعد ۳ـ سورج ۴ـ بخت قسمت ۵ـ آنکھ ۶ـ بہل گیا ۷ـ ہم ۸ـ کبھی ۹ـ تک ۱۰ـ پاؤں
۱۱ـ پاس ۱۲ـ پہنچاؤں ۱۳ـ دن ۱۴ـ لوگ کی ۱۵ـ کو ۱۶ـ [illegible] ۱۷ـ آہستہ ۱۸ـ بات کی ۱۹ـ مسکراتے ۲۰ـ نظر کی ۲۱ـ جمع ۲۲ـ پھاڑ
۲۳ـ آنکھیں ۲۴ـ [illegible] ۲۵ـ ادھر ۲۶ـ چغلی

حیا پر کا اڑیا، کہ سن کو سرپوش — ہوے اس ہوش کے طبقاں فراموش
لکیا ہے سو اپڑتا ہے و لیکن — اہٹا نیں جیو دوسرے بور سپنے سن
پڑیا سورت رم کا گوہر نکل کر — دریا غیرت ہکرا آیا اُبل کر
پھے دیکھ آبرو جگ میں نصیباں — اچھائے آبرو کی آگ جیباں
پھیں جیوتے پیارا ہے شرم — خدا سب کا دکھن ہارا ہے شرم
ہوا سب خلق کی کثرت سوں تنہا — لوڈھا حجرے میں خلوت سوں تنہا
کھڑیا یک پاؤں پر ہو سرو کے دھات — پسارا اپنے دو ہت جیوں دلگ کے پات
لگیا صورت ہماری ہونے تبدیل — لگیا صورت ہماری ہونے تبدیل
تھے رحمت کے کھلے اس دن کواڑ اں — کھلے تھے فیض کے اس چھن کواڑ اں
دعا جیوں تیر ہو، اس کی، سحر کی — سپر نیں سات ابر کے گذر گئی
اجابت کے نشانے پر لگی سو — قبولیت کے شانے پر لگی سو
ہوا میں پالکی کسوت سوں بلبل — ہوئی زاہد کی بیٹی صورت گل
رہی بنے توتے کنج میں درد ناکی — گئی نیں توتے اس کی سینہ چاکی
سو ہے کنج میں توتے سنبل کے تن تاب — دو نرگس کے نین ہے توتے بے خواب
دعا سوں ختم بلبل بات کوں کر — کہیا یوں مختصر اس دھات کوں کر

کہوں کیا میں تجے معلوم ہے سب
مرے سو بخت ہور تیری نظر اب

(* tau-te = توتے)

---

۱ طبق کی جمع ۲ من روتے ۳ اور جا بغیر نہیں رہ سکتا ۴ اٹھائے ۵ ابھر کھانے ۶ کھڑا ۷ چھپ گیا ۸ مانند
۹ پھیلایا ۱۰ ہاتھ ۱۱ کنول ۱۲ پتے ۱۳ گھڑی ۱۴ آسمان ۱۵ ( ) ۱۶ تہ سے

رستمی

کمال خاں رستمی بیجاپوری نے دکنی زبان میں ایک رزمیہ مثنوی تصنیف کی تھی جو حقیقت میں فارسی شاعر ابن حسام کی فارسی مثنوی "خاور نامہ" (۸۳۰ھ) کا منظوم ترجمہ ہے جسے رستمی نے بیجاپور کے سلطان علی عادل شاہ کی والدہ خدیجہ سلطان شہر بانو کی فرمائش پر دکنی زبان میں تصنیف کیا تھا۔ رستمی کے لفظوں میں دکنی "خاور نامہ" کی تکمیل ۱۰۵۹ھ میں ہوئی تھی جسے شیخ چاند حسین نے مرتب کر کے ۱۹۶۸ء میں ترقی اردو بورڈ کراچی سے شائع کیا۔

نبیؐ کی جو ہجرت تے کیتا خیال — ہزار یک پچاس ہور نو کے تھے سال

~~رستمی کا "خاور نامہ" ۲۴ ہزار اشعار پر مشتمل رزمیہ مثنوی ہے یہ دکنی کی سب سے ضخیم مثنوی مانی جاتی ہے بالخصوص جس کے ہیرو حضرت علیؓ ہیں یہ مثنوی قصہ امیر حمزہ کی داستان سے مماثل~~

ہے۔ رستمی کے متعلق اسی کے کلام اور بیان کے سوا جو "خاور نامہ" میں موجود ہے کسی دوسرے بیرونی ماخذ سے کوئی معلومات نہیں ملتیں۔ رستمی کے بیان کے مطابق اس کے والد اسمٰعیل خاں دبیر عادل شاہی دربار میں دبیری کے عہدے پر فائز تھے اور ان کو شاہی دربار سے خطاط خاں کا خطاب حاصل ہوا تھا اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ رستمی کی تعلیم و تربیت سلیقے سے ہوئی ہوگی۔ چونکہ چھوٹی عمر ہی میں اس کو عربی و فارسی علوم پر کافی عبور حاصل ہو گیا تھا لہٰذا اس نے فارسی میں بھی شعر کہے ہیں۔ فارسی مثنوی "خاور نامہ" کا دکنی زبان میں منظوم ترجمہ کر دینا اس کی قادر الکلامی کا بیّن ثبوت ہے۔ اس مثنوی کے علاوہ رستمی کے قصائد، غزلیات و مرثیے لکھنے کی روایت ملتی ہے۔

"خاور نامہ" کی ابتدا حمد سے ہوتی ہے اس کے بعد خدا کی قدرت کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا گیا۔ بعد ازاں نعت و منقبت ہے۔

"صفت مدینہ" کے تحت جو اشعار ہیں وہ بھی نعت ہی کا حصّہ ہے۔

خاور نامہ کا مخطوط صحیح حالت میں ملتا ہے۔ جو انڈیا آفس لندن میں موجود ہے۔

اس مثنوی کا مرکزی خیال بہ قول ممتاز حسین :-

"خاور نامہ حضرت علی کے جنگی کارناموں کی خیالی داستانیں ہیں جن میں دیوؤں، جادوگروں، آدم خوروں اور مختلف بادشاہوں کا تذکرہ ہے، یہ داستانیں داستان امیر حمزہ کے نمونے پر تصنیف کی گئی ہیں۔ رستمی کا ترجمہ بہت اچھا اور صحیح ہے اس کی زبان سادہ، سلیس اور زود فہم ہے۔ اشعار میں روانی ہے۔ مترجم نے ترجمے کو مشکل الفاظ سے بچایا ہے" (خاور نامہ صا)

اُردو کے رزمیہ سرمایہ ادب میں خاور نامہ کی اہمیت سے کسی کو انکار نہیں، ویسے اس مثنوی میں جو واقعات بیان کیے گئے ہیں وہ بڑی حد تک فرضی ہیں مگر اس مثنوی کے ذریعہ اس دور کی زبان اور ادبی کا تحفظ ہو گیا ہے اور یہ ترجمہ کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی اس مثنوی کے بارے میں متوازن رائے رکھتے ہیں:-

"....یہ تخلیقی اور شاعرانہ عمل مثنوی میں جگہ جگہ ملتا ہے" اور رستمی کے ترجمے کو اُردو ادب کی تاریخ میں ایک اہم مقام دیتا ہے، ترجمہ اتنا اچھا اور زوردار ہے کہ قدیم زبان و بیان کے معیار سے دیکھا جائے تو اصل معلوم ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے رستمی اس دور کا ایک بڑا نام ہے"

(تاریخ ادب اُردو صا۲۷)

مثنوی خاور نامہ

صفتِ مدینہ

جو مکے[2] ضرب روضہ اُس[1] محترم
اد ملکی[3] ہور اس کوں[4] ہے یثرب[5] حرم
صفا مردہ دائم ہے اُس سعی تھی
یو حج عمرہ ہے رسم اُس کا سبھی
دھرے[6] شرح، سرتاج شاہاں تمہیں[7]
سزاوار یٰسین[8] و طٰہٰ تمہیں
فلک ہے سو منڈپ[9] تری قدر کا
زمیں تخت، ہور فرش ہے صدر کا
ترے گھر کا پرواز[10] روح الامیں
کیا اُس اسی کام جاں آفریں
تُو[11] لولاک کے تاج کا تاجدار
تری باس[12] تھے[13] خوش نسیم بہار
ترے شملے[14] تھے باس[15] پاکر[16] شمال
نسیم صبا[16] کوں دیوے گوشمال

---

۱ اس کا ۲ مکے میں نازل ہونے والی آیتیں۔ ۳ اور ۴ کو ۵ مدینہ کا قدیم نام ۶ قایم کرنا ۷ تمھیں کو ۸ قرآن مجید کی دو سورتوں کے نام جو مکہ میں نازل ہوئی تھیں ۹ سہرے کا سایہ ۱۰ پروردہ ۱۱ تو ۱۲ خوشبو ۱۳ سے ۱۴ طرّہ، عمامہ ۱۵ خوشبو ۱۶ صبح ۱۷ کان کھینچنا۔

جو سنبل کوں تج باد[1] برہم کرے
سنبل باد کوں مشک کا دم بھرے
علم نو ترا فتح بُم پر کیا
تجہ اِتنا فتحا جداں[2] سے[3] دِیا
تجھے فتح دشمن پو[4] ہے دِین کا
دعا کر عطا ہے تجہ آمین کا
توں ہے سرو، قامت ترا استقیم[5]
ہمن[6] ہات[7] دامن پو[8] تجہ معتصم
ترے مکہ[9] تے عالم کوں ہے بھی بہار
ترا قد ہے جیوں سرو در لالہ زار
جو گیسو[10] تے[11] تجہ باس[12] ہے مشک ناب
ترا مکہ تو ہے مطلع آفتاب
ترا لب سو چشمہ ہے آب حیات
خضر ہے سو[13] رکھوال[14] اس آب[15] سات[16]
جو اُو[17] بد گہر نے ہُوا بد لگام
کیا لب تے تجہ سنگ[18] کوں لعل فام
پتھر کیوں گہر کے برابر ہووے
پتھر بھی گہر کوں اگرچہ سیوے[19]
اوّل آفرینش میں توں مقتدا
پس انبیا ہے وَلے پیشوا۔

---

1 ہوا۔ 2 بندگوں، جدکی جمع۔ 3 سے۔ 4 پر۔ 5 مستقیم۔ 6 ہمارے۔ 7 ہاتھ۔ 8 پر۔
9 چہرہ 10 بال 11 سے۔ 12 خوشبو۔ 13 اس پے۔ 14 نگہبان۔ رکھوالا 15
آب حیات 16 ساتھ۔ 17 وہ۔ 18 قیمتی پتھر۔ 19 جسم کی حدت دے کر تولید کا عمل پورا
کرنا۔ جیسے پرندے اپنے انڈوں کو سینکنے کے بعد چوزے پیدا کرتے ہیں۔

توں[1] موجود تھا تجھ کہ آدم نہ تھا
توں[2] پیدا ہوا تجھ کہ عالم نہ تھا
توں پیدا اتھا[3] جو کہ کونین[4] نیں[5]
سرا[6] پردۂ قاب و قوسین نیں
یو[7] سب آفرینش ہے تیرا طفیل
توں سرخیل، یو سب ہیں تیرا[8] خیل
توں اپی[9] حیاتی سو[10] میں خاک ہوں
تجے[11] بندہ ہی[12]، جیو[13] بستوں[14] چالاک ہوں
مری ماٹی[15] پو[16] باٹی ہو کر گزر
مُنجے[17] رکھ آپس[18] پا تو[19] کی ماٹی کر[20]
جو نعلین[21] تجھ، تاج کر سر رکھوں
فلک تھے آپس[22] سیں اونچا کروں
اگر لطف کی توں کرے مجھ نظر
تو خورشید تھے بھوت[23] ہوئے مجھ قدر
جو دولت تری بات[24] دکھلائے مجھ
گدا ہوں، و لے شاہی بی[25] آئے مجھ
توں ہے پادشاہ، مجھ گدا کوں نواز
قبول کر توں مجھ بے نوا کا نیاز
عجب نیں[26] ترے لطف تھے، اے کرام
جو عالم اپر[27] لطف تیرا ہے عام

---

۱ جب ۲ تھا ۳ دنیا ۴ نہیں ۵ شاید دوسرا ۶ یہ ۷ تیرے ہی ۸ آپ ہی ۹ اور ۱۰ تیرا ۱۱ بھی ۱۲ دل ۱۳ سے ۱۴ مانی ۱۵ خاک ۱۶ پر ۱۷ مجھے ۱۸ اپنے ۱۹ پاؤں ۲۰ خاک ۲۱ قدم ۲۲ اپنا سر ۲۳ بہت ۲۴ راستہ شریعت ۲۵ بھی ۲۶ عجب نہیں ۲۷ اوپر۔

عقل کوں[1] تو اِس بات زہرہ نیں
نہیں بولتا ہوں جو مجھ بہرہ[2] نیں
ترے لطف سوں[3]، اے نبی خدا
نظر لطف کی کر کر[4] رحمت دِکھا
مُطیعاں[5] کوں تیرے[6] عمل خوب دے
عمل خوب عالم کوں مطلوب دے
بغیر از گنہ[7] مج کوں تو پیشہ[8] نیں
توں بخشا[9] نہار اہے، اندیشہ نیں
توں درگاہ میں اپنی، مجھ بات[10] دے
نظر لطف کی مجھ اُپر[11] توں رکھے
اگر توں قبول[12] لے، غلامی کروں
ترے ناؤں[13] سے نامہ[14] نامی کروں
مرا نامہ نامی یو[15] تجھ ناؤں سوں
بلند ناؤں ہونے سزاوار ہوں
ترے لطف تھے[16] میں اچھوں[17] نام دار
جو دولت ہے تجھ ناؤں کا مجھ مدار
ترے ناؤں کا یاد بس ہے مُنجے[18]
ترا ناؤں سو ہم[19] نفس ہے مُنجے

---

۱ کو ۲ علم ۳ سے ۴ کر کے ۵ مطیع کی جمع ۶ اپنے ۷ گناہ ۸ کام ۹ معاف کروانے والا ۱۰ راستہ، جگہ ۱۱ اوپر ۱۲ قبول کرے ۱۳ نام ۱۴ ناموری والا ۱۵ یہ ۱۶ سے ۱۷ ہو جاؤں ۱۸ مجھے ۱۹ ہر وقت کا ساتھی۔

آغازِ داستان

جوں خاور زمیں سب مسخر کیا • لگے دل تیوں اس کوں تمام جا لیا
اُٹھیا ایک او ماہ لشکر سنگات • آسودہ کیا لشکر اور اپنی ذات
دِکھیا رات روشن دِلی سوں بہ خواب • جو روشن ہوا مشعلِ آفتاب
پیمبر آئے آشکارا وہاں • تبسم کیے آکر دیکھے عیاں
اُنو بولے: "اے دیدیاں کی روشنی • دِوا دِل کا، ہور نورِ چشمِ منی
جو جاتا ہے تو قہر ماں کوں بہ جنگ • توں جا بیگ ہور نا کر اس میں درنگ
گزر جاگا لشکر جوں از آبِ شور • وہاں تھے گزر کر بہ کوہِ بلور
سلیماں مرے تائیں کچھ یادگار • رکھے ہیں لیجا کر دراں کوہسار
توں اس تحفہ کوں لیجا کر دینا بہ ہمن • مجھے خوش ہوگا دِل میرا اور انجمن"
ہوا جوں کہ ہشیار حیدر ز خواب • اُنے چھڑکیا دیدیاں تھے مکھ پر کی آب
دُوجے دن انجِت جوں کہ دِکھلایا چہرا • دنیا کیتا روشن اُسی سوں سپہر
دِیا پانچ تھے جوں کہ یاقوت زرد • دِیا زر کا پانی آسمنے لاجورد

۱۔ لگے ۲۔ ویسے ہی ۳۔ کو ۴۔ تھا ۵۔ وہ ۶۔ ہمراہ ۷۔ آسودہ ۸۔ دیکھا ۹۔ دلِ روشن ۱۰۔ سے
۱۱۔ وہ ۱۲۔ دیدہ بمعنی آنکھ کی جمع ۱۳۔ دیا، چراغ ۱۴۔ اور ۱۵۔ آنکھ کی پتلی ۱۶۔ جلدی
۱۷۔ جائے گا ۱۸۔ لیے ۱۹۔ لے جاکر ۲۰۔ اندر ۲۱۔ لا ۲۲۔ مجھ سے ۲۳۔ اس نے ۲۴۔ چھڑکا
۲۵۔ سے ۲۶۔ چہرہ کا کھو گئے بھی ۲۸۔ تلفظ = دُجے بمعنی دوسرے ۲۹۔ جو جیتا نہ جاسکے، ناقابلِ تسخیر، سورج
۳۰۔ چہرہ ۳۱۔ کیا ۳۲۔ قیمتی پتھر ۳۳۔ آبِ زر

سنواریا اُسی وقت حیدر سپاہ ۔ او آہن کی پیٹا قبا اور کلاہ
او گرداں سوں بولیا کہ ہے آج کار ۔ اگر یں دیکھیں کرتا ہے کیا روزگار
لکھایا ہوں میں قہرماں کوں سپاہ ۔ اسی جاگے کرتا ہوں دُنبال شاہ
تمام قہرماں کوں بی بستہ لیاؤں گا ۔ بد اندیش بکوں جگرا دکھلاؤں گا
اسی وقت او سعدیل کوں کہیا ۔ بد اندیش اس شہار توں یں رہیا
توں آسودہ اچھ اندریں بوم و بر ۔ زمانہ کیا لیاتا ہے دیکھوں بسر
اگر آئگا دشمن بی کچھ جنگ سوں ۔ تو کھولوں گا اس کے اُپر جنگ کوں
نگہ راکھ توں شیر از بدگماں ۔ جو میں جاکر آتا ہوں از قہر ملک
سپہ کوں جو لیایا تھا او از عرب ۔ دیا ان کوں سالار عالی نصب
ولایت اُنے سعد کوں سب دیا ۔ وہاں تھے سپہ لے کر اپی چلیا
سنواریا او کشتی پچوں چشم خروس ۔ او کشتی کے اُپرال باندیا بی کوس
وہاں تھے جدا کا لیا ناتوان ۔ چلیا پانی میں چھوڑ کر تھا توان
اچلایا جوں کشتی او آب اندروں ۔ گیا کشتی میں جوں کہ اوا زبروں
نگہبان کشتی کا دیکھ کر گزندا ۔ کھینچیا بادباں ایک اوپر بلند
دماے کے ڈر تھے وہ آواز زنگ ۔ ڈرے پانی میں نالہ کیتے نہنگ
چلی رات دن یو کشتی بی تیز ۔ او دس دن کوں اُپڑی بر سیتیر
جو دسویں کو بادِ مخالف اُٹھیا ۔ واں کشتی کوں ڈبنے کا ڈرا گلیا

---

۱ پہنلسی ۲ لوہ پہنتا ۳ بولا ۴ سے جاتا ۵ جگہ ۶ بھی ۷ ہاتھ ۸ کہا ۹ جگہ ۱۰ نہیں ۱۱ رہا ۱۲ وہ ۱۳ لاتا ہے ۱۴ دکھلانا ہے ۱۵ آئے گا ۱۶ بھی ۱۷ جنگ کی نیت سے ۱۸ چلا ۱۹ اوپر ۲۰ ولایت ۲۱ نصب ۲۲ اس نے ۲۳ اوپر ۲۴ باندھا ۲۵ نام ۲۶ چلا ۲۷ مقام ۲۸ تلفظ ہ کھینچیا ۲۹ کیے ۳۰ یوں ہی ۳۱ پہنچی ۳۲ دسویں دن ۳۳ ڈوبنے۔

اٹھیا یوں ہی وال موج بر زد ے آب / جو ڈوبنے کوں کشتی ہوئی وال شتاب
وال باٹ چھوڑ کشتی چلی ہے کدھر / لکے غم تھے خوں نامداراں جگر
تمام دریا کے مونہہ پر سب موج تھا / ہر یک موج دریا کا بر اوج تھا
وال پانی کا نعرہ ہور آواز باد / تو لرزاں تمام دریا میانے نہاد
نگہبان لنگر کوں چھوڑیا در آب / جو ہونے لگی غرق کشتی در آب
طناب اس لنگر کی بی ٹکڑے ہوئی / پانی میانے کشتی تو چھکڑے کئی
ہوا کشتی میں اُس وقت یک خروش / نہ دل نامداراں کوں اپڑیا نہ ہوش
نگہبان کشتی کا سدیا بی زار / اُنے کھایا اپنے اُپر زینہار
قضا جوں تلیں آیا انچہ چیر / نہیں ہے بغیر از رضا دست گیر
نہیں آرام تھا کشتی کوں باد تھی / اسی وضع سوں او ڈونگر کوں لگی
ماری باد کشتی کوں ڈونگر پر سخت / ہوئی کشتی اُس ٹھار پر لخت لخت
ڈبیا درمیانی او سارا سپاہ / خبر کشتی کی ہوئی زماہی تا ماہ
ڈبی کشتی او جا کر دررو دبار / اُپر آئے نہیں حس تھے یک ہو کناد
الاوڈ ہوا دیکھ دریا بے تاب / نر ہوئی عمر کی کشتی تو غرق آب
کھینچیا بادبان کوں اُنے تا بہ اوج / ڈریا نہیں او از جنبش باد و موج
لگی کرتا ہے دریا کے میانے ورنگ / او غرقاب تھے کشتی بی آئی تنگ
کھیا رہنا اس ٹھار کار بدست / جو یو تنگ کشتی نہ جائے شکست
ابوالمعین ہور حیدر ناؤ / اٹھے دریا کے مونہہ اُپر او سپر

---

۱ اٹھا ۲ یوں ہی ۳ ڈوبنے ۴ راستہ ۵ کدھر ۶ ... ۷ منہ، سطح
۸ ... لگی ۹ ... ۱۰ بھی ۱۱ درمیان میں ۱۲ پہنچا ۱۳ اس نے
۱۴ اوپر ۱۵ نیچے ۱۶ نہیں ۱۷ پہاڑ، چٹان ۱۸ مقام ۱۹ ڈوبا ۲۰ وہ ۲۱ فرش تا عرش ۲۲ ...
۲۳ بےتاب ۲۴ کھینچا ۲۵ غلط ۲۶ ڈرے ۲۷ آ ۲۸ کیوں ۲۹ درمیان ۳۰ کیا ۳۱ اور ۳۲ پھینکے
۳۳ منہ، سطح ۳۴ اوپر، پر

سپر کوں اُنو کشتی کر کر کئے ۔۔۔ اَپَس جیو تھے سپر دل کوں کئے

سپہ پر جو حیدر دیکھیا ایسا کار ۔۔۔ اِنجھو رویا پلکاں تھے او برکنار

او ارڑایا اس ٹھار با داغ و درد ۔۔۔ رواں کیتا او پھول پر آب زرد

اُنے کھایا یاراں کے جیو پر دریغ ۔۔۔ دیدیاں تھے لہو برسیا جانو کر میغ

سپر ہر طرف جوں بجاتی تھی یاد ۔۔۔ سپہ دار لشکر کوں کرتا تھا یاد

اسی وقت خضر نبی آئے واں ۔۔۔ دریا میں اَپَس موں کو دکھلائے واں

سپر کوں یے ہات میں او دروں ۔۔۔ اُنے کاڑے دریا تھے آکر بروں

دریا تھے اُنو آئے جوں برکنار ۔۔۔ او پوچھے خضر تھے حیدر نامدار

کہ تو کون ہے ملک سو مجھ کہو ۔۔۔ مرے سات آئے بات کہہ کر چلو

اچھے کون اس شہر میں شہریار ۔۔۔ سپہ اس کا دھرتا اچھے کیا شمار

بولے: "اے علی شیر ہے قہرماں ۔۔۔ اتال وقت جھگڑے کا ہے بے گماں

جاباں یاں تے ہے پنج فرسنگ دشت ۔۔۔ جو دریا تھے اس ٹھار کرتا گزشت

دیکھے گا واں یک شہر خرم بہار ۔۔۔ تمام پانی، ہوسنگ سبزہ، ہور مرغزار

جو اس شہر کوں شمنہ کہتے ہیں نام ۔۔۔ بہت جاگے دھرتا ہے آب و گنام

ہوا ہے دہاں خوش بہت دل پزیر ۔۔۔ جوان ہوتا اس جاگے جاتا جو پیر

دلیر ہے، ہنرمند، با آب و جاہ ۔۔۔ لقب دھرتا او شاہ، ناہید شاہ

سپہ دھرتا ہے او بی دو سو ہزار ۔۔۔ او کرتا ہے فیلاں سیتی کارزار

جزیرے اَہیں تین سو بوم و بر ۔۔۔ تمام حکم میں دھرتا ہے تاج ور

بھلا تج کوں اس ٹھار بی یار اچھو ۔۔۔ بری آنکھ تھے تجھ نگہہ دار اچھو"

---

۱ کو ۲ وہ ۳ اپنے ۴ جی ۵ آنسو ۶ پلک کی جمع ۷ سے ۸ وہ ۹ تلفظ۔ اڑیا یعنی بہ آواز بلند آ ۱۰ وہ زاری کرنا ۱۱ جگہ ۱۲ کیا ۱۳ تلفظ۔ دِدیاں، دیدہ کی جمع، آنکھیں ۱۴ میگھ، ابر ۱۵ لے جاتی ۱۶ منہ، شکل ۱۷ ہاتھ ۱۸ نکالے ۱۹ سے ۲۰ تلفظ۔ پچھے ۲۱ یہ ۲۲ مجھے ۲۳ ساتھ ۲۴ یہہ ۲۵ سے ۲۶ رکھتا ۲۷ اب ۲۸ لڑائی ۲۹ جانا ۳۰ تلفظ جا ۳۱ نظر آئے ۳۲ اور ۳۳ گم نام ۳۴ جگہ ۳۵ بھی ۳۶ فیل کی جمع ۳۷ سے ۳۸ تلفظ۔ تم ۳۹ تجھ

سلطان علی عادل شاہ ثانی شاہی

سلطان علی عادل شاہ ثانی متخلص بہ شاہی سلطان محمد عادل شاہ کا بیٹا تھا۔ اس کی ولادت ۱۶ ربیع الثانی ۱۰۴۸ھ بہ مطابق ۲۷ اگست ۱۶۳۸ء جمعہ کے روز ہوئی تھی۔

علی عادل شاہ ثانی اپنے باپ کی وفات کے بعد ۲۶ محرم ۱۰۶۷ھ بہ مطابق ۱۶۵۷ء کو بیجاپور کے تخت پر بیٹھا تھا۔ اس وقت بیجاپور ایک وسیع اور خوشحال مملکت تھی۔ اس ریاست کے مشرق میں خلیج بنگال، مغرب میں بحیرہ عرب شمال میں ریاست حیدر آباد اور جنوب میں بدنور کی ریاست واقع تھی اور ریاست کا سالانہ محاصل سات کروڑ پچاسی لاکھ روپے تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک تاریخی واقعہ ہے کہ اس زمانے میں بیجاپور پر چاروں طرف سے حملے ہو رہے تھے۔ بقول نصرتی:

نچھے ہور بڑے تھے سو سب بدنہاد
اُچائے اُدِ چاروں طرف سے فساد
مخالف تے اکثر منافق ہوئے
موافق بی کئی ناموافق ہوئے۔ (علی نامہ)

تاریخ اس امر کی گواہ ہے کہ مرہٹے اور مغل ریاست بیجاپور کو لگاتار پریشان کرتے رہے اور سلطان علی عادل شاہ کو دس سال تک ان سے برسرِ پیکار رہنا پڑا۔ لیکن اس کے باوجود سلطان نے تعمیر و تخلیق کے

حیرت افزا کارنامے انجام دیے۔ اگر ایک طرف اس نے عالی شان عمارتیں تعمیر کروائیں تو دوسری طرف اس نے اپنی شاعری کا ایک کلیات بھی یادگار کے طور پر چھوڑا ہے۔

شاہی کا کلیات چھ قصیدوں، حضرت بندہ نواز گیسو دراز کی مدح میں ایک مثمن منقبت اور ایک خالص عشقیہ رنگ کے قصیدے، انیس[1] متنوع غزلوں، اکیس گیتوں، تین مثنویوں، شبرات کے چار شعروں اور ایک رباعی پر مشتمل ہے۔ شاہی کا یہ کلیات جسے پروفیسر زینت ساجدہ نے مرتب کر کے ۱۹۶۲ء میں شائع کیا تھا بظاہر ایک چھوٹا سا شعری مجموعہ ہے لیکن موضوعاتی اعتبار سے اس میں جو رنگا رنگی پائی جاتی ہے وہ سلطان محمد قلی قطب شاہ اور نظیر اکبرآبادی کے علاوہ شاید ہی کسی دوسرے اردو شاعر میں موجود ہو۔ کلیات شاہی کے فاضل مرتب نے یہ بھی خیال ظاہر کیا ہے کہ ممکن ہے کہ شاہی کے کلام کا بہت بڑا حصہ ضائع ہو گیا ہو۔ تاہم دستیاب شدہ کلام ہی شاہی کی قادر الکلامی کے ثبوت کے لیے کافی ہے۔ اس کے قصیدے اگر رفعت خیال، علوئے مضمون، جدت ادا، زورِ بیان اور شکوہ لفظی سے مملو ہیں تو اس کی غزلیں اس کی قادر الکلامی، اپج، جدت اور فنی بصیرت کی غمازی کرتی ہیں۔ شاہی کے گیت اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ ایک ماہر گیت کار کے علاوہ ابوالالسان بھی تھا۔ ہندوستان کی مختلف زبانوں اور بولیوں کے الفاظ اس کے روبرو دست بستہ حاضر رہتے تھے۔

مبارز الدین رفعت نے بھی کلیات شاہی کے نام سے شاہی کے دکنی، ہندی اور فارسی کلام کو ۱۹۶۲ء میں سودپر نٹنگ پریس دہلی سے شائع کیا تھا۔ جس میں مقدمہ کے ۹۹ صفحات ہیں اور کلام شاہی ایک تا ۲۱۵ صفحوں پر پھیلا ہوا ہے۔

کوئی آؤ سنو رے میرا حال
پیو کیتا مج سوں جو کوتاہی
میں چک تے نت اٹھا اجو ڈھال
گل پہنی آنسو موتی لال
مج یک یک پل ہے لکھ لکھ سال
کوئی جاؤ کہو مج ساجن سات — میں نیہہ بندی تو کیتا گھات
سب سکھ کے میں اودھان سٹی
اس ویدھن سے گن گیان سٹی
میں تن ابھرن ان پان سٹی
سب سوتن میں میں مان سٹی
ہو تر جک انجن منک پان سٹی
کوئی جاؤ کہو مج ساجن سات — میں نیہہ بندی تو کیتا گھات
سن سہیلی یو دکھ بھاری ہے
پیو سات بچھوہا کاری ہے
یو پیر برہ کی نیاری ہے
دکھ سات لاگی پاری ہے
پیو باج جگ اندھیاری ہے
کوئی جاؤ کہو مج ساجن سات — میں نیہہ بندی تو کیتا گھات
جب دو تن سنگ لگ پیو چلے

---

[1] مجھ [2] خرابی [3] چشم [4] سے [5] ہمیشہ [6] آنسو [7] گلے [8] پہنی [9] اشکِ خونیں [10] لاکھ [11] دستور، طور طریقے [12] پھینک دیے [13] تکلیف دردِ حالی طریقہ سے [14] علم [15] اوصاف [16] لباس۔ زیور [17] کھانا پینا [18] سوتے ہوئے۔
[19] موت [20] اور [21] چشم [22] کجرا کاجل [23] منہ [24] پھوڑا [25] زبردست [26] یہ [27] پیڑ، درد [28] ہجر [29] بغیر [30] اندھیر۔ [31] رقیب [32] ساتھ [33] لگ کر

ہیں سانسوں گھٹ سلگائے نلّے
تَن مجمر ہو، دِل عود جَلے
تب سینے بھر آئے چھلے؛ زخم
پیو ملنے بِن نا ہوئیں بھلے
کوئی جاؤ کہو، مجھ ساجن سات   میں نیہہ بندی تو کیتا گھات
جو برہا داتیا تن بس آج
تب چھوڑ دیئی دو گا ہی کی لاج
دن رات کٹھن ہے لالن باج
دو نین رکھے پیو دیکھن کاج
جو بھینٹوں پیو سوں ہووے راج
کوئی جاؤ کہو مجھ ساجن سات   میں نیہہ بندی توں کیتا گھات
پنتھ پرت میں جے پا گیا ہے
سب رین برہ میں جا گیا ہے
دل اپنا لے داغ گیا ہے
سکھ چھوڑ دے نس بھاگیا ہے
اب شاہی برہے لا گیا ہے
کوئی جاؤ کہو مجھ ساجن سات   میں نیہہ بندی توں کیتا گھات

---

۱ گھٹن ۲ ناڑیاں ۳ مجمل عود دان ۴ بغیر ۵ فراق ۶ دو گا اللہ بندگی ۷ دونوں جہان ۸ محبوب ۹ بغیر ۱۰ کام کے لیے ۱۱ بھینٹ کروں ۱۲ راہ عشق ۱۳ جو کوئی ۱۴ فرقت ۱۵ جاگا ۱۶ داغ دیا ہے ۱۷ اس کا ۱۸ بھاگیہ، قسمت.

غزلیات

تج گال پر نکھ کا نشاں دِستا ہے مج اس دھات کا
روشن شفق میں جگمگے جیوں چاند پہلی رات کا
تج زلف مشکیں دیکھ کر ساںپاں تجے اَن پان سب
تج لب کیری لالی اَنگے لالاں تجے سُدگات کا
ابرو کماناں کھینچ کر مارے پلک کے تیر سوں
زخمی ہوا دل کا ہرن لاگیا نشاں تج ہات کا
مکھڑا سکھی کا عید سا دِستا اَچھّا روپ سوں
تِس کیس پر زر کا اَنچل جھلکا ہے شبرات کا
تیرے بچن شیریں اَنگے شکر دیکھو کھاری لگے
مکھ میں اُوچا کا ڑی لیا، ڈر کر بہیا نابات کا
مد بل پرت کا باند کر شاہی سوں جب بازی کیا
لیتی بھلا من کا ترنگ، رُخ لیا رکھے شہ مات کا

---

[1] تیرے [2] رُخسار [3] ناخن [4] نظر آتا [5] مجھے [6] ڈھنگ، طرح [7] جگمگاتے۔
[8] جیسے [9] تیری [10] سانپ کی جمع [11] تج دیا، چھوڑ دیے [12] کھانا، چبایا [13] کی [14] لاگے، آگے
[15] لار کی جمع [16] ڈال دیے، پھینک دینا، چھوڑ دینا [17] ہوش و حواس [18] کمان کی جمع [19] سے [20] لگا
[21] ہات [22] مکھڑا، چہرہ [23] سکھی، سہیلی [24] نظر آتا [25] عجیب [26] ہے [27] تیرے [28] گیسو، سر کے بال۔
[29] سنہری [30] آنچل [31] جگمگا رہے [32] بات [33] گفتگو [34] آگے [35] ترا، حسین،
[36] منہ [37] ڈال کر [38] تیل [39] دل [40] ہار جیت کی بازی لگا کر کھیلنا [41] پیت، عشق۔
[42] سے [43] شطرنج کا کھیل [44] شطرنج کے ایک مہرے کا نام [45] بادشاہ

کنولے کنول تے نرم تر پیارے ہیں تیرے ہات رنگ
تِس کو سرنگ رنگنے بدل، مہندی کے پکڑے پات رنگ

ہیرے، دشن کی لاج سوں جا کر چھپے ہیں کھان میں
درپن تو میں کہہ نا سکوں، سندر ہے تیرا گات رنگ

مدھکر سوا گر نہہ سوں بیٹھا ہے جوں اَربند سوں مِل
تج مکھ اُوپر اے من موہن، دِستا ہے تج اس دھات رنگ

ایسی سولکھن نار کی، تعریف کر اَپرُوپ میں
دیکھیا نظر بھر یوں کہیا دایم ہے اس کے سات رنگ

دو قافیے دے یک غزل، شاہی بندھیا نو طرز سوں
نادر دو ہر یک بول سُن لگتی میٹھی نا بات رنگ

شاہی کی یہ غزل ذو معنی ہے۔ اس کے ہر قافیہ کے دو دو معنی ہیں اور ہر شعر ایک پہیلی یا بجھارت ہے۔ پہلا شعر شہرت، دوسرا شعر طلا، تیسرا شعر خال، چوتھا خوش اور مقطع مانند کی پہیلی ہے۔ [۱] نیا۔ تازہ، ابھی کھلنے والا [۲] ہے [۳] ہاتھ [۴] جس کو [۵] د مزید، خوش رنگ [۶] بے شمہ تھے [۷] دیکھ [۸] دانت [۹] شرم [۱۰] سے [۱۱] معدنیاتی کان۔ [۱۲] آئینہ [۱۳] جسم کی جلد [۱۴] کرشن جی، [۱۵] بھنورا [۱۶] پیارا [۱۷] سے [۱۸] گوپی، [۱۹] کنول [۲۰] تیرے [۲۱] چہرے [۲۲] دلبر [۲۳] نظر آتا [۲۴] مجھے [۲۵] طرح، [۲۶] ڈھنگ [۲۷] خوش بخت [۲۸] عورت [۲۹] مثال شکل۔ [۳۰] دیکھا [۳۱] کہا [۳۲] ساتھ، قوس قزح کے سات رنگ [۳۳] ذو معنی قوافی [۳۴] باندھا [۳۵] وہ [۳۶] مصرع چہنی۔

۳

پہلیں سکھی کے انگ کے ہیں یوں ارت کہوں
تس کے نین کٹاچھ کوں ساری پرت کہوں

یاقوت کا تلک سو ہے سندر کے مکھ پہ یوں
گویا دیک دپتے ہیں یو چندر کے ہت کہوں

بھاگیرتی سو مانگ ہے سیس پھول برہمن
رت واں جھلک کیا سو ڈ تیرت کی گت کہوں

جب لال کر ادھر کوں سو درپن میں دیکھتیں
درپن میں لال چھاؤں تے سب بھر جڑت کہوں

بیسر کا حلقہ چھب سوں دستے ماہِ نو رمن
تس کے لٹکتے موتی کوں میں پرستپت کہوں

چھاتی پہ کنٹ مال کی صورت کوں خوب دیکھ
دو مال مج پہ دائم ہو، پھر میں صفت کہوں

شاہی کوں پان کے بڑے دیتی موہن نے جب
تس کے کنگن کے گن کوں میں اچرج اوگت کہوں

---

۱ پہلے ۲ دوست ۳ اعضائے جسمانی ۴ ارتھ، شرح ۵ اس ۶ آنکھ ۷ کٹاری ۸ کو ۹ سراپا عشق ۱۰ ٹیکا۔
۱۱ سہائے ۱۲ چہرہ ۱۳ چراغ ۱۴ روشن ۱۵ چاند ۱۶ ہاتھ ۱۷ دریا ۱۸ گنگا ۱۹ سیندور۔ ۲۰ عورت کے سر کا ایک گنبد نما زیور ۲۱ عالم بمعنی شوجی جن کے سر پر گنگا اتری تھی ۲۲ وہ ۲۳ تیرتھ بمعنی مقدس آبی کنارے ۲۴ کیفیت ۲۵ ہونٹ ۲۶ آئینہ ۲۷ دیکھتی ۲۸ سے ۲۹ جڑاؤ لباس ۳۰ ناک میں پہننے کی نتھنی۔
۳۱ لنظر آستا ۳۲ مانند ۳۳ مشتری، خوش بختی کا سیارہ ۳۴ گلے میں پہننے کا زیور، ہار ۳۵ وہ ۳۶ مالا، ہار ۳۷ میرے لیے ۳۸ جال ۳۹ بیڑا، گلوری ۴۰ انوکھا ۴۱ بیان، تشریح۔

۴

سجن ملنے بلاوے جو چلوں گی پاؤں کر سر سوں
پریت لا بیٹھو نے رہتے، نہ پوچھوں گی کدھیں کس سوں

پیا تے دور ہونے میں لڑیا ہے ناگ برہے کا
اسی کا یا دا مرت ہو، نہ مرنا ہے مجھے بس سوں

پڑیا اندکار جگ میں مج پیارے کے بچھڑنے تھیں
نین تل رد زلاگے، یوں مقابل ہور ہیا نس سوں

سہیلیاں کے منانے تیں، نہ ہووے دھرچت میرا
نصیحت اب نہ بھاوے مج، نہ ہووے چین کچ اس سوں

جو کچ ہٹ دل سوں دھو سٹ سب کروں من بھاوتا پیو کا
رہوں گی بیٹھو کی ہو میں پیا کی ات کچ ہے جس سوں

دھنڈورا مار کر شاہی، برہ کے بول بولیا جو
جہاں کے عاشقاں سن تو ہوئے بیہوش سب جس سوں

---

۱ اگر دوست ملنے کے لیے بلائے ۲ سر کے بل جاؤں ۳ پریت کہ ۴ بلا ۵ پیارے ۶ کبھی ۷ چاہیے
۸ برہ، فراق ۹ آبِ حیات ۱۰ زہر ۱۱ ملتا ۱۲ پڑے۔ آہ ۱۳ اندھکار، ظلمت ۱۴ بچھڑے
۱۵ سے ۱۶ آنکھ ۱۷ پتلی کی ۱۸ بند ۱۹ دن ۲۰ رات ۲۱ سمجھانے بجھانے ۲۲ دھیرج، قرار ۲۳ اطمینان
۲۴ موافق ۲۵ مجھے ۲۶ کچھ ۲۷ ہٹ ۲۸ ضد ۲۹ سے ۳۰ دھو ڈالی ۳۱ پسند ۳۲ سیوک کی نا
پسند یا مرنے ۳۳ رکھ، الفت ۳۴ ڈھنڈورا ۳۵ پیٹ ۳۶ درد فراق کا بیان کیا ۳۷ عاشق کی جمع

۵

پیو سات[1] ریج[2] رہنا، "لذت" اسے کہتے ہیں
آپ ریج[3]، پھر رجھانا[4] "صنعت" اسے کہتے ہیں

نج نین کے نگر میں، لاتن[5] وطن کیے[6] جب
تب انجمن کے لوگاں[7]، "خلوت" اسے کہتے ہیں

ہیں چھاؤں[8] ہو پیا سنگ[9]، لاگی[10] رہی ہوں دایم
یک تل[11] جدا نہ ہونا، "وصلت" اسے کہتے ہیں

گل ہور گلاب میانے[12] نفیں[13] کچھ[14] فرق ازل تے
یوں پیو شوق[15] مل رہی ہوں "الفت" اسے کہتے ہیں

ہت[16] جوڑ چت[17] بھلائی، ہیں آپنے پیا[18] کوں
عاقل جہاں کے بولیں "حکمت" اسے کہتے ہیں

---

[1] ساتھ [2] ریجھ، چاہ، پیار [3] خود پیار کرنا [4] پیارے کو اپنی طرف ملتفت کرنا [5] محبوب [6] کیے [7] لوگ کی جمع اہلِ انجمن۔ [8] سایہ [9] ساتھ [10] لگی [11] لمحہ [12] درمیان [13] نہیں [14] کچھ [15] سے [16] ہاتھ [17] (من) خود فراموشن [18] پیارے محبوب۔

۶

سارے جہاں کے پارکھی[1] پرکھوں رتن[2] کیوں کر کہو
یاقوت ہور مرجان میں، کوئے ہے[3] رتن برتر کہو

بولے جہاں کے پارکھی، ہمنا[4] نہ آوے بولنا
تمنا[5] سُہاتا[6] بولنا، اے شاہِ بحرو بر کہو

بولیا ہوں نت[7] میں فکرتے[8] یو[9] دو رتن کا فرق کر
گر کچھ[10] اچھے[11] انصاف تو اس بول کو خوش تر کہو

مرجان میں صافی[12] نہیں، یاقوت میں صافی اچھے
جس ذات میں صافی اچھے، اس ذات کوں برتر کہو

یاقوت ہور مرجان کی شاہی لکھیا ساری غزل
سن کر جگت[13] کے شاعراں[14]، اس شعر کوں افسر کہو

---

۱ جوہری ۲ ہیرا ۳ کون سا ہے ۴ ہم کو ۵ تم کو ۶ اچھا لگتا ہے۔
۷ ہمیشہ ۸ سے ۹ یوں ۱۰ کچھ ۱۱ ہے۔ ۱۲ صفائی ۱۳ دنیا
۱۴ شاعر کی جمع۔

۵

جوگی ہوا ہے جھاڑ، جو لیتا ہے بھبھوتی چھال کی
بیٹھا ہے آسن مار کر، کیتا مُڑھے لے پالتی کی
تِسر پر جٹاں سدپار نیاں ہو پھیل گئے گل تن پہ سب
غنچے کی لے سنگی بجا، دُھوری لگایا لال کی
پُستک بنا پتر کی سب ریکھاں دسے اکھر ہو شُد
دِکھلا دیا ہے بھیک کر پوری جگت کو تال کی
سارے پھلاں سو کان میں مُدرے کیا ہے آپنے
گاڑیا نکھاں کر سب جڑاں لینے خبر پاتال کی
جب جھاڑ کوں جوگی کیا ثابت سگل مضمون تے
تب ہوئی غزل تازی کہ از شاہی مدن بھوپال کی

---

۱ درخت ۲ راکھ ۳ پیڑ کی چھال ۴ مٹی کا مونڈا ۵ پالتی مار کر (بیٹھنا) ۶ سر ۷ بڑے بڑے گنجان بال ۸ بڑے بڑے ریشے ۹ گلے اور جسم ۱۰ طنبورا، اک تارا ۱۱ ڈھول ۱۲ پھول (زہرہ) ۱۳ مقدس کتاب ۱۴ پتوں کی ۱۵ ریکھاں، پتوں کے اوپر بنی ہوئی لکیریں۔ ۱۶ نظر آئیں ۱۷ حروف ۱۸ شُدہ، معتبر ۱۹ دِکھلا ۲۰ جگن ناتھ پوری ۲۱ تالاب، سمندر ۲۲ پھیل کی جمع ۲۳ کانوں میں وزیب تن کیے جانے والے بڑے بڑے آویزے جن کو ہٹ جوگی پہنتے ہیں۔ ۲۴ گاڑا ۲۵ نکھ کی جمع بمعنی ناخن مُراد ترشول جس کو جوگی اپنے پہلوں میں گاڑ کر بیٹھتے ہیں۔ ۲۶ جڑ کی جمع ۲۷ قعرِ زمین ۲۸ سارا ۲۹ سے ۳۰ زمین کا پاتال پار

شاعر نے اس غزل میں پیڑ کو جوگی کے روپ میں پیش کیا ہے۔ (ف۔ب)

۸

جس زلف و گال کے اگیں شام و سحر کِدَر
تِس روپ کے پرکھنے کوں حدِ بشر کِدَر

سُندر پھلک پہ چاند کے ٹیکے کی دیکھ جوت
تارے نیو ار ڈار دے پھرتا چَندَر کِدَر

گلزار سے جو گال کو دیکھیا شرف کے روز
سَٹ دے شفق کوں، اُٹ کے چلیا سُور ہر کِدَر

مُکڑا بنیو ہے پیک میں رنگ لے پَوَل کا سب
اَمرت بھرے اَدَھر اَگے مصری شکر کِدَر

ہَنس چال لے چلی ہے سکھی جب کمان کر
سکھی سکھی کوں سکھی کی نظر کِدَر

---

[1] رخسار۔ زلف و گال کی ترکیب اب متروک ہے [2] آگے [3] کدھر (کہاں) [4] تیرے [5] کو [6] مقدور، انسان، طاقت [7] چاند کی رعایت سے پیشانی کو فلک پھلک کہا ہے [8] سے۔ [9] نور [10] نثار کرنا [11] ڈال [12] چاند [13] جشن نوروز [14] پھینک دے [15] اُٹھ [16] چلا ہے [17] سورج [18] بنا [19] زبان سُرخی [20] مرجان [21] آب حیات [22] ہونٹ [23] آگے [24] ہنس کی چال۔

(۹)

سوتن میں پیتو کا سکوں جب سیج میں اپس کے
بھتو ماں دے بلاوے "عزت" اسے کہتے ہیں

چار و پہر پیا سنگ، کئی بھانت کر مدن کے
سجوگ ہوری ہوں، "عشرت" اسے کہتے ہیں

- لالن کے چاو سخے میں، پوری پرو سے انچھیا
ترلوک میں پٹوانی، "شہرت" اسے کہتے ہیں

روں روں زشن کری ہیں، شاہی کا ناؤں لینے
پھر پھر دو ناؤں لینا "راحت" اسے کہتے ہیں

مرثیہ

دس دن کردن زاری یو ہیں بیچ غم تے رو دیا امام
آتے گن ہوئے انجوان مرے تجہ غم تے رو رویا امام

لکھنا لگیا جب مرثیہ تب مرں قلم کا وا کیا
تو خالیا اپنا ہیا تج غم تے رو رویا امام

عاشور کا سن کر ہر شی کرے ماتم سدا
حیران ہوئے شاہ و گدا تج غم تے رو رویا امام

ترلوک مل یو غم کریں سب عیش کوں برہم کریں
شاہی نین پر غم کریں تج غم تے رو رویا امام

عادل علی شاہ راجناں ملک ملک تم ساجناں
تج دیکھ غم جیوں پھاکناں تج غم تے رو رویا امام

---

۱ سوتے وقت۔ ۲ پیارا۔ ۳ مجھ کو۔ ۴ آرام گاہ، بستر۔ ۵ اپنی۔ ۶ (سنسکرت بہو) بہت۔ ۷ عزت ۸ ساتھ۔ ۹ طرح طرح۔ ۱۰ عشق کا دیوانہ۔ ۱۱ خوش مجھتی ۱۲ تین لوک، تین جہاں ۱۳ ڈھنڈورا پٹوا تی ۱۴ ردم ردم رویں رویں ۱۵ زبان ۱۶ بار بار ۱۷ وہ ۱۸ نام ۱۹ کہتے ۲۰ تیرے ۲۱ خالی کیا ۲۲ دل۔ ۲۳ تین جہاں۔

غروب

(مثنوی)

پنائی ہے ساری آپس کوں رین — اسی تھے کو آئی رین نے موہن
رین کے انبر پر نمایاں دسے — ستے کی سلایاں ہوایاں دسے
چند جوت ٹیکا لگاتے رین — پھٹا خیاں کے تڑ ترے اتارے موہن
فلیاں کے مصنف انجل سات جوڑ — زمیں کوں فلک سوں لگے آگ ہوڑ
زمیں سوں ہوایاں ہنر سوں چلا — گگن کے ستاریاں کوں لیاتے بلا
چکر بان سس پھول نس کے الک — کھڑے آکے خدمت کوں شب کے جھلک
دکھائے گگن کا تماشا نگار — تو پائی ہے نتاہی کا اَت گت پیار

---

۱ پنائی ۲ ساڑھی ۳ اپنے آپ کو ۴ رات ۵ کہلوائی ۶ تلفظ مُہن یعنی شام دلبر ۷ آسمان ۸ شب ۹ نظر آئے ۱۰ سونے ۱۱ پھلجھڑی اور آتش بازی کی ہوائی ۱۲ چاند ۱۳ پٹاخے ۱۴ پٹاخے چھٹنے کی آواز، تڑ تڑ ۱۵ آتشبازی ۱۶ خالق — ۱۷ بنات النعش۔ آسمان کی سات سہیلیاں ۱۸ کو ۱۹ سے ۲۰ آگے زیادہ ۲۱ دوڑ، ۲۲ ہوا کی جمع ۲۳ آسمان ۲۴ ستارے کی جمع ۲۵ لے آئے ۲۶ ایک طرح کی آتش بازی. ۲۷ سرمہ لگانے کا پھول ۲۸ رات ۲۹ زلف ۳۰ بے حد

پہیلی ناریل

رمیاں نے ملائی بھیتر رس
آس پاس بھوت دس

---

۱ درمیان ۲ بالائی ۳ اندر ۴ بے، سخت

دوہے*

تن تہارو چندنا اور مکھ تہارو چاندہ
نین ہمارے چکور جیوں رہے پریت سوں باندہ

من کپالی تو درس کے نینن کچکول لائے
میا کیجے ساجن دالدر نیوار ہوئے جائے

پیا بچھرت من لوک پڑے اور نینن کوں سکھ ناہ
شبھ دن تب ہی ہوئے گو پیا آون مج ٹھاہ

---

* دوہا ہندی شاعری کی ایک مقبول صنف ہے۔ غزل کے شعر کی طرح دوہا بھی موضوعاتی اعتبار سے اپنے آپ میں مکمل ہوتا ہے۔ غزل کے مطلع کی طرح اس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہوتا ہے ہندی عروض (پنگل) کے لحاظ سے دوہے کے ہر ایک مصرعہ کے دو حصے ہوتے ہیں۔ پہلے حصے میں ۱۳ ماترائیں اور دوسرے حصہ میں ۱۱ ماترائیں ہوتی ہیں۔

[1] بدن [2] تمہارا [3] چاندنی [4] تلفظ۔ اُر [5] چہرہ [6] کہ چاند ایسا [7] آنکھ [8] چاند کا عاشق۔ ایک پرندہ [9] پیار [10] سے [11] بندھا ہوا [12] دل [13] بھکاری [14] تیرے [15] دیدار۔ درشن [16] آنکھیں [17] کشکول [18] مہر، عنایت [19] دِلدّر، افلاس [20] تلفظ۔ نِوار بمعنی قربان ہونا [21] پیارا [22] شعلہ [23] تلفظ ار [24] آنکھوں [25] کو [26] نہیں [27] خبر مبارک [28] تب ہی [29] گا [30] آئے۔ [31] میرے [32] گھر۔

شفق

مثنوی

سُونے[1] کی صراحی سُونے کا ہے جام   سُونا گھول پیتی ہے بھر بھر مدام
چندر[2] مکھ سکی[3] کا اَدِھک[4] پیار کا   سُونے کا ہے سیس[5] پھول سُرج[6] سار کا
سُونے کیاں کلیاں کر کرن[7] میں بھرے   سُونے کی زنجیری گلے میں دھرے
سنا[8] ہے سکی کا سُونے سار کا   سُونا ہور[9] موتی گلے ہار کا
سُونے کا زربنا، سُونے کا ہے آنگ   سُونے کا ہے ٹیکا، سُونے کی ہے مانگ
سُودھن[10] جب سنواری ہے پنجن[11] کا نگ[12]   سُونا آسرن[13] لگ دھریا[14] سیس[15] پگ

کرم تج[16] پہ شاہی کا دِستا ہے آج
سُونے کا آنچل[17] اوڈھ[18] کرتی ہے لاج[19]

---

[1] اس مثنوی میں سونے/سونا کا تلفظ سُنے/سنا کیا جائے گا۔ [2] ماہ رُو [3] سکھی، دوست۔ [4] زیادہ [5] سیس پھول۔ سر کا ایک زیور [6] سورج جیسا۔ [7] کی کی جمع [8] کانوں میں پہننے کا زیور [9] کان [10] سینہ [11] اور [12] خوش صورت و خوش سیرت حسینہ۔ محبوبہ۔ سُودھن کا تلفظ "سدھن" کیا جائے گا [13] پازیب [14] نگ [15] شرن، پناہ۔ مراد پاؤں۔ [16] رکھا [17] سر کی پگڑی [18] تجھ [19] آنچل [20] اوڑھ (پردہ) [21] شرم، حیا۔

رُباعی

سب دیس[1] گیا ہے دھن[2] تے[3] لڑتے لڑتے
گھٹ رات گئی ہے پاؤں پڑتے پڑتے
کیا ٹیک[4] مدن[5] کا اونچ[6] لگتا ہے مجھے
رہتے[7] پاؤں، سیڑھی[8] پرت[9] کی چڑھتے[10] چڑھتے

---

[1] دن [2] محبوبہ [3] سے [4] مقام، مرتبہ [5] عشق [6] اونچا [7] پاؤں تھک گئے [8] سیڑھی [9] پیار [10] چڑھتے چڑھتے۔

صنعتی

"قصہ بے نظیر" دبستان بیجاپور کی دکنی زبان میں تخلیق ہونے والی ایک مثنوی ہے۔ اس مثنوی کا خالق "صنعتی" بیجاپور کا باشندہ عادل شاہی خاندان کے چھٹے حکمراں محمد عادل شاہ (۱۰۳۷-۱۰۶۷ھ) کا ہمعصر تھا۔

یہ قصہ مابعدالطبیعاتی ارواح کی باہمی کشاکش اور اہل زمین کی بصارت، بشارت اور جرأت آمیز اعمال کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہے۔ اس تصنیف میں اصل قصے سے پہلے ۹۰ اشعار پر محیط حمد، ۴۶ اشعار پر نعت، حضرت عبدالقادر جیلانیؒ کی منقبت کے ۹۴ شعر، تعریف سخن کے ۵۸ شعر اور شاہ وقت محمد عادل شاہ کی مدح میں ۵۷ اشعار کے علاوہ قصے کی تالیف کے سبب کی وضاحت میں ۳۶ شعر درج ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ دعائیہ اشعار ہیں۔ اس طرح قصے کی ابتدا سے قبل تقریباً ساڑھے پانچ سو شعر ملتے ہیں۔ مثنوی میں کل ۱۶۱۵ اشعار موجود ہیں۔ صنعتی نے پورے قصے کو بارہ فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ لیکن قصے کو مذہبی اہمیت دینے کے خیال سے وہ فصل کے بجائے "مقام" کی اصطلاح استعمال کرتا ہے۔ یہ مقام غالباً بارہ اماموں کی رعایت کے پیش نظر مقرر کئے گئے ہیں۔ ان بارہ مقاموں میں ان مہمات کا بیان ملتا ہے۔ جو قصے کے ہیرو کو درپیش آتی ہیں۔

قصہ بے نظیر کے ہیرو کا نام تمیم انصاری ہے۔ لہٰذا صنعتی کے اس قصے کی شہرت بھی "قصہ تمیم انصاری" کے نام سے ہوئی تھی۔ چونکہ صنعتی کے اس قصے کو بہت مقبولیت حاصل ہو گئی تھی لہٰذا دکن کے کئی شاعروں اور رادیوں نے اس قصے کی بازگوئی کی اور "قصہ تمیم انصاری" کے عنوان کو اپنی تالیفات میں برقرار رکھا۔ لہٰذا صنعتی کی مثنوی کا نام "قصہ بے نظیر" کر دیا گیا۔

"قصہ تمیم انصاری" کے نام سے دستیاب ہونے والی تین تالیفات کا پروفیسر عبدالقادر سروری نے ذکر کیا ہے۔

۱۔ "قصہ تمیم انصاری" (۱۰۹۰ھ)۔ مصنف کا نام عاجز یا کمتر تھا۔ اس تالیف کا ایک مخطوطہ سالار جنگ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔

۲۔ "قصہ تمیم انصاری" مؤلفہ سید محی الدین قادری بن سید شاہ شمس الدین قادری گنگوہی کا مخطوطہ بھی سالار جنگ کے کتب خانہ میں محفوظ ہے۔ یہ تصنیف نثر میں ہے۔

۳۔ "قصہ تمیم انصاری" مؤلفہ غلام رسول غلامی ساکن کھمبایت ہے۔ یہ قصہ منظوم (۱۲۱۸ھ) میں تصنیف کیا گیا تھا۔ جسے حسین مرزا" بک سیلر بمبئی نے شائع کیا۔ اس مطبوعہ قصے کی ایک جلد پروفیسر عبدالقادر سروری کے کتب خانہ میں موجود تھی۔ بقول پروفیسر سروری "غلامی کوئی بڑا شاعر نہیں تھا۔ دونوں قصوں کا عام خاکہ ایک ہی ہے۔ لیکن جزئیات میں دونوں مختلف ہیں۔"[1]

"قصہ بے نظیر" کے مصنف صنعتی کے حالات زندگی پر روشنی نہیں پڑتی۔ کسی تذکرے میں اس کا حال درج نہیں ہے۔ اس کی تصنیف کردہ مثنوی سے بھی صرف اتنا ہی پتہ چلتا ہے کہ اس کا تخلص صنعتی تھا اور اس مثنوی کا سن تصنیف ۱۰۵۵ھ ہے۔

ہزار یک سال پر پنجاہ و پنج
ہوتے تب ہوا پر جواہر یو گنج

صنعتی نے اپنی تخلیق میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ اس میں فارسی اور سنسکرت کے الفاظ زیادہ نہ آنے پائیں۔ اس کے برعکس اپنے عزیزوں کی خواہش کے مطابق اس نے دکنی زبان کی سیپی میں موتی بھر دیے ہیں۔

---

[1] قصہ بے نظیر پروفیسر عبدالقادر سروری، مقدمہ صفحہ ۱۵

اسے فارسی بولنا شوق تھا ۔۔۔ وَلے کئی عزیزاں کوں کوں ذوق تھا
کر دکھنی زباں سوں اسے بولنا ۔۔۔ جو سیپی تے موتی سخن رولنا
رکھیا کم سنسکرت کے آں ئیں بل ۔۔۔ ادِک بولنے تے رکھیا ہوں اَمُول

صنعتی کی ایک اور مثنوی بہ نام گلدستہ دستیاب ہوئی ہے۔ یہ ایک عشقیہ مثنوی ہے۔ ابھی شائع نہیں ہوئی ہے۔

مثنوی قصۂ بے نظیر کی روشنی میں ڈاکٹر جمیل جالبی نے صنعتی کا ادبی مرتبہ یوں متعین کیا ہے: "غرض کہ قصے کی ترتیب، خارجی مناظر اور جذبات و احساسات کی تصویر کشی، حسن ادا اور زور بیان کے اعتبار سے صنعتی کی یہ مثنوی آج سے تقریباً سوا تین سو سال پہلے کے قدیم اردو ادب میں گوہر شب چراغ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور یہ واقعی ایک ایسی یادگار ہے جس کا نام تاریخ ادب میں ہمیشہ زندہ رکھے گی۔ صنعتی کی اس مثنوی کی حیثیت اس پُل کی سی ہے جس پر سے گزر کر قدیم ادبی طرزِ احساس و اسلوب کی نئی روایت کی طرف بڑھنے لگتا ہے۔" (ص ۹۷، ۲۔ تاریخ ادب اردو)

مثنوی قصہ بے نظیر

مقام نہم

معانی کا رضوان لیا تھا بہار لطافت سُوں اس حور کوں یوں سنوار
جو بولے تمیم انصاری سکل مقام نہم اس وضع بے بدل
کہ آیا میں جب اس محلاں تے بھار رکھیا باٹ پر تب قدم استوار
چلیا دک میں رگ دلیس آلودہ میں جنگل پر جنگل کوہ پر کوہ میں
اکیک روز بعد از ہوا تج گزر یکا ئیک یک سبز صحرا اُبھر
دِسیا مجکوں صحرا میں واں یک محل جو تھا خوش بنائی منے بے بدل
کیا جب محل پر نظر سُو بسُو دیکھیا اس پو یک دخترِ خوب رُو
دِسی یوں بلند اس چھجے کے اُپر کہ جوں آسماں پر پُنم کا چندر
اتھی سیس تے نکھ تلک جوں پری وے کاں پری میں یتی دلبری
او دختر مجے دیک اتری تلار مرا ناؤں لے مجکوں بولی پکار
کہ آؤ و تمیم انصاری اِدھر مجے تجکوں یک پوچھنا ہے خبر
کہ او دیو تجکوں لجاتا اتھا ہوس خام دل میں پکایا اتھا
سلیماں کی رک سلطنت پر ہوس لجایا تھا تمنا کوں ہمراہ اپس
سچ بول واں جو لجایا تجے ہُوا کیا اُسے سو خبر دے مجے
جب اس بھانت سُوں یوں پچھی مجے بالا میں دکھیا سو قصہ کہا سب عیاں
سُنی جب سلیمان کے تخت تل دیا جیو اُنے اُس انگوٹی بدل

---

1 مکمل۔ 2 محل کی جمع۔ 3 باہر۔ 4 راستہ 5 دُکھ۔ 6 رکھ ۔ 7 نظر آیا
8 میں۔ 9 پر۔ 10 نظر آئی۔ 11 ماہِ کامل۔ 12 تھی۔ 13 سر۔ 14 ناخن ۔
15 کہاں۔ 16 اتنی۔ 17 وہ۔ 18 دکیھ۔ 19 نیچے۔ 20 وہ۔ 21 لے جاتا تھا۔ 22 رکھ۔ 23 لے گیا
24 تم کو۔ 25 طرح۔ 26 پوچھی 27 مجھ سے۔ 28 نیچے۔ 29 جان۔

ابھی تب کہ کئی بار کئی دھات سوں   منجھ کی تھی میں اُسکوں اس بات سوں
کہ مہتر سلیماں ہیں حق کے رسول   نکو جا مری بات کر توں قبول
مری بات نا سنکو شوخی سنگات   گیا ہور کیا او اپس جیو پو گھات
بزرگاں سوں چلتا جو کئی بے وضا   سو در حال پاتا ہے اپنی سزا
جو کئی آسماں پر اوڑاتا ہے خاک   وہی خاک سر پر ہو بے شک ہلاک
توں حد تے نہ رکھ بہار اپنا قدم   اپس دل کوں سکلا ادب دمبدم
جو کئی اپنے دل سوں خبردار نیں   کسی کے کہے سوں ادب دار نیں
اپس کوں اپی جن سکایا ادب   وہی جگ میں ہے خاص مقبول رب
کہی عجب او دلبر نے باتاں سنوار   کیا اس کو یوں آفریں بے شمار
بزاں اس کوں پوچھیا کہ اے نیک فال   مرا ناؤں توں کیوں پچھانی اتال
لطافت سوں یوں تب کہی مجے جواب   کہ توریت کی میں پڑی ہوں کتاب
کہ دیکھی ہوں توریت میں یو خبر   کہ انسان کا یاں نہ ہوئے گذر
محمدؐ نبی کا مگر ایک یار   جو اس ناؤں اچھے گا تمیم انصار
اسی شخص کا ہوئے گا یاں گذر   نہ کرسے گذر کوئی دسرا بشر
موافق خبر کے پچھانی تجے   اتا ایک تج سوں عرض ہے مجے
کہ توریت ہے حق تعالیٰ کی بات   محمدؐ کی دیکھی ہوں اس میں صفات
محمدؐ نبی سرورِ سروراں   حبیبِ خدا ختمِ پیغمبراں
نبی سب ستارے ہیں او آفتاب   دو عالم کوں ہے ان سوں پر نور تاب
سکل انبیا کے او سرتاج ہے   کہ جس کوں شرف حق تے معراج ہے
محمدؐ کوں ہے سب نبیاں پر شرف   اس امت کوں سب امتاں پر شرف
میں آنے جو منگتی ہوں اس دین میں   کہ جل پر نہیں بات تج ین میں

---

۱ کئی۔ ۲ طرح ۳ بر وزن منا۔ ۴ کوئی۔ ۵ وضع۔ ۶ اڑاتا۔ ۷ رکھ۔ ۸ باہر۔
۹ سکھلا۔ ۱۰ کوئی۔ ۱۱ نہیں۔ ۱۲ آپ۔ ۱۳ سکھایا۔ ۱۴ پر۔ ۱۵ تلفظ پچھیا یعنی پوچھا۔
۱۶ پہچانا۔ ۱۷ نہ کرسکے ۱۸ دوسرا۔ ۱۹ اتنی ہی ایک ۲۰ سارے۔ ۲۱ نبی کی جمع۔ ۲۲ پانی۔ ۲۳ مچھلی

کر کلمۂ شہادت سکھاؤ مجے
سو اس دین کی رہ دکھاؤ مجے

سعادت سے منے راست پایا اسے
پر کلمۂ شہادت سکھایا اسے

جب اُس دل میں روشن ہوا نو چراغ
دل اس کا خوشی سوں ہوا باغ باغ

پڑاں اس کو بولیا کہ اے سیم بر
توں یاں آئی ہے کیوں سوجھ دے خبر

کہی میں ہوں یک دخترِ بادشاہ
کہ تھا صاحبِ تخت و تاج و کلاہ

جسے خیل لشکر اتھا بے شمار
اتھے حکم تل اس کے کئی شہریار

مری ماں اتھی بھوت صاحبِ جمال
نہ تھی حسن میں کوئی اس کی مثال

مری ماں کے میں پیٹ میں جب اتھی
جو یو دیو پُر فتنہ و لعنتی

ہُوا عاشق اس کا جو دیکھیا جمال
اُڑا کر اسے لیا رکھیا یاں سنبھال

سو میں پانچ چھی بھوں اے نیک ذات
مری ماں کتیک دیس کو ہوی وفات

دکھیا مجے کوں او دیو جیوتے جتن
سو پالیا اُنے مجے کوں دختر منن

بچھے دیو یاں کے جو تیز و چپل
دیا سب کوں کر زیر مجے حکم تل

بزاں سب یو قصہ مجے بول کر
چلی لیکو مجے اس محل کے اُپر

رکھی مجے کتیک روز او نیک نام
سو مہماں نوازی بجا لیا تمام

ہُوا مست اُس پیار کے جام سوں
رہیا واں کتیک روز آرام سوں

کتیک دن ہوے بعد آداں ایک روز
کہا اس کوں اے دخترِ دل فروز

خبر لے آنا بیچ مرے حال تے
کہ چھوڑیا ہوں گھر دار کئی سال تے

دکھی بات چلتا ہوں میں قصد کر
نہ پایا ہوں میرے وطن کی خبر

مرا دل اَدک غم سوں پامال ہے
یک یک روز مجے پر کتیک سال ہے

سُنی جب مرے حال کی یو خبر
انجھو بیگ برسائی مجے حال پر

کہی تب دلاسے سوں خوشحال اچ
نکو توں یا غم سوں پامال اچ

---

۱ سکھاؤ ۲ میں ۳ سکھایا ۴ نیچے ۵ بہت ۶ اچھا ۷ لاکر ۸ یہاں بھی ۹ پیدا ہوئی ۱۰ کتنے ہی دن ۱۱ چلنے ۱۲ سے کر ۱۳ کتنے ہی ۱۴ تلفظ کنک بھی کہتے ہیں ۱۵ کچھ ۱۶ جلدی ۱۷ راستہ ۱۸ لیے ۱۹ زیادہ ۲۰ تلفظ اک اک ۲۱ آنسو ۲۲ جلد بلل ۲۳ رہ

ترے گھر کوں دو سو برس کی ہے باٹ   توں بے غم ہو اب دل نکو کر اُچاٹ
کہ ایسے ہیں دیواں مرے بل تمنے 60   ہو اُنپڑا ایں تجے گھر کوں یک پل منے
یہی دور سُن باٹ بے اختیار   مرا حال غم سُوں ہوا زار زار
سو فی الحال مجے حال یو دیک کر   کری حاضر یک دیو چالاک تر
کری اس کوں تاکید تب بے حساب   کر اُنپڑا مدینہ کوں انگولا شتاب
نکو کر توں اس بات میں کچ درنگ   شتابی سُوں جا جیوں پرندہ ترنگ
کہا دیو او باٹ بی دور ہے   پون جاں شتابی سُوں معذور ہے
سو ہفتے میں یک واں تلک جاؤں گا   الو کوں سو اُنپڑا کو پھر آؤں گا
بڑاں لطف ہور پیار سُوں او نگار   کری مج کوں اس دیو اوپر سوار
مجے لے اُڑیا واتے او بد خصال   ہوا میں جو یک تند بادے مثال
سو گئی دور لگ جاکو او بد گہر   کیا قصد میری ہلاکی اوپر
مج انگشت میں تھی او انگشتری ہ   دعا مجے سکھائی تھی او پیر پری
یو دو چیز کام آئے اس وقت پر   تو او دیو نیں دے سکیا مجے ضرر
وہ لے چلیا اس دریا کے رخنا   کر جاں جہاز پھٹ کر ڈبے بھوت تن
مجے ایک تختے پو پروردگار   نکالیا اتھا اس سمندر تے بہار
رہیا آ کو آخر اسی کوہ پر   اکر کشتی پھٹی تھی جسے بیٹھ کر
سو اس کوہ دریا کوں میں دیک شب   کہا دل میں یارب بتا ملک سب
پھر اکر قضا مج کوں لیائی ہے یاں   لکھیا کچ مرا مجے نہ دستا عیاں
سو القصہ اس غم سُوں ہو زار ناک   کہا اس نکو کر توں مجے کوں ہلاک
مرے گھر کوں لے چل مجے یک زنگ   توں اس کوہ پر کے کیا ہے درنگ
یو سُن مکر سُوں یوں دیا مجے جواب   کر سکتا ہوں میں یاں تے جانے شتاب

---

۱ دیو کی جمع۔ ۲ زور میں۔ ۳ تلفظ بای بمعنی اتی۔ ۴ دیکھ۔ ۵ پہنچا۔ ۶ کچھ۔ ۷ دیر۔ ۸ جلدی۔ ۹ بھی۔ ۱۰ تھا۔ ۱۱ ہوا۔ ۱۲ جاکر۔ ۱۳ سکھائی۔ ۱۴ جہاز۔ ۱۵ باہر۔ ۱۶ رہا۔ ۱۷ کر۔ ۱۸ دیکھ۔ ۱۹ آنا۔ ۲۰ بلا اور فریب۔

اُنے یک قوی سخت دیو عظیم سو اُس کوہ کے سیس[1] پر ہے مقیم
مجے ہور تجے دیکھ[2] او ہولناک مجے ہور تجے مِل کریگا ہلاک
دوجی[3] بات بھی نیں جو اس بات جاؤں بڑی فکر ہے یاں تے کیوں بات پاؤں
یو سُن بات پوچھیا اسے میں شتاب جو کرنا اتا کیا سو دے مجے جواب
کہا ہے انگوٹی[4] تجے انگشت میں سو دے ایک ساعت مرے مُشت میں
جو تا اُس انگوٹی کوں ہت[5] لے مگر کروں گا میں اس دیو پر تے گذر
ترے گھر کوں اپڑاؤں گا تج سنبھال نہ کر فکر دے کڈ[6] انگوٹی اُتال
مرے گھر کوں جانے کی اُمید دھر دیا او انگوٹی اسے کاڑ[8] کر
انگوٹی چڑی[7] دیو کے ہات جب دغا دیکھ[9] مجے کوں گیا چھوڑ تب
لگی بید اول تے مجے تھر تھری جو کھویا عنایت کی انگشتری
تاسف سوں چابیا اپس ہات میں کر اپنی دغا سوں ہوا مات میں
اسی بھانت سوں مے پشیماں ہوا ولے تب نہ تھا اس درد کوں دوا
چلیا چار و ناچار دل سخت تر جو اپڑیا میں اس کوہ کی سیس[10] پر
دسیا مجے کوں اُس کوہ پر ناگہاں عجب تخت یک سور[11] سا زو فشاں
جو بیٹھا اتھا اس تخت کے اُپر سو یک دیو بد شکل ناپاک تر
مکھ[12] اس کا سیاہی نمن تھا سیاہ او قوت میں تنہا اتھا یک سپاہ
جسے دست جوں شاخ یا بیخ سخت تنادر اتھا جوں تناور درخت
اتھی سونڈ اسکوں ہتھی[13] کے نمن ہتی جس اگے[14] تھا بتی[15] کے نمن
شتابی سوں دوڑیا مجے دیکھ[16] کر کیا قصد میری ہلاکی اوپر
غضب سوں پکڑ مجے کوں او ناپکار بسٹیاواں[17] تے بھر کا ڈونگر تلار[18]
پڑیا میں دعا پیر ہری کی تب سلامت رکھیا حق نے مجے اس سبب

---

[1] چوٹی۔ [2] دیکھ۔ [3] دوسری۔ [4] انگوٹھی۔ [5] ہاتھ۔ [6] نکال۔ [7] چڑھی۔ [8] دے کر
[9] چھپایا۔ [10] چوٹی۔ [11] سورج کی طرح۔ [12] مکھ۔ [13] ہاتھی۔ [14] آگے۔ [15] روئی کی بتی۔ [16] دیکھ
[17] پھینکا [18] نیچے۔

بلندی میں لدکوہ تھا جوں اکاس[1]   پڑے پر نہ جیو[2] رہے نہ ہڈی نہ ماس[3]

ولیکن خدا تھا نگہبان سجے   دیا اس برکت سوں جیو دان مجے

بزاں مجکو کوئی وقت کوں میں ہشیار   کیا واں تے تنہا سفر اختیار

سوکئی منزلاں لگ[4] نہ تھا مجکوں قوت   بجز ذکرِ حَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْت

بڑے[5] بھاگ حق جس کوں ساقی اچھے   نہیں ڈر جسے یو سنگاتی[6] اچھے

اِتا ساقی اس رُوح کوں دے پرساں[7]   اس آخر زمانے کے فتنیاں[8] کوں بانی

جو تا اسکی مستی سوں میں سانڈ[9] کر 107   بسٹوں[10] غم کے دجال کوں باندکر[11]

---

[1] آکاش۔ [2] جان۔ [3] گوشت۔ [4] ہوکر۔ [5] تک۔ [6] اچھی قسمت۔ [7] سکون [8] فتنہ کی جمع [9] روندکر۔ [10] پھینکوں [11] باندھ کر۔

ھاشمی

ہاشمی علی عادل شاہ ثانی ۱۰۶۷ تا ۱۰۸۳ کے عہد کا مشہور شاعر گزرا ہے۔ پورا نام سید میراں ہے۔ یہ میاں خاں کے خطاب سے بھی مشہور ہوئے ان کا تعلق مہدویہ فرقہ سے تھا۔ اپنے مرشد شاہ ہاشم متوفی ۱۰۸۰ھ کی مدح عقیدت واحترام سے لکھی ہے۔ انھوں نے حضرت سید محمد جونپوری کی مدح میں بھی اشعار قلمبند کیے ہیں۔ ان کے مرشد شاہ ہاشم کے نام کی مناسبت سے تخلص ہاشمی اختیار کیا۔ مرشد کی مدح کے چند شعر ملاحظہ ہوں :-

سزادار ہاشم سو ہے اس کا ناؤں
زمانے نے پکڑیا اتھا جس کا پاؤں
سکت کاں ہے اتی بیاں دار میں
کروں وصف ہاشم کے اظہار میں
اسی کیچ گھر کا ہوں میں سرفراز
اونے ہاشمی مج کوں یو کیا نواز

(مثنوی یوسف زلیخا)

اکثر مولفین تاریخ ادب اردو نے ہاشمی کو مادرزاد اندھا شاعر بتایا ہے۔ دیوان ہاشمی کے مرتب ڈاکٹر حفیظ قتیل کی رائے یوں ہے۔

"ہاشمی کی شاعری کا مطالعہ کرنے کے بعد کوئی یقین کر ہی نہیں سکتا کہ وہ مادرزاد اندھا تھا۔ انسانی نفسیات کا مطالعہ ایک نابینا کے لیے ممکن ہے لیکن خارجی زندگی کا ایسا وسیع تجربہ اس بے بصری کے ساتھ قابل یقین نہیں لیکن حیرت تو اس بات پر ہے کہ وہ واقعی اندھے تھے۔ پھر بھی وہ زندگی کے خارجی

آب ورنگ اور اس کے تغیرات کا ایسا ہی علم رکھتے ہیں جیسے کوئی آنکھوں والا رکھتا ہے۔ خصوصاً انھیں مختلف رنگوں اور ان کے جمالیاتی میل کا جو شعور ہے وہ یہ سمجھنے پر مجبور کرتا ہے کہ وہ مادر زاد اندھے نہیں تھے۔ کم از کم سن شعور کو پہنچنے تک تو وہ ضرور بصارت رکھتے تھے۔ اور بعد کو کسی وجہ سے ان کی بصارت جاتی رہی۔ تاریخیں اور تذکرے تو انھیں مادر زاد اندھا بتاتی ہیں لیکن یداللہی صاحب نے اس تعلق سے دو قوی روایتیں بیان کی ہیں"۔

بعض کا قول ہے کہ وہ مادر زاد اندھے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ سن شعور میں چیچک کی بیماری سے ان کی آنکھیں ضائع ہوگئیں۔ ہاشمی کا کلام اسی روایت کی تائید کرتا ہے کہ وہ مادر زاد اندھے نہیں تھے بعد کو ان کی بصارت گئی۔

بہر حال ہاشمی اردو کے پہلے ریختی گو شاعر ضرور ہیں جنھوں نے اسے خاص طرز سخن پر خصوصی توجہ دی اور اس کی شعری روایات کو متعین کیا[۲۸] (دیوان ہاشمی)

اس ریختی گو شاعر نے بہت زیادہ شہرت پائی۔ ریختی کے ساتھ ساتھ انھوں نے مثنوی یوسف زلیخا بھی لکھی ہے یہ ایک طویل مثنوی ہے جو ابھی شائع نہیں ہوئی اس کے متعدد مخطوطے حیدر آباد کے اور دیگر کتب خانوں میں دستیاب ہیں۔ مثنوی کی داخلی شہادت کے مطابق یوسف زلیخا ۱۰۹۹ھ میں تصنیف ہوئی اس میں کل ۵۱۰۷ شعر ہیں۔

مرتب کیا میں یہ قصہ کوں تو (تب)
ہزار برس پر جو تھے نود پہ نو
اگر کوئی بیتوں کا پوچھے شمار
کہ یک صد اسی سات ہے پنج ہزار (۵۱۰۷)

مثنوی یوسف زلیخا از ہاشمی کا شمار اردو کی طویل مثنویوں میں ہوتا ہے۔ زبان روانی اور سلاست کے لحاظ سے یہ اعلا پایہ کی مثنوی ہے ڈاکٹر حفیظ قتیل نے اسے مرتب کر لیا تھا اور اہتمام سے شائع کرانے کا ارادہ رکھتے تھے مگر ان کی زندگی میں یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہوا۔

ہاشمی کی ریختی میں عریانی، فحش پن نہ ہونے کے برابر ہے۔ اردو کے مشہور ریختی گو شاعر رنگین اور جان صاحب کے ہاں۔ معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ڈاکٹر حفیظ قتیل کا تبصرہ ہاشمی کی ریختی اور کلام پر، تبصرہ کی عمدہ مثال پیش کرتا ہے۔

"تخاطب کے لحاظ سے ہاشمی کی ریختی کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ (۱) عورت کا تخاطب مرد سے، بعض ریختوں میں عورت اپنے شوہر سے مخاطب ہے۔ بعض میں اپنے آشنا سے مخاطب ہے۔ بعض میں مخاطب نہیں ہے لیکن مرد کے تعلق سے اپنے جذبات وکیفیات کا ذکر ہے (۲) عورت کا تخاطب عورت سے یہ تخاطب کہیں سہیلی سے ہے کہیں گٹنی سے ہے کہیں محلہ والیوں کی طرف سے طنز وتعریض کی صورت میں ہے۔ (۳) چند ریختوں میں مرد کا تخاطب عورت سے بھی ہے ان ریختوں میں عورت کی طرف سے تخاطب اور اظہار جذبات کا بنیادی اصول ترک کردیا گیا ہے۔ اس لیے اصولاً ان ریختیوں کو غزل کہنا چاہیئے لیکن چوں کہ سوائے اس ایک قاعدے کے ریختی کی دوسری تمام خصوصیات کو ملحوظ رکھا گیا ہے اس لیے ان غزلوں کو بھی مجموعی آہنگ کے لحاظ سے ریختی سمجھا جاسکتا ہے اس نوع کی ریختیوں میں بعض ایسی بھی ہیں جن کے ہر شعر میں مرد اور عورت کا سوال جواب ہے۔" (ص ۲۱-۲۲)۔

ہاشمی بیجاپوری کا دیوان عورتوں کی زبان کا بہترین نمونہ ہے۔ اندازِ فکر اور اندازِ بیان بھی عورتوں جیسا ہے۔ شاعر نے کلام کے ذریعہ اس دور کی تہذیب و رسم و رواج کو بڑی خوب صورتی سے قلمبند کردیا ہے۔ یہ دیوان عادل شاہی دور کی زبان کا بہترین نمونہ ہے۔ بول چال کی زبان روزمرہ اور محاورہ کی جتنی مثالیں ہاشمی کے ہاں محفوظ ہوگئی ہیں کسی اور شاعر کے ہاں نہیں ملتی۔ ساتھ ہی اس عہد کے گھریلو زندگی میں دخل رکھنے والے چھوٹے چھوٹے واقعات، توہم پرستی، خواتین کے آپسی رشتے، چشمکیں، مرد عورت کا ایک دوسرے سے برتاؤ، عاشق و معشوق کے رشتے

کے انداز کی عکاسی کا یہ بے مثال نمونہ ہے۔ ہاشمی کے دیوان میں بہت سے کردار ہیں اور ان سب کے درمیان جو گفتگو ہوتی ہے اس نے غزلوں اور ریختی کو ایک ڈرامائی انداز عطا کر دیا ہے۔

ہاشمی کی وفات ۱۱۰۹ھ میں ہوئی۔ اس عہد میں بیجاپور علم و ادب کا بہت بڑا مرکز ہو گیا تھا۔ ہاشمی اس مرکز کا ایک اہم شاعر ہے۔ دیوان ہاشمی کو ڈاکٹر حفیظ قتیل نے بڑے سلیقہ اور محنت سے ترتیب دے کر ۱۹۶۱ء میں سب رس کتاب گھر، ایوان اردو، خیریت آباد حیدرآباد سے شائع کروایا۔ اسی دیوان سے یہاں نمونۂ کلام پیش کیا جا رہا ہے۔

غزلیات

ستنگاتی[1] سُن[2] گوری چنچل تماریاں آج آتی ہے
آپیں آتی ہے سو ہا تیں، دیا تمنا بلاتی ہے
دھول بھی خوب بھوتی ہے، کیتاں خوبیاں بھی ہے اُس میں
گلا ہے خوب راگوں میں، سمجھ کر خوب گاتی ہے
تمرُ کو نلی ہے، چاتر لنی جیج باتاں کے فن میں ہے
تنورا، سارنگی، جنتر، منڈل، ڈھولک بجاتی ہے
نہ جانوں جیئو میں کیا ہے، سو زبان کی بھوت اُبل ہے
صبا آ بیج ہوں کر کو سواں تو بھوت کھاتی ہے
بلوں کئی کان میں میرے، صبا تخصیص آتی ہوں
بتو لو گئی سا ہموڑ نے کہاں اور اماں کنیں ملنے جاتی ہے
تمیں واں آکے بیٹھے پر تمایاں سننے کوں باتاں
خدا کی سوں، غلط نئی سو در بچہ کان لاتی ہے
بلو اک بار دو صاحب مما آجڑی نگاہ تو کیے

---

[1] ہمدم [2] کے ساتھ [3] کم بن [4] ماہر [5] بہت [6] تلفظ۔ تمورا معنی طنبورا۔ [7] دل [8] گمر [9] بہت عجلت پسند۔ [10] جیج [11] آتی ہی ہوں [12] سوں بمعنی قسم کی جیج [13] تلفظ۔ بتو بمعنی تو منکوحہ [14] سسرال [15] کے پاس [16] سننے [17] قسم۔ [18] کان لگانا [19] گھر گھر

۲

جو کچھ مجھ ریسین میں آتا، سو بھی آئے، تو کوں گی
تمیں تو موکوں کا بھائے ہیں، گلے سوں لائے، تو کوں گی
ابتا آتا ہوں بچھڑے، گر کہیں، تو جانے نہ دے سوں
ہنر میں سب سمجھتی ہوں، جیا پھسلائے، تو کوں گی
نا محرم کون ہے ایسی، کرے جو بات کمنا سوں
منت ہور پاؤں پڑ پڑ کے، سجن بلائے، تو کوں گی
بھلا یا پیچھو پرا سا نو، دنیا کیا لگی ہت دھو
تو بانجھ، داونی سوکن، دو تین کوں لائے، تو کوں گی
جو بھو نا یک کیسی دھن، کہاں رہتا تو عیب کچھ نئیں ہے
دے، ہمنا پسر تانا، پیا شرمائے تو کوں گی
گلے پڑ پڑ کے پوچھیں، تو ایک آدھی بات بولوں گی
گھر آنے تج دوں کیا ہے، نزدیک لٹائے تو کوں گی
رہوں گی اس کی باندی ہو ادب سوں نت بلی کر کے
سکھی کوئی ہاشمی کا درس دکھلائے، تو کوں گی

---

۱ سینہ۔ ۲ محبوب ۳ دوست۔ ۴ کہوں کا محذوف صوتی املا۔ ۵ تجھ پر۔ ۶ کہے ۷ لگائے۔ ۸ ابھی (اتنا) ۹ لوٹ کر ۱۰ دوں گی۔ ۱۱ نفسیاتی طریقے۔ ۱۲ دل۔ ۱۳ بلائے۔ ۱۴ پیارا۔ ۱۵ تلفظ۔ دبلے بھنی پیچھے۔ ۱۶ ہاتھ دھو کر پیچھے پڑنا۔ ۱۷ بکھیڑے پیدا کرنے والی۔ ۱۸ اِدھر اُدھر لگانے والی۔ ۱۹ مکان لگانے، سیر کرنے۔ ۲۰ محبوب ۲۱ محبوب ۲۲ بھلانا۔ ۲۳ میں ہی۔ ۲۴ دیدار، روشنی۔

۳

تماری سوں ملوں گی کر بچاری بھوت جاتی[1] ہے
تماری سوں، سلے نی لگ اٹھی ہر باڑی میں گھن[2] پن
غریب[3] دو، اس تے ڈرتی ہے، کلی ہر بکلجاتی ہے
لگن تمنا سوں لائی[4] کر، پچھم دیتی اسے فتوی

بی بی صاحب بھی ہو یک چپ میاں نے پاؤں بھاتی ہے
لگن[5] کی آس سوں لاتی توں، اری اجڑی گھرے گھر سب
"فضیحتی[6] تیری ہوئے گی" اسے یوں کہہ ڈراتی ہے
بی بی صاحب ہے کیسی دو، اپیں دیکھنے میں لگ چپکے
کسی کے بیٹا بیٹی کی، برتی[7] جو چل چلاتی ہے
ابھوں لگ نیچ[8] سمجھے وو اپا کھو[9] بیچ بولوں کیا
عذر کرتی ہے آنے تو کھبا[10] وو سر نہاتی ہے
اپیں[11] ہو آکے ملتا، کئی عجب کیا ہاسکی[12] تمنا
گلے پڑ پڑ کر وہ ملتی آ، جو کوئی "ییں ییں" کہاتی ہے

[1] تلفظ میں ہ حذف ہو کر جاتی ہو گیا ہے [2] گٹ پٹ کا نا پھوسی [3] وہ [4] لگا - [5] پیار [6] بے عزتی - بدنامی [7] منگی [8] نہیں [9] کھل کر [10] صحیح [11] خود

۴

چلتا توں کہ مسافر کچھ راہ کی خبر ہے
آیا ہے تو کدھر سوں جانا سو کو کدھر ہے
دن مجی سا ہے تھوڑا آیاں ہیں بونداں مینہ کیاں
بھوتی چکڑ ہے تیسرا نگے کہل بھی گرد ہے
بھر کر بدی چلی ہے تارے بھی بھاگ گئے ہیں
چھایا اُبھال تیسر ردکا بھی نئی خطر ہے
دو دن تمھیں یاں اٹکو نئی قافلہ نطے لگ
جاگا کا کیا ہے بولو میرا رہنے کو گھر ہے
میں گھر میں ہوں اکیلی اور کوئی بڑا اٹھنا نیں
بولی تمھیں لا ہو یاں مینہ کا جلگ یہ بھر ہے
جاگہ کا کیا ہے سر پر کیا باندکر لیجائیں گے
کرنا بھلا مروت دنیا کا رہ گزر ہے
خرچے کوں کچھ نہووے تو اندیشہ مند نہونا
کیا مال کی کمی مجھ صندوق بھر کے زر ہے
ہر کام کس کے آنے یو بات کچھ بُری نیں
تو رہو گئی ہوں تمنا میرے خدا کا ڈر ہے

جگ شعر ہاشمی کا پڑھتا پنج ہے یو
ایسیاں کی کریئے خدمت ٹک کچھ کتے اجر ہے

۵

میرا جیو کسکستا ہے سو اب میں جاؤں گی چھوڑو
مجھے جب کی دکھاتے ہو محبت دکھ پاؤں گی چھوڑ د
رضا گر مجکوں دیوگے کروں گی گھر میں جا دارو
اگر مجھ ہوئیگی فرصت صبا پھر آؤں گی چھوڑ د
سو میں یاں آئی ہوں کر کے انوکوں کوئی بولے تو
بلا یو آئی ہے مر پر زہر میں کھاؤں گی چھوڑو
پیارے آج تم میرے مجھے تم آج جانے دیو
کہ تم جس وقت بولیں گے اس کوں لاؤں گی چھوڑو
اگر کوئی آکے دیکھے تو یو دل میں کیا کہیں گے اس
مجھے بدنام کی کرتے تمھیں ستلاؤں گی چھوڑ د
اے پیارے ہاشمی چھوڑ دیوں جب تمنا سوں منتی ہوں
میں تم سے ٹل کوں سٹ کر کہیں نا جاؤں گی چھوڑ د

---

۱ کہو۔ ۲ آئے ہوئے ہیں۔ ۳ بوند کی جمع بہ ساتھ۔ ۴ کی کی جمع۔ ۵ بہت زیادہ۔ ۶ کیچڑ۔ ۷ اس پر۔ ۸ [illegible]۔ ۹ گدڑھا۔ ۱۰ رات آئی ہے۔ ۱۱ ابر۔ ۱۲ یہاں۔ ۱۳ ٹھہر جاؤ۔ ۱۴ بہت سے۔ ۱۵ تک۔ ۱۶ جگہ۔ ۱۷ خرچ کے لیے روپیہ۔ ۱۸ نہیں ہے۔ ۱۹ تب۔ ۲۰ کہتی۔ ۲۱ تم کو۔ ۲۲ سب لوگ۔ ۲۳ دنیا میں۔ ۲۴ ایسے لوگوں کی۔ ۲۵ زیادہ۔ ۲۶ کہتے۔ ۲۷ بہت۔ ۲۸ بخار نے سے پہلے بدن کا شدید درد۔
۱ بے سبب۔ ۲ کوں۔ ۳ اور زیادہ۔ ۴ [illegible]۔ ۵ اجازت۔ ۶ دو۔ ۷ دن۔ ۸ صبح کو۔ ۹ تم۔ ۱۰ پر۔ ۱۱ ٹھکرا کر۔ چھوڑ کر۔ (پھینک کر)

٦

مجھ تن نگر اور تخت دل ہے حسن کی توں بادشاہ
مجھ دل[1] ان تیرا ناز اور شیوا ہے ہر یک گل سپاہ

بیداد تیرا ملک ہے کچھ داد دے توں داد ٹک
کس کن منگوں میں داد بھی ہے کون میرا داد خواہ

عزت ٹک یک دینے میں تو عزت بڑھی جگ میں مری
عزت کے لوگاں[2] بولتے[3] تو ہے[4] تجھے یو عز و جاہ

تجھ بختور[5] کے ناوں[6] سوں میں بختور لئی ہو دیگا ہو
تیری نظر مجھ بخت اب اے بختور ٹک کر نگاہ

دیکھ عشق میں پوری مجھے دولت دے لے کچھ عشق کی
تو عشق سوں عاشق تجھے سچ بولتے عاشق پناہ

گن کا سکھا تونا مجھے منتر ہے تجھ[7] نین دو بات تجھ
ہاروت ماروت پھند بند ڈونگا[8] ز نخداں کا ہے چاہ

تیرے لگن[9] کے شہر کوں منگتا ہے آنے ہاشمی
اے رہنما دیکھلا مجھے تجھ مانگ[10] کی سیدھی ہے راہ

٧

ہو بادشہ صاحب دیکھو مجھ دل نگر کے بادشاہ
مجھ دل نگر کی کیا چلے ہیں بحر و بر کے بادشاہ

میں بادشہ صاحب کے تیں کوں[11] بادشاہ تو کیا عجب
پوچھو جگت کوں تیں[12] ایسے ہیں ہر سمندر[13] کے بادشاہ

مجھ دل کے گڑھ[14] کوں فتح کر جس وقت ہوی میں پاک جس
عالم کتا[15] ہے تو[16] مجھے ہیں تم ظفر کے بادشاہ

ہر نازنین بولی اسے کی نار[17] جھائے ناز سوں[18]
یو نازنیں سب نازکی ہوئی ہے بندر[19] کے بادشاہ

عالم کتا[20] ہے یوں مجھے توں[21] مرپڑیا تھا آج لگ
تو دادینت[22] ہو داد دے تیرے ہنر کے بادشاہ

کیوں دل میٹھا نا ہوئیگا میٹھی ہو میٹھی بات کر
میٹھی میٹھی دی ہے مجھے میٹھے[23] ادھر کے بادشاہ

یکے ضبط تن کا ملک سب پھر پھر کہے تو ہاشمی
ہو بادشہ صاحب دیکھو مجھ دل نگر کے بادشاہ

---

۱ وزیر ۲ لوگ کی جمع ۳ کہتے ۴ کے تب ۵ بخت والا ۶ قسمت والا ۷ نام
۸ زیادہ ۹ احمق کم عقل ۱۰ لگاؤ۔ پیار۔ ۱۱ مانگتا۔ چاہتا ۱۲ طلب
یعنی چاہ ۱۳ بھوں ۱۴ کہیں ۱۵ سمندر ۱۶ شہر۔ نگر ۱۷ کہتا
۱۸ تب ۱۹ کیوں ۲۰ سے ۲۱ بندرگاہ ۲۲ کہتا ۲۳ تو ۲۴ داد
دینے والا۔

۸

طبع میری کہانی نیں کہا تیاں کو بی کرتا کو
میں اس تے ناؤں چھوڑی ہوں اجڑ گئی اس کہانی کا
موے موں کے دو کیا ہوں گے اسے سب رابطہ ہے ماں
عربی فارسی دکھنی تلنگی ہور مرائی کا
اپیں بھی بھوت غانی ہے رہی ہے ہور غانیاں میں
نہ غانیا بول خوش لگتا گلا گھانٹا سو غانی کا
کھکاٹیاں مار کر ہنستی دیکھو کیا شوخ عورت ہے
ہوا ہے مردوں میں چرچا ہنسا ہور اس کھکانی کا
بڑھی ہے تاڑ سوں اجڑی سرا کر چپ سرد بولیں
کیوں بھاتا ان کوں کیا جانو لنبا قد اس لنبانی کا
سراتے کا تیکوں صندل چلنتر اس کے کئی سب
سرا کر کھوتے چپ کی موں ان اس شوخ پھانی کا

تنداں ایسیاں نبھا سباں ماں مجے چل کر کے یہی گنگیاں
انگارا کہیں بی پڑتا ہے پلٹ اوڑ کر تڑانی کا
انے پھر کچھ دتے سو کل سراتے ماشی پھر پھر
بولو بولو بھی کتا اچھنا کہنا دیکھ آس کانی کا

---

۱ کہانی - بد مزاج ۲ کو
۳ مرہٹی زبان ۴ غانی زور زبردستی کرنے والی ۵ کھکانی - کھکھلا کر ہنسنا۔
۶ لنبانی - لمبی عورت ۷ تعریف کرتے سراہتے ۸ کاہے کو (کیوں)
۹ عبث - بیکار ۱۰ منہ پھٹ عورت
۱۱ تندی کی جمع ۱۲ ایسی کی جمع ۱۳ نبھاہ نہ کر سکے۔

۹

کاں لگ کروں نصیحت تجی سنتی ماں یہ چھوری — جتنا منع کیے تو کرتی ہے تپ یہ زوری
مجھ کہتے بیٹھگے لوگاں چھوری اتوں کچھ کتی نیں — پتیاں جلی کوں کیا کوں کہتی ہوں گھر میں نہ چھوڑی
مت پھر کسی گلی میں جھانکو نکو تجھ باکر — سپڑگی کیں جھرپ میں اوکل ہے رنگ میں گوری
مت پھاڑگی تو پھاڑی چوری چھپے تے ساری — اجڑی کوں کل پہنائی سالو بتر ہان بلوری
کیں مت اٹک کہے تو اندھلے ہوں جاکے انکی — اندھلے سوں کیوں نبھاوے ہوی جکوں فکر لوری
ہاشم سبھی رنڈولیاں اندھلا تجھے کہتیاں ہیں
اندھلیاں تو اپ خبر نئیں سیانا پکڑ بہوری

۱۰

میرے سیں چاند صاحب توں اتیا کی دور بیٹھی ہے — کر یک لب بات نئی کرتی سو ہو مغرور بیٹھی ہے
عمر کنوتی ہنر پختہ سیکھی ہے کس بدھے کن توں — توں ہر یک بات کے فن میں سو ہو بھرپور بیٹھی ہے
لگا کر چاند چندر سا نکل چندنی میں چندنی پہ — میں سمجھا چاند چندر کا توں لینے نور بیٹھی ہے
ستارے چاند کھاتا کر جگت میں غلغلہ ہو یگا — طبق میں چاند کھانے کوں سو لے انگور بیٹھی ہے
نکو چھانکو چلے چل یو سورج آیا ہے بھوئیں پر کر — میں ہنستا گئی تو ختر کا دبانے سور بیٹھی ہے
جھلک تجھ روپ کا دیکھت کہے دنگ ہو کے عالم یوں — دنیا کے آگے عالم میں دیکھو کیوں حور بیٹھی ہے
بہوت ملتاج ہو کر کے کہنے یوں ہاشمی پھر پھر
میرے سوں چاند صاحب توں اتا کیوں دور بیٹھی ہے

---

[1] کہاں۔ [2] تک۔ [3] نہیں [4] بی بی۔ [5] لڑکی۔ [6] ہوں گے [7] لوگ کی جمع۔ [8] کو [9] کہتی
[10] نہیں [11] نافرمابردار۔ بدقسمت [12] کیوں [13] دیکھو [14] تاک جھانک [15] مت کرو
[16] دل فریب [17] بھینس [18] کہیں [19] پہلے ہی خوب صورت ہے۔ [20] کہی [21] اندھی
[22] عورتیں [23] اندھا [24] کہتی [25] نہیں۔
[26] فرفر۔ [27] کم عمر [28] بوڑھے۔ [29] سے (کے پاس)۔ [30] تو۔ [31] چاندنی۔
[32] دنیا میں۔ جگ میں۔ [33] زمین [34] سورج [35] دیکھ کر [36] بہت [37] ملتاجی ہے
[38] بار بار۔ [39] سے۔

۱۱

راناساتی ملیں گے تو مرا سب حال بولوں گی
بچھڑ رہی تھی سو جیو میرا ہوا پامال بولوں گی

نچھوٹے کیا لوگ ہیں دیکھو جو بولے سو نبھاتے نیں
انوں کوں بول ناسنک کر کسی پر ڈال بولوں گی

گلیاں دل لھو کے انجھو ہو بہی بادر تو دیکھو تک
سفید انجواز چنرٹی سے ہوی ہے لال بولوں گی

جھوٹے ہیں سو جھوٹے ناگوں پر کی تمانگیں بولو
بُرا تو بانا بولو جو میں کچھ گھالی بولوں گی

تمھارے باج کپڑے ہیں جو موٹے پنیتی تھی سو
کہے سہار نیاد دی تو بڑی کنگال بولوں گی

کہیں گے مال دھن تھا ہورایچ کذبل ہوی ہے کی
تمارے باج کیا کرنا یو آجڑیا مال بولوں گی

قلعہ شولہ برج شیرنی تمھارے باج نا بھاوے
تمیں یاں ہیں تو ددی بس ہے میں اوچلا چال بولوں گی

پرے ہے سلطنت جنتر پوری کے تیوں بھرا ہے گھر
تمیں یاں نئی سو کیا کرنا ہوا جنجال بولوں گی

کہیں کاس کیاں تھیاں تیریاں گیانی کی تمارا من
یو کیا کتوار ہے اجڑا ہوا غل غال بولوں گی

لگی ہے لگ لگت لا دل لگی جانے لگا لگ گوئی
یوں لاگتا لالائی لاگو ہولگن لگوال بولوں گی

رانا کیں بات چلنے کی کریں گے ہاشمی دیکھو
خدا کی سوں ہیں رہیں نا چلوں دنبال بولوں گی

مرثیہ

دل بند مصطفیٰ کا تابوت لے چلے ہیں
فرزند فاطمہ کا تابوت لے چلے ہیں

سلطان دو جہاں کا سردار اولیاء کا
مظلوم کربلا کا تابوت لے چلے ہیں

حضرت حسین حسن کا شاہ زمیں وزمن
حضرت نبی سنگا تابوت لے چلے ہیں

حضرت کے تھے نواسے حیدر کے تھے نواسے
ہوئے شہید پیارے تابوت لے چلے ہیں

اے ہاشمی شہاں کا سلطان دو جہاں کا
مقتول اس جوال کا تابوت لے چلے ہیں

---

۱ ساتھی۔ ۲ نہیں۔ ۳ ان ۴ کو۔ ۵ نہیں سکتی۔ ۶ کھل گیا۔ ۷ آنسو۔ ۸ نہیں۔ ۹ پلو
۱۰ کہوں ۱۱ کیوں ۱۲ بُرا ۱۳ بغیر ۱۴ پہنچتی چلے ۱۵ کیوں ۱۶ شیر ۱۷ دہی ۱۸ نانا ماں ۱۹ طرح۔
۲۰ قسم۔

نصرتی

نصرتی دبستان بیجاپور کا اہم ترین شاعر ہے۔ اگرچہ اس نے ایک طویل عمر پائی تھی اور محمد عادل شاہ، علی عادل شاہ ثانی اور سکندر عادل شاہ کی تاجداریاں دیکھی تھیں اور کئی ادبی شاہ کار چھوڑے ہیں پھر بھی اس کی تاریخ پیدائش اور دیگر حالات ناپید ہیں۔ تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی کا نام محمد نصرت تھا نیز اس کے دو بھائی شیخ منصور اور شیخ عبدالرحمان تھے جو اپنے بزرگوں کی طرح بیجاپور کی سرکار کے سپاہ گر تھے۔ خود نصرتی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بزرگ کئی نسلوں سے عادل شاہی حکومت کے پرانے خدمت گزار تھے۔

ع بحمداللہ کہ رسی بہ کرسی مری   چلی آئی ہے بندگی میں تری

اپنے والد کے بارے میں لکھتا ہے؛

ع کہ تھا مج پدر سوں شجاعت مآب   قدیم یک سلحدار جمع رکاب

بقول نصرتی اگرچہ اس کے بزرگ کرسی بہ کرسی سلاطین عادل شاہی کی بندگی کرتے رہے لیکن شاید نصرتی اس خاندان کا پہلا شخص ہے جو اپنی شاعری کے بل بوتے پر درباری اہل علم میں شمار ہونے لگا۔ علی عادل شاہ نے تخت نشینی کے بعد نصرتی کو دربار میں بلایا اور اس کو اہم مرتبہ عطا کیا اس دور میں بیجاپور کی ادبی محفل پر مقیمی، امین، شاہ معظم، رستمی اور خود سلطان علی عادل شاہ ثانی شاہی چھائے ہوئے تھے۔ اس خوش گوار ادبی ماحول میں نصرتی کی طبیعت بھی خوب نکھری اور اس نے شعر و سخن کے میدان میں قابل داد کارنامے سرانجام دیئے۔

بہ بقول مولوی عبدالحق "نصرتی نے بڑی عمر پائی تھی اس نے محمد عادل شاہ سے لے کر سکندر عادل شاہ کے زمانے تک تین عہد دیکھے تھے اور ہر عہد میں کچھ نہ کچھ لکھا تھا۔ تاریخ پیدائش کی ٹوہ لگانا بہت مشکل ہے لیکن بعض ادیبوں کی محنت و جستجو سے اب اس کے سالِ وفات کا پتہ چل گیا ہے اور وہ سنہ ۱۰۸۵ھ[۱] ہے اور اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ انقراض سلطنت سے پہلے فوت ہو چکا تھا۔ اس طرح اس کے تذکرہ نگار فتوت کا بیان مشتبہ ہو جاتا ہے کہ نصرتی بیجاپور کے خاتمہ کے بعد بھی زندہ تھا اور فاتح بیجاپور شہنشاہ اورنگ زیب کے دربار سے بھی روشناس ہوا تھا۔ فتوت کہتا ہے کہ جب ۱۰۹۷ھ/۱۶۸۶ء میں بیجاپور فتح ہو گیا تو یہاں کے شعرا شہنشاہ کے دربار میں بلائے گئے ان میں ملا نصرتی بھی تھا۔ ان شاعروں نے شہنشاہ کے سامنے اپنا کلام سنایا اور سب کو داد ملی۔ لیکن ملا نصرتی کے کلام کی بہت تعریف ہوئی۔ اس کو شہنشاہ نے بہت پسند کیا اور ملک الشعراء کے خطاب سے سرفراز کیا اور یہ بڑے عزت کی بات تھی کیوں کہ اب نصرتی تمام ہندوستان کا ملک الشعراء تھا"[۲]

---

[۱] مولوی نصیر الدین صاحب ہاشمی نے سنہ وفات کا پتہ چلایا ہے۔ گلشن عشق کے ایک قلمی نسخے میں یہ قطعہ ملتا ہے:-

"ضرب شمشیر سوں یہ دنیا چھوڑ — جا کے جنت کے گھر میں خوش ہو رہے
سال تاریخ آملایک نے — بو کہے "نصرتی شہید آ ہے"
۱۰۸۵ھ

[۲] نصرتی صد ۱۲

نصرتی کی مثنوی "علی نامہ" کے مرتب پروفیسر عبدالمجید صدیقی نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ نصرتی کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ صرف ایک بیٹی تھی جس کی اولاد اب تک خوشحال زندگی بسر کر رہی ہے۔

نصرتی کی تمام عمر شعر و شاعری میں گزری۔ ہر عہد میں اس نے کچھ نہ کچھ لکھا تھا۔ محمد عادل شاہ کے عہد میں اس نے صرف چند قصیدے لکھے تھے جن میں اس بادشاہ کی مدح ہے۔ علی عادل شاہ کے عہد میں گلشن عشق اور "علی نامہ" کے عنوان سے دو مثنویاں لکھیں۔ یہ دونوں ادب پارے اس کے شاہکار ہیں۔ سلطان سکندر عادل شاہ کے عہد میں اس نے تاریخ سکندری قلم بند کی جس میں عادل شاہی دور کے بیجاپور کے حالات محفوظ کر دیئے ہیں۔ بہ قول عبدالحق

ملا نصرتی کے مثنوی "علی نامہ" جسے پروفیسر عبدالمجید صدیقی نے ۱۹۵۹ء میں مرتب کر کے شائع کیا تھا ایک ایسی تخلیق ہے جو بیک وقت ادبی بھی ہے اور اپنے وقت کی تاریخ بھی ہے۔ اس مثنوی میں نصرتی نے ان جنگوں کے حالات قلم بند کیے ہیں جو سلطان علی عادل شاہ ثانی کو دس سالوں تک مرہٹوں اور مغلوں سے کرنی پڑی تھیں۔ مثنوی کی آخری فصل "صفت شعر علی نامہ و خوش ختم کتاب" میں نصرتی نے اس تخلیق کا خلاصہ بیان کر دیا ہے جس کا لب لباب یوں ہے۔

پہلے تو بادشاہ کی مدح ہے جس کی سرپرستی میں یہ کتاب لکھی گئی۔ ایسے بادشاہ بہت خوش نصیب ہوتے ہیں جو کمال کی قدر اور اہل کمال کو سرفراز کرتے ہیں۔ اس کے بعد ملک کی نمایاں شخصیتوں کے کارنامے کھول کر بیان کیے ہیں اور ان کو زندہ جاوید کر دیا ہے۔ میں نے کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جو بیان کرنے کے قابل تھی۔ لڑائیوں کے واقعات ایسی محنت کے ساتھ بیان کیے ہیں کہ جیسے مؤرخ کرتے ہیں۔ اس میں تمام حقیقتیں آگئی ہیں۔ اس میں کوئی بات زیادہ ہے نہ کم ہے۔ اس طرح علی نامہ کو ایک معجزہ کہنا چاہئے کیونکہ یہ دکن کی جان ہے اور شاہنامہ دکن ہے۔ اس مثنوی کے سن تصنیف کے بارے میں وہ کہتا ہے۔

لکھیا شہ کا جس میں ہو کر جب اُس   ہزار یک ستر بلو تھے چھے برس

(۱۰۷۶ ہجری)

اس مثنوی میں قصائد بھی ہیں۔ ہر قصیدہ اپنے فنی کمال کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے، مثنوی کے چند شعر ملاحظہ ہو۔

قصیدہ نصرتی

در مدح سلطان علی عادل شاہ ثانی

جب تے جھلک دیکھیا اَدک سورج تری تروار کا
تب تے لگیا تھر کا نپنے ہو بہُ عرق یک بار کا
کوئی بُند جو تیری کھڑک کی پانی تے دریا میں پڑے
کھا جوش اَدک یک نیر ہوئے تھا کھنڈ یک گار کا
کس میں طالع کے قوی جم تے اَدک جُم جم دسے
جس میں تو عالم گیر ہوا یا سکندر شار کا
جب تج کھڑک پر آسماں جوہر کی جاگا جبیں لکھیا
ہے فتح تب تے تج آنگیں ٹھانک لے خدمت گار کا
کیا تج کھڑک کا بات ہے اِتا کہنا کا الف
نصر من اللہ تو تجے ساتی ہے ہر اودھار کا
تک سیت بند پر باند رُخ لنکا طرف حملہ کرے
ہو خشک لب دریا تے سب شور اول اٹھے زنہار کا
کوئی مُہرہ سر تج انگے جانباز نے لے جاسکیا
جاں رزم کے تختے پو توں ششدر بندیا پھل ہتھیار کا
ہر فصل شہ کے وصف کی لکھتا تو ہوتے کئی ورق
پڑتا ہوں سرنامہ بڑی یک فتح کی طومار کا
اب کلم تے اس مضمون کے مطلع نول پیدا کروں
9 ہر حرف کے معنے تے تا نکلے سورج جھلکار کا

۱ سے ۲ زیادہ ۳ تلوار ۴ بوند ۵ تلوار ۶ پانی ادے ۷ طاقت ۸ قوت ۹ سکندر کے
مانند ۱۰ جگہ ۱۱ آگے ۱۲ سمندر ۱۳ پل ۱۴ لنکا ۱۵ پر ۱۶ ہتھیار ۱۷ ۔ ۱۸ سماں

زہے شاہ غازی یو اقبال مند ‏ ‏ دیکھا تیغ تدبیر ہر سوں بلند
کیا سال ہتا کے، گھڑی یک ہیں کام ‏ ‏ شتابی کھود فتوے کا پایہ تمام
اڈکٹ پائے مردی سوں سو شیر مرد ‏ ‏ اڑایا کھنڈل کر غنیماں کوں گرد
دیا کوٹ کاریاں کو سب جیو دان ‏ ‏ کہ اتے عاجزی کر منگے سب امان
بچیا ہور فوج اس کی سب بدسگال ‏ ‏ ہوئے بلو منے پریشان حال
غضب شہ کا گر اس پہ غالب دستیا ‏ ‏ دستاں اس کا بن نامناسب دسیا
کہ روبہ دھرے نعاث جب کوہسار ‏ ‏ اسے جیو چھپانے ہزار یک ہیں غار
نکرنا بچن شرزہ خرگوش نے بات ‏ ‏ کہ ان مارنا مست ہاتھی پہ ہات
کہے شہ پڑے ہیں بڑے بھوت کام ‏ ‏ ہر یک نمکلا کام کرنا تمام ؟
لگ اس کے پیچھے چپ چو دن سار ناگز (ن) ‏ ‏ کہ جیوں کھود دو نگر خو آ مارنا
دیا ہوں اسے بی تو یو گوشمال ‏ ‏ بھلی ہونے تک اس کے کاناں کی کھال
تنک تو ہمارا رکھے گا ادب ‏ ‏ خدا ہے اگر بھر کر بسر یا تو تب
اتا چھوڑ بی دیکھتا ہوں دھرے ‏ ‏ کہے سوچ یو بات شہ وہیں پھرے
قصیدہ بی اس فتح کا اس گھڑی ‏ ‏ کیا تھا بچن جیوں نظر تل پڑی
خصوصاً شہنشاہ اقبال مند ‏ ‏ نظر میں ہنر کیا کیے گر پسند
سمجھنے جگ اوچائی شہ کی رچتی ‏ ‏ قصیدہ بی اد یہاں لکھیا نصرتی

---

۱ یہ یو تلفظ۔ دکھا ۲ بدھ سیارہ، جو عقل و دانش کا ترجمان ہے ۳ سالوں کے ۴ پھینک دیا ۵ زیادہ ۶ سے ۷ یہ ۸ پاؤں تلے روندھا ۹ غنیم کی جمع ۱۰ اہل قلعہ ۱۱ اتنی ۱۲ مانگی ۱۳ تلفظ سوا یعنی سیواجی گزار۔ ۱۴ اور ۱۵ ہوا ۱۶ مانند ۱۷ سلطان علی عادل شاہ ثانی ۱۸ گویا ۱۹ قلعہ ۲۰ نظر آیا ۲۱ بھیڑ ۲۲ روباہ، لومڑی ۲۳ دوڑ کر ۲۴ تلفظ جو بھی جان ۲۵ بات نہ کرنا ۲۶ بیجاپور کا ایک جرنیل جس کا نام سید الیاس اور لقب شرزہ خان تھا ۲۷ مغل سردار جے سنگھ ۲۸ ان کو ۲۹ بہت ۳۰ ادھورا ۳۱ پیچھے ۳۲ گنباز تا ۳۳ تعجب ۳۴ چوپائے ۳۵ بھی ۳۶ کان مروڑنا ۳۷ ٹھیک ۳۸ کان کی جمع ۳۹ بھونا ۴۰ ہنر کو مدنظر رکھ کر ۴۱ غور و فکر۔

انتخاب

مثنوی علی نامہ

یو مناجات رواقا فی حاجات سوں ہے
جگ کوں سیراب کرے جس کے عنایت کا بدل

الٰہی ترا مہر عالم نواز — کر نہار ذرّیاں کو نت سرفراز
تو دانا و بینا قدیم و حکیم — بڑن عارف ہے کامل سمجھ تجھ عظیم
توں بولیا سو حق ہے ہتن شان میں — ظلوماً جہولاً جو قرآن میں
نہیں کیا ایں ہور کیا ہمارا سمجھ — نہ کام آنہارے سے دونو بے وجہ
نکل جہل تے نا ہو عالم ہمیں — ہمن نفس پرنت ہیں ظالم ہمیں
رکھے روشنی سنے اندھارے میں دن — کرے کیا نفا چاند شب کور کوں
ہوتے خوب دیکھنے سے معذور آہ — ربط راہ کا رگ پڑے دور آہ
توں او بات دکھلا تجھے بکر کرم — کہ منزل کوں پہنچوں شتابا آخر قدم
غنی توں خزینے نیں تجھ کم ہے کیا — ہتن بندگی بن توں پر کم ہے کیا
مرکب ہے ہتن جہل ہمناں میں او — نہ کچھ خوب کام آتے یکیل بی ہو
لے آوینگے آخر جو پاکانِ حق — عبادت کے تھیاں کوں بھر بھر طبق
کیا ہوں گنہ سو عبادت کے ٹھاؤں — ذخیرہ لیا کے ہیں اس گھڑی کیا لے جاؤں
گنہ پر میرے عاجزی کیا توں ڈھانک — نہ ہوتے لست کچھ دیکھنے میں تو جھانک
بیچکا داس تے سرپوش دانائے غیب — کر ہو دشمناں میں توں ستار عیب
پچھیں تو عاجز ہوں ایک مشت خاک — توں حاکم ہے تیرا رکھیا روح پاک

---

۱ ذرّہ کی جمع ۲ ہمیشہ ۳ ہماری ۴ آنے والے ۵ جہالت ۶ ہمارے ۷ چمک ۸ شخص ۹ اندھا ۱۰ دیکھنے ۱۱ مجھ کو ۱۲ دکھا ۱۳ حاصل کرو ۱۴ بجز ۱۵ ہماری ۱۶ کی بنا ۱۷ افسوس ۱۸ لوگ ۱۹ نہ اٹھانا ۲۰ ہاتھ

نصرتی کی مثنوی "علی نامہ" کے مرتب پروفیسر عبدالمجید صدیقی نے اپنے مقدمہ میں لکھا ہے کہ نصرتی کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ صرف ایک بیٹی تھی جس کی اولاد اب تک خوشحال زندگی بسر کر رہی ہے۔

نصرتی کی تمام عمر شعر و شاعری میں گزری۔ ہر عہد میں اس نے کچھ نہ کچھ لکھا تھا۔ محمد عادل شاہ کے عہد میں اس نے صرف چند قصیدے لکھے تھے جن میں اس بادشاہ کی مدح ہے۔ علی عادل شاہ کے عہد میں گلشن عشق اور "علی نامہ" کے عنوان سے دو مثنویاں لکھیں۔ یہ دونوں ادب پارے اس کے شاہکار ہیں۔ سلطان سکندر عادل شاہ کے عہد میں اس نے تاریخ سکندری قلم بند کی جس میں عادل شاہی دور کے بیجاپور کے حالات محفوظ کر دیئے ہیں۔ بہ قول عبدالحق ...

ملا نصرتی کی مثنوی "علی نامہ" جسے پروفیسر عبدالمجید صدیقی نے ۱۹۵۹ء میں مرتب کر کے شائع کیا تھا ایک ایسی تخلیق ہے جو بیک وقت ادبی بھی ہے اور اپنے وقت کی تاریخ بھی ہے۔ اس مثنوی میں نصرتی نے ان جنگوں کے حالات قلم بند کیے ہیں جو سلطان علی عادل شاہ ثانی کو دس سالوں تک مرہٹوں اور مغلوں سے کرنی پڑی تھیں۔ مثنوی کی آخری فصل "صفت شعر علی نامہ و خوش ختم کتاب" میں نصرتی نے اس تخلیق کا خلاصہ بیان کر دیا ہے جس کا لب لباب یوں ہے۔

پہلے تو بادشاہ کی مدح ہے جس کی سرپرستی میں یہ کتاب لکھی گئی۔ ایسے بادشاہ بہت خوش نصیب ہوتے ہیں جو کمال کی قدر اور اہل کمال کو سرفراز کرتے ہیں۔ اس کے بعد ملک کی نمایاں شخصیتوں کے کارنامے کھول کر بیان کیے ہیں اور ان کو زندہ جاوید کر دیا ہے۔ میں نے کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جو بیان کرنے کے قابل تھی۔ لڑائیوں کے واقعات ایسی محنت کے ساتھ بیان کیے ہیں کہ جیسے مؤرخ کرتے ہیں۔ اس میں تمام حقیقتیں آگئی ہیں۔ اس میں کوئی بات زیادہ ہے نہ کم ہے۔ اس طرح علی نامہ کو ایک معجزہ کہنا چاہیئے کیونکہ یہ دکن کی جان ہے اور شاہنامہ دکن ہے۔ اس مثنوی کے سن تصنیف کے بارے میں وہ کہتا ہے۔

لکھیا شہ کا جس میں لڑ کر جب اس ... ہزار یک ستر ہو تھے چھے برس
(۱۰۷۶ ہجری)

اس مثنوی میں قصائد بھی ہیں۔ ہر قصیدہ اپنے فنی کمال کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔ مثنوی کے چند شعر ملاحظہ ہو۔

قصیدہ نصرتی

در مدح سلطان علی عادل شاہ ثانی

جب تے جھلک دیکھیا اَدِک سورج تری تروار کا
تب تے لگیا تھر کانپنے ہو بھر عرق یک بار کا

کوئی بُند جو تیری کھڑک کی پانی تے دریا میں پڑے
کھا جوش اَدِک یک نیر ہوئے تیرا کھنڈ یک گار کا

کس میں طالع کے قوی جم تے اَدِک جم جم رہے
جس میں تو عالم گیر ہو آیا سکندر سار کا

جب تج کھڑک پر آسماں جوہر کی جاگا جیں لکھیا
ہے فتح تب تے تج آنگیں ٹھانک لے خدمت گار کا

کیا تج کھڑک کا باٹ ہے اِتنا کھنا کا الف
نصر من اللہ تو تجے ساقی ہے ہر ادھار کا

تک سیت بند پر باند رخ نیکا طرف حملہ کرے
ہو خشک لب دریا تے نبوڑا اول اٹھے زنہار کا

کوئی مہرہ سرتج اگے جا نباز نے لے جا سکیا
جاں رزم کے تختے ہو توں ششدر بندیا پھل بہار کا

ہر فصل شہ کے وصف کی لکھتا تو ہوتے کئی ورق
پڑتا ہوں سرنامہ بڑی یک فتح کی طومار کا

اب کھنڈ تے اس مضموں کے مطلع کول پیدا کروں
ہر حرف کے معنے تے تا نکلے سورج جھلکار کا ۹

۱ سے ۲ زیادہ ۳ تلوار ۴ بوند ۵ تلوار ۶ پانی ۷ ادھے ۸ طاقت ۹ قوت ۱۰ سکندر کے
مانند ۱۱ جگہ ۱۲ آگے ۱۳ سمندر ۱۴ پل ۱۵ نکا ۱۶ پر ۱۷ بہار ۱۸ ۔ آسمان

اچھے ہات عاجز کے تدبیر کیا
توں مختار کل مجھ پہ تقصیر کیا

مجے خوب کاماں کی توفیق دے
اچھے حق سو کر مجھ پہ تحقیق دے

طمع کوں نکو ہونے دے بد کی کال
میری دین و دنیا میں عزت سنبھال

قناعت کا دنیا میں دے گنج مجھ
صبوری میں دل کر گہر سنج مجھ

تنگ و دو کی دنیا تے سب جھاڑ دھول
مرے دل کے دامن کوں کر پاک پھول

مجے حرص کی سو کسس لاویں نکو
میسا آبرو مجھ پلا قوت نکو

نہ خواری سوں کر کر بھلا خشش مجے
توں حاجت روا ہو کہ اچھے بس مجے

الٰہی ترا مجھ کوں دین سنبھاتے
دو عالم میں تیرا دیا کام آتے

دیے با جھ تیرے پر کم جہاں
سکھے تجھ کرم تے زمیں آسمان

مرے دل کوں سب جگ تے کر بے نیاز
عنایت سوں تیری رکھ سرفراز

مجھے عشق دنیا تے مردار کا
نجاست میں پاڑیا ہے یکبار کا

نکو کر ہوا آخر اسی میں ہلاک
کر جیو پاک ہے ر کہ نجات تے پاک

مرے نین کوں دے تو اس دھات نور
کہ تا تجھ تجلی کا دیکھوں ظہور

کرا یسے سخن ہار مجھ دل کے گوش
جو آوے بالے بال آکہ ا پنڑا ئیں ہوش

ترے دھیان کا جم رہے شہد مل
محبت میں تجھ کر مرا موم دل

مرے طبع کے گل میں ہور رنگ رس
گپت ہور بے گت سلا تو ہج بس

رہتا چتا میں مجھ معرفت کا انجن
کہ ہر شے میں دِسن آتے تو بے سودحن

پلا مجھ محبت سے ایسا شراب
کہ ہو مست بسروں دو جگ کا حساب

میرے مکھ سے کاڑ اس اثر کا کلام
کہ ہر بول ہوتے متے پرستاں کو عام

۱ نہ ۲ کل ۳ پیاس ۴ نہ ۵ خس وخاشاک، تنکا، ۶ رہ ۷ بغیر ۸ تیرے ہی ۹ کمی ۱۰ سیکھے ۱۱ پڑھا
۱۲ جان ۱۳ سننے والا ۱۴ وہ ۱۵ بال بال ۱۶ حاصل ہونا، ہوش آنا
۱۷ پوشیدہ ۱۸ ظاہر ہوا ۱۹ تو ہی ۲۰ پہنا ۲۱ آنکھ ۲۲ کاجل
۲۳ نظر آتے ۲۴ محبوب ۲۵ بھول جاؤں ۔ ۲۶ ۔ نکال

دھر نہارا شرعال کا قال دے — دلاں کوں جم اس قال تے حال دے
بھر یارک میرے دم میں افسوں سدا — کہ جگ ہوئے مسخر یو سخن کر ندا
مرے شعر سوں زندہ کر ہر شعور — سمجھ مجھ بچن تے توں کر جگ میں پور
مری بات آگے بحث کر سب کی رد — سخن کر مرا عارفاں میں سند
سیاہی کوں کر میری ظلمات دھات — قلم میں مرے خضر کی دے صفات
کہ ظلمات میں اس جو یو خضر جائے — برسنے کوں امرت ابلتا ہو کر آئے
گلستاں میں ہرا بچن کی دھرا — مرے خوش سفینے کا بستاں سرا
جو انکے نظر آکے باریک میں — تو ہر بیت کی خوش محل میں یقین
دیکھاوے میرے پردۂ فکر سوں — ہر یک تازہ مضموں کی بکر موتی
مرے فن کے بن کو عطا کر دو آب — کہ ہر پھول ہوتے چشمہ پر گلاب
ہر یک پھول کوں دے تواس دھات رنگ — کہ ہوئے صبا دیکہ خورشید دنگ
حروفاں میں بھریوں معانی کا رس — کہ ہوئے مہ کوں امرت اپینے ہوس
اپن شعر مجھ جگ پہ نت نقش ہو — سورج کے نگینے پہ سکہ کر نو
میرے مس کوں کر تجھ کرم سے طلا — ہر یک نگ کو خورشید تے دے جلا
خیالاں کو مجھ بات کے اوج دے — طبیعت کوں دریا کے نت موج دے
میرے جیب کو سیف[1] کر آبدار — عنایت کی رک دم سوں نت تیز دھار
کہ مگر جس طرف آپ ہے اوزبات — گزر آئے گرموش کالی دہات
تے فن کی قوت سوں مجھ مست کر — ہنر سب میں میرا زبردست کر
کرامت مرے فن میں رکھیوں نہاں — کہ سنتے بچھا ہوتے تماشا عیاں
مرا شعر کر دیے زمانے کو پرکھ — یو ہر بیت اچھو شیر مرداں کو ورد
معانی تے بتن قرب مرداں کوں دے — سکت جنگ جوئی کا گرداں کوں دے
کرکر تیہی غزا غازیاں نت نوی — سدا ہوتے دین محمد قوی
کہیوں نعت اب شہ کا اس نامور — نوازیا گیا جس کھڑگ تے ظفر

سلہ آئیں سلہ تازگی، کنول ابن سلہ اپنا سلہ بلندی شہ زبان سلہ تلوار
سلہ مشہور سلہ جسکا کے سلہ تلوار۔

صفت جشن جلوسی کہ ہو نوشاہ جواں
جلوہ کریا کو عروسی دسے کیوں ملک و ملل

لکھنہارے یو فتح نامہ نول — کرے ابتدا بات یوں بے بدل
بیجاپور جو یکہ شہراں کا شاہ — کہ ہے ہفت اقلیم کا تخت گاہ
جب اس شہر کے تخت پر نوجواں — جو بیٹھیا علی شاہ صاحب قراں
گھرے گھر ہوئی شادمانی نوی — زمانے کوں پھر نوجوانی ہوئی
گہر شہ پہ دریا نے دیں بار بار — مٹھیاں بھر صدف کیاں کھیاں اپنے نثار
سورج روز زربفت کا بستہ کھول — کرے پائے انداز شہ کا امول
چندر ہر رین آکے شہ کے انگس — لگے چھاپ جانے چرے اس چندن
زمانہ طبق بہوتیں کا بھر گل سنوار — لے آنے منگیا ہو یہ نو بہار
گگن دیا پھول بیلاں کے ہاراں نول — بندیا گیند مخمل کے کرتے پنچل
کنول کیاں کلیاں شیشہاے گلاب — بھرے زعفراں طاس گل آفتاب
کنبے سوں لاکے کاتے بھریا — چمن لاجوردی طبق میں دھریا
رکھیا کر کے عنبر بنتیاں سید مشک — شمامہ ہے ریحان عنبر کا خشک
ڈبیاں تے سنچوران کی چندناعبیر — کیا سب کوں خوشبو چھڑک بے نظیر

---

۱ بے مثال۔ نیا ۲ چھپ ۳ زینت ۴ بیل کی جمع ۵ نیا
۶ پھولوں کا پنکھا ۷ خالص ۸ نیلے رنگ کے پھول ۹ ڈبیا
۱۰ بدر کامل (بھرپور) ۱۱ چاندنی (صندل۔ چندن)

کرن پھول پرورده گلاب بھار   سیتیاں پہ شبنم پھواریاں کے سار
پکھن کا پنکھا لے صبا خوش ڈلاتے   دھواں پیچ کھا سنباستاں ڈلاتے
ہرے لال پیلے نول دھات دھات   بنے خاص سرپوش کلغی کی بات
سرنگ سرو نازک نہالاں ہوے   نہالاں آرائش کے تہالاں ہوتے
اپر سب کے زریں مذہب دھرکے تاب   شرف جان اپنا ہوا آفتاب
پنکھیرو بنا کوتاں دلپذیر   پچلے ہو کلاونت انگے بے نظیر
دیکھیں پارشاں خوب توریاں سنوار   لگیں قمریاں ڈومنیاں نامدار
ہویاں گاوناں طوطیاں ناز سوں   کریں نغمہ کوئل خوش آواز سوں
چڑیاں زنگباراں ہو کرتیاں ملا   دھرے سرخ گھنگروتے نازک گلا
پکڑ تال شارک نے تالیاں بجاتے   ہزارا ہزار یک مقامات گاتے
انگے راج ہنس کھول پھرتے چلے   ہنر ناچ میں مور کرتے چلے
دماے ہو خوش بادلاں گڑگڑائیں   انگے رعد ہٹ نال ہو کڑکڑائیں
بجتے راگ ہور رنگ رونق سنگات   آرائش بناچا وسوں دھات دھات
بجتے شوق انگیز خوش جیں سوں   لے آیا یو رسانہ جب عیش سوں
سنبھے کاج دنیا کی خوش نول   شہنشاہ اد ہدیہ خوش کر سکل
اپس دیدہ ہو دل کے آرام کے   جو تھی بست خوش کام کی کام کے
گھڑی کام کی کام آتی ضرور   پسند کر رکھیا دیکھ اپنے حضور
آپس انجمن رشک گلزار کر   رکھیا سو دیا بات عالم اوپر
نظر ویں زمانے کی جانب کیا   اے شادمانی کی خلعت دیا
کرتا اس بزرگی سوں ہو بھرواں   بجے لگ زمانا اچھے شاداں
فلک جو زمانے کے ہمراه تھا   گرا او لاتی خوش شاد تھا

---

۱ نواروں ۲ مانند ۳ ہوا ۴ گھر ۵ نظر آئے ۶ لو ہے والا ۷ جاری ۸ نظر آئے ۹ پاتر تکی ۱۰ ۱۱ شکر ۱۲ نیا ۱۳ شکل ۱۴ ویں ۱۵ ہدیا ۱۶ خلعت

عنایت کے کرنیں کراِن سب پہ باز   کیا خلعت عدل سے سرفراز
کرم کا چلیا ہوا برشہ گیان کا   گیا یوں برس منیرات دان کا
طمع بڑ چلی تس کی سیلاب میں   ڈبیا حرص نعمت کے غرقاب میں
الٰہی یو جم شاہ عالم اچھو   جہاں شہ تے محفوظ جسم جسلم اچھو

ملک لینے کی بچن شاہ کی ہیں یاں تے شروع
راج شاہ بیٹھے پو آئی ہیں کس دھات عمل

کہتا ہوں اتا بات اک کام کی   دکھن کی شہی کی سرانجام کی
جو ملک دکن میں ہوا شہ تھا   جتا کام یکبار گی تو ہوا
نظر میں تو ی جب یو بازی پڑی   ہوئی دوست دشمن کو فرصت بڑی
لگے دوستاں خوش ہو شادی منے   پڑے دشمناں بد نہادی منے
شہی کی جو اتّفی کارسازی اہے   بڑی یک یو شطرنج بازی اہے
جو ہیں بند بازاں ہنر کے کمال   ہر استاد کی یک روش کی ہے چال
جو کوئی کھیلتا کھیل جاتا ہے چھوڑ   وہی کھیلتا کھیل دوسرا مروڑ
نہ سمجھیا ہمک کھیل مشکل پڑی   اوّل آر تیجہ آ کر بازی کھڑی
شتابی کی بازی کوں رکھو سب تے پست   اندیشے کوں کرنا لگے پیش دست
جو کیں تے مخالف اوجیانا پڑے   یکہ آدا بی مہرا گنوانا پڑے
کمی گھٹار دی اور ادک ساندنا   یکیک خوب فرزیں کا بند باندنا
اپس کو کا سجنا لگے گھوڑ بلے   چلانا پڑے بند سوں پائے دل
رہنے کیں نہ دینا عری ہو رضد   کرتا مہرہ ہر کام پر رہے جد
مخالف طرف سب تے رکھنا نظر   کرا کس دغا کے ہے بازی اپر

۱؎ اسی ۲؎ کاہی ۳؎ اتّفی ۴؎ ہمک ۵؎ ارھا ۶؎ ہمکا
۷؎ کم جگہ سے کر زیادہ موڑنا ۸؎ زیادہ ۹؎ جوڑنا ۱۰؎ پیدل ۱۱؎ کہیں۔

بجنے پیاسے کھیل یوں اپنے ہات ۔ سکے کرا ولیلاج پر پیاد مات
کرالقصہ یوں بادشاہی کے کام درست ہوئے لک اوقیناں تمام
نکسنے ہوز بڑے تھے سو سب بدنہاد اچھالے اوڈون چار طرف تے فساد
مخالف تے اکثر منافق ہوتے موافق بی کئی نا موافق ہوتے
بڑے برج کے شہ اپنی کم سن منے نوی بادشاہی نوئے دن منے
ولے راہمت سوں کر دل قوی نوے کام پر کر تردد نوی
کبھی صلح کی یا لڑائی کی بات کیا نیں لیا باج شمشیر ہات
نہ دیکھیا مخالف طرف باج گھور دیا بات بولیا پڑی پر ضرور
جہاں ہوتے جنگ وجدل بیگماں کدھیں فائدہ ہوتے کدیں ہوتے زیاں
خدا شہ کی نیت کوں دیوے جزا 120 زیاں کارکوں عجب تے ہوتے سزا
غنیماں کوں ہور باغیاں کوں ولے سداگو شمالاں چہ دیتے چلے
بزرگی جسے اتنے خدا دا ہے ۔ دل اس کا نڈرپن میں پولاد ہے
بھلے مردسر کچھ جو مشکل پڑے 123 کرے بدھ سوں حل ناسی میں اڑے

۱ جس نے ۲ نے ۳ کے ۴ تک ۵ غنیم کی جمع ۶ اٹھائے ۷ وہ ۸ سے ۹ میں ۔
۱۰ نئی ۱۱ نئے ۱۲ سے ۱۳ غور و فکر (از سرنو) ۱۴ بغیر ۱۵ ڈر کر۔ ہمت سے ۔
۱۶ موقع پر۔ ضرورت پر ۱۷ کہیں ۱۸ اتنی ۱۹ نڈرپن ۲۰ فولاد ۲۱ بدھی سے ۔
عقل سے ۔

حکم دنیاں ہے شہہ نور — کیسا پاپ ہے شر شور
تونے ہے تحقیق بھا دو نور — اپنے کہئے کیتا آخر دور
اشکر کل آیا نبی رسول — ابلیس ہوا دیک محزول
حق تھے نازل ہوا کلام — روشن کیتا دین اسلام
عالم کیرا ہے سرتاج — جس کون ہوا شب معراج
جتنے پھر حق تھے ہوئے مقصود — جبریل آوے بھیجے درود
جیتا مشکل ہو وے کار — جبریل کرتے ہیں اظہار
جتنے کوئی جیتا پوچھے سوال — حل کر دیتے ہیں درحال
ایسا سرور جگ کل میر — روز قیامت ہوے دستگیر
اس کا کہنا جس دل بار — تماماں مومن ہیں دیدار
مومن کا دل عرش پچھان — نور نبی کا دیک عیاں
جے کوئی دیکھے نور نبی — بیشک دیکھیا جان بلی
یوں ہے دیک نبی کا قول — کیا فرمان سب رب کے بول
دیکھیا اپنا حق دیدار — ان جوں دیکھیا ہوئے کرتار
کہیں دیک خدا کا نور — اس نور تھے کل کیا ظہور
توں ان نور نبی کا پچھان — عالم جس تے کیتا جان
اللہ کیرا یوں ہے قول — معشوق اپنے ہنے رسول
کل شئی جیتا مخلوقات — نور تے ہر کھٹ کی صفات

اپنا تو ہے مخفی بھار — ہر گھٹ قدرت کیتا بار
قدرت صورت سب دکھائے — کرتا کون نا دیکھیا جائے
یک یہ عالم جسمانی — دوجا عالم روحانی
یہ دو عالم ہیں پیدا تا — نور ہے دونوں کے پیار

لے روشن۔ تے تب۔ تے ظاہر۔ تے ... تے کل تے ... کا تے کو۔
تے جے۔ لے ہے۔ تے جو کوئی۔ تے جتنا ... تے ... انہاں۔ تے جتنی۔ تے ...
تے مقام۔ جگ تے ظاہر۔ تے کرتا۔ تے ... ظاہر (ظاہر)۔ تے دوسرا